

وهذا حد الفریة علی الانبیاء وروی ان عمر بن عبد العزیز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب
اور انبیاء پر ہمت لینے کی بجائے اور روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے سامنے یہی بیان ہوا اور اس کے پاس ایک شخص ثقافی موجود تھا سو اسے اس سے کہنا چاہیایا
المحدث به وقال ان القصة ان كانت علی ما فی کتاب اللہ تعالیٰ فما ینبغ ان یلتبس خلافتہا بان یقال غیر خذک

اور کہا کہ قصہ داؤد کا اگر کتاب اللہ میں موافق ہے تو یہی مناسب ہے کہ اس کے ملامت تلاش کریں کہ اس کے سوا اور کچھ
وان كانت علی ما ذکرنا فقد کف اللہ تعالیٰ عنہا ستر علی نبیہ فما ینبغ الظہار علیہ فقال عمر بن عبد العزیز
اور اگر تیرے انکار کے موافق ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنے نبی پر پردہ رکھا تو اس کا بیان کرنا لائق نہیں ہے

لم یسمع هذا الکلام احب الی مما طلعت علیہ الشمس انما قال ذلك لانها نصة ذل فیہا کثیر من الناس وقالوا فی
یہ بات منجھ کو سب باتوں سے محبوب تر ہے جنہر آفتاب چمکے اور اسے لگا کر یہ ایسا قصہ ہے کہ اس میں بہت لوگ پھسل چکے ہیں اور

نبی اللہ داؤد علیہ السلام لا یلیق بحال الانبیاء فان اصل القصة علی ما ذکرنا بعض التفسیر ان اوڈ نبی
داؤد نبی علیہ السلام کو ایسا کہنے لگتے ہیں کہ انبیاء کے حال سے مناسب نہیں ہے اور اصل قصہ موافق بعض تفسیروں کے یوں ہے کہ داؤد نبی کا

رأی امرأة رجل يقال له اور یافما ل قلبہ الیہا فسأله ان یطلقہا فاستجیب ان یردہ ففعل فتزوجها وہی ام سلیہ ان
نظر اور ایک جوڑے پر پہنچی تو اسے کمال لگا دیا سو داؤد نے اور یا کو کہا کہ اسکو طلاق دے اسے حیا کے مارے سوال رد نہ کیا جب نے طلاق یہی ہوئی تو نکاح کر لیا اور عورت سلیہ کے نام سے

النبی وكان ذلك جائزاً فی شریعہ معتاداً بین امتہ غیر محل بالمرورۃ حیث کان یسئل بعضهم بعضاً ان ینزل
اور یہ طریقہ انکی شریعت میں جائز اور امت میں رواج تھا اور خلاف مروت نہ تھا کیونکہ جب کسی کی زبان کسی کو پسند آتی تھی تو ہر ایک میں سوال کر سکتا تھا

عن مرآتہ فتزوجها اذا عجبته وكان الانصار فی صلح الاسلام یواسوا المہاجرین بمنخاک لک من غیر نکر خلافتہ
کہ انبیاء کی بیوی سے لے کر جوڑے تک کر لیتا اور انصار نے اسلام میں اسی طرح بے طعن و طعنے مہاجرین کے ساتھ طریقہ روت برتتے تھے ہاں داؤد

علیہ السلام لعظم منزلتہ وارتفاع مرتبتہ وعلو شانہ لم یکن ینبغ لہ ان یتعاطی بیتیعا طہ احاد امتہ و یسأل حلال
علیہ السلام کو بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علو شان کے مناسب نہ تھا کہ ایسا معاملہ کریں جو کہ انکی امت کے اور نبی کو بھی ایسے شخص سے سوال کریں کہ اس کے

لیس الا امرأة واحدة ان یزل لہ عنہا فی تزوجہا مع کثیرۃ نساء بل کان ینبغ لہ ان یغالب ہواہ و یقرہ بنفسہ و یصدر
پاس کی بیوی کی بجائے اور اسے بچہ پڑے پھر اس سے نکاح کریں باوجود کہ اس کے پاس بیویاں بہت تھیں بلکہ انکو یوں لازم تھا کہ ہوا کو مغلوب کرنے اور نفس کو دبا لینے اور اس

علی امتحن بہ ففعل هذا القول کالیوم فی حق داؤد الا ترک الاولی لان وقوع بصرہ علیہا کان من غیر قصد
امتحان پر ممبر کرنے اس بیان کے موافق حضرت داؤد کے قدم میں ہی لازم آتا ہے کہ ترک اولی ہو گیا کیونکہ اس عورت نے نظر لایا بقصد نہ گئی تھی

فلا یكون ذنباً وکذا میل قلبہ الیہا عقیباً لمنظر لا یكون ذنباً لان الاحترار عنہ غیر مقدور للبشر انما تب
سو کہ گناہ نہیں ہے اور ایسا ہی دیکھتے کو بھی دل کا آجانا کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ یہ امر آدمی کے بس میں نہیں ہے اور یہ تمام عتاب الہی

کل هذا العتاب حتی بعث المذکرة بالخصوص عند الامتثال حالہ و تقرر ان الذل لہ لان الانبیاء یؤخذون بآدنی
کہ ان کے پاس فرشتے بھی گرتے ہوئے انکے حال کی صورت اور تقریر لیکر آئے تو ایسے ہو کہ انبیاء علیہم السلام سے مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہو جاتا ہے

شیء کان منہم ما لا یؤخذ بذلک وغیرہم بل یؤخذ ذلک من غیرہم من ارفع الاعمال اجملہا الا تری ان یونس النسرۃ لما دعی
کہ اور ان سے اس پر مواخذہ نہیں ہونا بلکہ وہ بات اور ان کے حق میں بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ یونس نبی علیہ السلام نے جب

قومہ الی الایمان و ابوعن قبولہ و اصر و اعلی الکفر و العصیان و بالغوا فی العناد و الطغیان حتی عیل صبرہ و لم
یفر قوم کو ایمان پر بلایا اور انھوں نے تسلیم سے انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئے اور عناد اور سرکشی حد کو پورا کر دی یہاں تک کہ انکو صبر دشوار ہو گیا اور

یطبق علی المصابرة معهم خرج من بینہم غضباً للہ تعالیٰ و بعضاً للکفر و هذا وان کان یعد من ارفع الاعمال
طاقت صبر کی ذرہ تو انہیں سے خدا کو واسطے غصہ ہو کر کفر کی دشمنی کی مارے جانے لگے اور یہ بات اگرچہ اور مومن کے حق میں عمدہ اور نیک و عمل

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
شأن من انما يرد حضرت بوشق كائين من طرأ جانا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب حليس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل ان الانبياء
كصبرها كرت اور اسد تعالے کے علم کے منتظر رہنے تو عتاب ہوا اور بھول کے بیٹھ میں بقدر نسبت الہی قید رہے اور عامل ہے

في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمد الكبر يجوز صدور الصغائر عنهم سهوا او على سبيل
كر انبیا نبوت کے زمانے میں کبائر سے تو مطلقاً معصوم ہوتے ہیں اور عمدہ صغائر سے بھی لیکن انہیں صغیرہ کا ہونا

النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل وتيسر ذلك زلة وهي لصغير تملته يفعل من غير قصد اليها كما قال الامام
يا بھول کر یا تاویل میں جو کہ جائز ہے اور اسکو زلہ کہتے ہیں یعنی صغیرہ جو بے اسادہ ہو جاوے چنانچہ امام

الرخي ما الزلة فلا يوجد فيها القصد الي عيها وانما يوجد فيها القصد الي صل الفعل لانها ماخوذة من قولهم نزل
سر سنی کتاب ہے کہ زلہ میں وہ فعل خاص مقصود نہیں ہوتا انہیں وہ اصل فعل مراد ہوتا ہے کیونکہ لفظ زلہ کا انکے اس جگہ پر لیا ہے

الرجل في الطين اذالم يوجد منه القصد الى الوقوع وكذا الى الثبات بعد الوقوع وان وجد منه القصد الى المشي
آدمی کچھ زمین پھسل پڑا جب اسکا ارادہ کرنے کا نہیں ہوتا اور نہ ثبات کا بعد کرنے کے ارادہ اس سے راہ میں مقصود ہے کا پایا گیا

في الطريق وانما يؤخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن للمكلف الاحتراز عنه عند التثبت فاما
اور انبیاء سے اتنی بات پر اعلیٰ مواخذہ ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ تو تقصیر ہے کہ وہ مکلف اگر ثابت رہے تو توبہ سکتا ہے اور رہی

المعصية حقيقة فهي فعل حرام تقصدا ليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدقته عنهم وما يوجد ايهم صدر الذنب
معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہے کہ اسکی حرمت جان کر اسکی طرف قصد کرے جو ایسی بات انبیاء سے ہونی محال ہے اور یہ جو زمانہ نبوت میں گناہ ہوا وہ

عنه في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القرآن والاحاديث والآثار الجواب عن تلك القصص اجالا ان ما كان
انکے قصوں سے پیدا ہوا ہے جو قرآن اور حدیث اور آثار میں آئے ہیں تو ان قصوں کا بھل جوا بیدار ہو کر جو قصے اعلیٰ سے

منقول بالاحاديث هي لان نسبة الخطاء الى الرواة اهلون من نسبة المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولاً لبقوات
منقول ہیں انکا رد کرنا واجب ہے کیونکہ راویوں کی طرف خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانے سے آسان ہوا اور قصے بالتواتر

فما دام له محل اخر يحمل عليه ويصر عن ظاهره لذل الالعصمة وما لا يوجد له محض حمل على انه كان من قبيل ترك
پھر جب تک اسکا محل نہیں ہوتا ہے پھر اسکی طرف ظاہر سے پھیر کر اسکی طرف لگا دینا لعل عصمت کے موجود ہیں اور حسین کوئی نخلسی نہیں ہے تو اسکو یہ قیاس کیونکہ ترک

الاولى او من الصغائر الصادقة عنهم سهوا او نسيانا او كونه من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادقة عنهم
اولے ہوا یا صغیرہ ہو کر اسے سہوا یا بھول کر ہو گیا اور ترک اولے ہونا یا صغیرہ کا سہوا یا بھول کر ہونا

سهوا ونسيانا لانا في تسميته ذنبا كما في قوله تعالى لا يغفر لك الله ما فعلت من نيبك ما انا خير ولا الاستغفار عنه كما في
اسکے منافی نہیں ہو کر اسکا نام گناہ ہو چنانچہ اس آیت میں تا معاذ کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو تیرے گناہ اور جو بیچھے رہے اور جس استغفار کرنا چاہے

قصة داود النبي ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيره لكن
داؤد نبی علیہ السلام کے قصہ میں اور نہ اقرار اسکے علم ہونے کا جیسے کہ آدم نبی علیہ السلام کے قصے میں کیونکہ وہ اگرچہ اور نہ کہ حق میں مستہزہ لیکن

بالنسبة اليهم بعد ذنبا وليستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنة الابراهم سيئات المقربين لهذا
ب نسبت انبیاء گناہ ہے انبیاء اسے استغفار اور اسکے ظلم ہونے کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ حسنة ابراہیم کے مقربوں کو حق میں بمنزلہ سیئات کے ہوتے ہیں اور اسی لیے

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى في تحرك همته بالتصرف في زيارته لتدبروا في طرفة ليلة
اہل عرفان کہتے ہیں کہ جو شخص اسد تعالیٰ سے قرب رکھتا ہو اور وہیں اسکی ہمت صرف ہوتا کہ انہی پیدا کرے کہ رات کو روزہ افطار کرے

تكتب له خطيئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى قلة اليقين بنزقه الموعود وهذه رتبة الانبياء و
 تراكمه حقان خطا لعمى ما انزل الله من فضل انهم لم يجرؤوا على ان يقولوا ان الله تعالی بعث لهم رسولا
 الصديقين والاولياء المقربين المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله يعث هذه
 صديقين اولياء مقربين كما هي تراكمه مجلس اس بيان بين كما امدت على اس

الامة على اس كل مائة سنة من يجد الدين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله

امت كل مائة سنة من يجد الدين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يعث هذه الامة على اس كل مائة سنة من يجد لها دينها هذا الحديث من حال المصطفى واهل بيته واصحابه
 اس امت كل مائة سنة من يجد لها دينها هذا الحديث من حال المصطفى واهل بيته واصحابه
 كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية فالمراد من تجد الدين للامة احياء ما اندس من العمل بالكتاب
 مائة سنة اولها من هجرة النبوية اور دين نيا کرنا سے امت کے لیے زندہ کر دینا پرانی اعمال کا موافق کتاب

والسنة والامر يقتضاهما فان المتجوع على اس مائة والمجد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
 اور سنت کے اور اظہار امر کرنا اور اس مائة کے موجد جو مبعوث ہوتا کہتے ہیں کہ ضرور ہے کہ وہ شخص علم میں مشہور

معرفيا بالفضل مشارا اليه في الدين ان ينقصه المائة وهو في العلم ذلك المجد الا بغلبة الظن ممن
 اور فضيلت میں معروف اور دين میں مشا لا الہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہے اور وہ مجدد اپنے ہم عصر علماء میں سے گمان غالب سے
 عاصره من العلماء بقراءن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجد للدين لا بد ان يكون عالما بالعلوم الدينية
 بوسلہ قرائن احوال اور افادہ علم کے معلوم ہوتا ہے کیونکہ دين کا مجدد ضرور ہے کہ تمام علوم دینی

الظاهرة والباطنة ناصر السنة فامعالي البديعة وان يعم علمه اهل زمانه وانما كان التجديد على اس كل مائة سنة
 ظاہری اور باطنی کا عالم اور سنت کا حامی بدعت کا اٹکارنے والا اور اسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام اور ہر صدی کے تجدید دین کی اس لیے ہوتا ہے
 لانحزام العلماء فيه غالباً واندر اس السنن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله من
 کہ اس مدت میں اکثر علماء کم ہو جاتے ہیں اور سنتیں پرانی اور بدعتیں ظاہر ہو جاتی ہیں سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہے سو اللہ تعالیٰ

الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
 خلق میں سے کو عوض متقدمین کے کسی کو موجود کرتا ہے یا ایک یا کئی سو پہلے صدی کے سب سے پر تو عمر بن عبد العزيز کے اور دوسری صدی کے سب سے پر

الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن شريح والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
 امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شريح اور اشعري اور چوتھی صدی پر باقلانی اور پانچویں صدی پر

الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرازي وعند المائة السابعة ابن دقيق العيد
 امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدين الرازي اور رافعی اور ساتویں صدی پر ابن دقيق العيد

وعند المائة الثامنة الحارثي البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة
 اور آٹھویں صدی پر حارثي البلقيني اور حافظ زين الدين اور نوں صدی پر امام سيوطي اور

العاشرة لم يتبين من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان اس كل مائة سنة يكون عند ها
 دسویں صدی پر معلوم نہیں کون ہے سيوطي کتاب اس حدیث کی نظیر وہ ہے جو وارد ہوا کہ ہر صدی کے سب سے ایک

امير فكان عند المائة الاولى المهاج الذي عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
 امیر ہوتا ہے سو پہلی صدی پر تو صحابہ کا علم اور فساد ظلم اور فساد تھا لہذا اللہ تعالیٰ بعث عمر بن عبد العزيز اور وہ

المائة الثانية فتنه المامون الذي خالطه المعتزلة فحواله القول بخلق القرآن غير ذلك

دوسری صدی میں عربوں کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نے مخالفت بہرہ پونہا کر اسکو حدوث قرآن کا

اور سوائے

من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحاناً عاماً في الاقطار ومن لم يحب فبعضهم

اور بہت بدعات اعتقادی کا قائل کر دیا یہاں تک کہ اسے اس مسئلہ میں عام علماء سے روئے زمین کا امتحان لیا

ضرب وبعضهم قيد وحبس وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى

مارا اور کسی کو قید اور حبس کیا اور کسی کو جان سے مارا اور اس امت میں اسکے برابر کوئی فتنہ نہیں ہوا اور اس سے پہلے کسی خلیفہ نے

شئ من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بعلومه وهو اول من افته

کسی بدعت کو اتنا رواج نہیں دیا سوائے عقائد کے اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا اپنے علم سے زمین کو پر کر دیا اور انھوں نے سب سے پہلے

بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيرة وكان عند المائة الثالثة فتنه القرامطة في كثير من البلاد

واسطے قتل اور کفر ایسے شخص کے جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوے دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پھیلا

حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجاج في المسجد الحرام قتلًا ذريعًا وطرحوا القتلى في بئر زمزم وضربوا الحجر الاسود

یہاں تک کہ مکہ میں جا کر حجاجوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈال دیں اور حجر اسود کو

بالدوسر فکسروا لثقلوه وحمالوه الى بلادهم وبقي عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشتري منهم

گزر مار کر لڑے ڈالا پھر انکاڑ کر اپنے ملک کو لے گئے اور بیس برس سے زیادہ انکے پاس رہا پھر انہیں

بثلثين الف دينار واعيد الى مكة في محل وكان عند المائة الرابعة فتنه الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل

تیس ہزار دینار کو خرید کر مکہ میں لائے اور اسی جگہ پر رکھا اور چوتھی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ ہوا اور کچھ حد نہیں

من الفساد بل هو اعظم شرًا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة ومن

جو فساد کہ اسے کیا بلکہ اسکا فساد پہلے کی نسبت کئی درجہ بدتر تھا کیونکہ اسے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوے تو سجدہ کرو اور جو

كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء

مفسدین اس سے پہلے کبھی کسی نے اپنے پیغمبر کا حکم نہیں لیا تھا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوے تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر

الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى حووا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا

اکثر شام کے شہروں پر فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ انھوں نے بیت المقدس میں جا کر صرف وہاں ستر ہزار آدمیوں کو زیادہ قتل کر ڈالا

وقتل الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على لفرنج وبقي بيت المقدس في ايديهم حتى

اور خلافت فرنگیوں کی فریاد شام سے عراق کو بھاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینے ایک روز انکے قبضہ میں رہا

وتسعين يومًا الى ان خلاصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين وكان عند المائة

آخر اسے قتل کرنے کا قبضہ میں سے سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہاتھ پر چھوڑا اور

السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واخلت فوا في البلاد التي استولوا

میں شام صدی پر قوم تار نے غلبہ کر کے فساد عام کر دیا یہاں تک کہ علمائے انکے کفر کا فتوے دیا اور ان شہروں میں جنہیں ناب ہو گئے تھے اختلاف سے

عليها اهل هي من بلاد الاسلام واولوا البلاد التي في يد يميم اليوم لا شك انما من بلاد الاسلام بعد انصاف

آیا وہ شہر دارالاسلام ہیں یا نہیں اور کہتے ہیں جو شہر آج انکے قبضہ میں ہیں بیشک وہ دارالاسلام ہیں کیونکہ

بلاد الحرب واليه ينظرون فيها احكام الكفر بل لبلاد التي عليها والي مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمع و

دارالحرب سے متعلق نہیں ہیں اور نہ انہیں احکام کفر کے جاری کیے ہیں بلکہ جس شہر میں انکی طرف سے مسلمان حاکم ہو اس میں نماز میں جمعہ اور

الاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاة وتزویج البیتمی لاستیلاء المسلم علیها وطاعته للمکفرة اماموا دعة
 عید کی بڑھنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصب ہونا اور تہنیت کا نکاح کر دینا جائز ہو کیونکہ ان شہروں پر مسلم کا غلبہ ہو اور وہ کفار کا جو طبع ہو یا تو بطریق انہیں سے
 اور مخادعة واما البلاد التي علیها ولاة کفار فیحیی فیها ایضا اقامة الجمعة والعیدین والقاضی قاض بنراض
 یا فریب کہ ہے اور جن شہروں پر کفار حاکم ہیں سو انہیں بھی جمعہ اور عیدین کا قائم کرنا جائز ہے اور قاضی بھی قاضی ہونا چاہیے
 المسلمین اذ قد تقر بان بقاء شیء من العلة یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان هذه الدیار قبل استیلاء
 مسلمانوں کی مرضی ہو سکتی ہے کہ یہ بات ٹھیک ہی ہوئی ہو کہ جب تک کچھ علت باقی رہے حکم باقی رہتا ہے اور بیشک بلا خلاف یہ یقین کر چکے ہیں کہ یہ شہر قوم
 التتار من دیار الاسلام وبعدها استیلاءهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحکم بمقتضى الشرع والقوزائع
 تارکے غلبہ سے پہلے دیار اسلام تھے اور انکے غلبہ کے بعد یہاں ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوے کی جاری ہے
 بلاد کبیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد الحرب لاجمة له واعلان بیع الحرب اخذ الضرائب المکوس برسم التتار
 کبیر بادشاہ کو ایسے کچھ ٹکڑے زمینیں بچھ حکم کرنا کہ دار الحرب ہو اسکی کوئی وجہ نہیں ہے اور ظاہر شراب کا پینا اور چینی اور خراج کا لینا موافق رسم تارکے
 کاعلان بنی قریظہ فی المدينة بالهتوی وطلب الحکم من الطاغوت فی مقابلة رسول الله علیه السلام ومع ذلك فنتی
 ایسا ہو جیسے بنی قریظہ مدینہ میں عبودیت ظاہر کرتے تھے اور جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں حکم لیتے تھے
 المدينة بلد الاسلام بلاد یسخران من قال منهم اناسلم وشهد بکلمتی الشهادة یتحکم باسلامه لکن فی الخلاصة مسئلۃ یجب التنبیه
 مدینہ بلاشبہ دار الاسلام تھا پھر بیشک جو شخص انہیں سے کہے میں مسلم ہوں اور دونوں کلموں شہادت کی گواہی دے تو اسکا سلام کا حکم ہو گا لیکن خلاصہ میں ایک مسئلہ جو اسکی بھی
 علیها وهی ان اهل بلدة اذ كانوا یعدون الاسلام ویصاون ویقرعون القرآن ومع ذلك یعبدون الاوثان
 اطلاع دینی جا بیجئے اگر ایک شہر والردع سے اسلام کا کرتے ہوں اور نماز پڑھتے ہوں اور روزہ رکھتے ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتے ہوں اور شہرت پرستی کرتے ہوں
 فانار علیهم المسلمون وسبوههم وارساد انسان ان یشتری من تلك السبایا ان كانوا یقرنون بالعبودية لملکهم جاز الشرع
 پھر مسلمان انہیں غارت کر کر گرفتار کر لائیں اور کوئی شخص ان قیدیوں میں سے کسی کی خریداری کا ارادہ کرے تو اب اگر اپنے بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں تو خرید لینا جائز ہے
 وان لم یکنوا مقرین بالعبودية لملکهم جاز شراء النساء والصبیان دون البکار قال قاضیان فی فتاواہ کلامہم
 اور اگر اقرار اپنے بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتے تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جائز ہے بڑے مدون کا جائز نہیں قاضی خان اپنے فتاویٰ میں کہتا ہے ایسے
 لما قرأ ابنا الاسلام ثم عبد الاوثان كانوا یتدین فیجوز اسرقاق نسائهم وصغارهم ولا یجوز اسرقاق کبارهم
 کہ جب انھوں نے اسلام کا اقرار کیا اور ہجرت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئے تو اب انکی عورتوں اور بچوں کا غلام اور لڑکی کر لینا جائز ہے اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں
 الا ان یکنوا مقرین بالعبودية لملکهم فیجوز اسرقاقهم فاذا ملکهم السابی یجوز له بیعہم کان عند المائۃ
 ہاں اگر اپنے بادشاہ کی عبودیت کا قائل ہوں تو اب انکا بھی غلام کر لینا جائز ہے جب قید کرنے والا انکا مالک ہو تو انکی بیچ بھی جائز ہے اور
 السابعة غلاء وقتل عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث کلت الحرس البغال الکلاب کان عند المائۃ الثامنة
 ساتویں صدی پر قحط گرانی آ رہی تھی دیار مصر اور شام میں اس قدر بھولی کہ گدھے اور بچھر اور کتے کھالے اور آٹھویں صدی پر فتنہ
 تمرینک واما المائۃ التاسعة فقد قال لعامة الناصری لاسک ولا تابلان فتنۃ المائۃ التاسعة ہے فتنۃ السلط
 تیمور لنگ کا ہوا اور نویں صدی پر علامۃ ناصری کا کتاب ہے کہ اس میں بھلو کچھ ننگ اور شبہ نہیں ہے کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان
 سلیمان خان و حربہ مع اخوته وقله ایاہم واولادہم لتمر حروبہ مع صاحب الشرف وکسرہ وقله اخذ بلادہ لتمر
 سلیمان خان کا ہے اور اسکی لڑائیوں کا بیان بھی ہے اور انکی اولاد کا قتل کرنا بھرا اسکی جنگ و جدال صاحب الشرف سے اور اسکا توڑنا اور بار بار انکی پھینکانا
 اجتماعہ فیسکرہم قتل سلطانہا واکارامہا ثم دخولہ مصر وفضله فیہا مع اهلہا ما فعل فی المائۃ العاشرة ظہرت فتن
 مصر کے لشکر کا ساتھ جمع ہونا اور انکے سلطان کو اور بڑے بڑے امیروں کو قتل کرنا پھر مصر میں جا کر انکے باشندوں کو ساتھ جو جو کیا اور سویرں صدی میں بت ہو فتنے

کثیرۃ متوالیۃ غیر منقطعۃ الی الان حتی کان اهل اسلام یتعامل بعضهم مع البعض معاملۃ الکفار فی قتل بعضهم
 پہا پہ پیدا ہوسا جرات تک پہلے آتے ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسرے کو ساتھ کفار کا معاملہ کرتا ہے کوئی کہہ کر ماڑا تھا ہر

بعضا وقد روی عن جبر انہ علیہ السلام قال فی حجۃ الوداع لا ترجعن بعد کفار ایضاً بعضکم رقاب بعض
 اور جبر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں فرمایا تم میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کرے

بعضی ان شان الکفار ان یقتل بعضهم بعضاً فلا تشبہوا بہم ای المؤمنون فی قتل بعضهم بعضاً ولا یکر افواکم بشہ
 مزاد یہ ہے کہ یہ کفار کا چلن ہے کہ کوئی کسی کو مار ڈالے اس وقت مومن ہو کر آپس کی خونریزی میں آنکے مثل سونا بنا

بعضا علیہم ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکر انہ علیہ السلام قال اذا التقى المسلمان فحمل احدهما السلاح علی الخی
 اور ابوبکر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہو جائیں پھر کوئی اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھاتا ہو

فیما فی وجہ جہنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلا جہنم فان القاتل یدخلہا بفعلہ والمقتول یدخلہا بسحبہ
 تو وہ دونوں دوزخ کے جہنم میں ہیں جب ایک اپنے یا کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں دوزخ میں جاتے ہیں قاتل تو اسکو مار کر دوزخ میں جاتا ہے اور مقتول اپنے بھائی کے قتل کی وجہ سے

فی قتل خبیہ کما اجاب بہ النبی علیہ السلام فی حدیث اخر وہ ابو بکرۃ ایضا انہ علیہ السلام قال اذا التقى
 دوزخ میں جاتا ہے پھر چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نے ایک اور حدیث میں دیا وہ بھی ابو بکرہ ہی روایت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

المسلمان لیسفہما فان القاتل المقتول فی النار قال ابو بکرۃ قلت یا رسول اللہ هذا لقاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصاً
 مسلمان تو مار لیکر مقابل ہوتا ہے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں ابو بکرہ کہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل اور مقتول کا کیا قصہ ہے فرمایا یہ بھی اپنے بھائی کو

علی قتل خبیہ وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال یا صاحبی اعمل فتننا کقطع اللیل المظلم یصیبہ الرجل مؤمناً ویمسی
 قتل یہ حریص تھا اور ابوبکر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جلدی کرو اعمال کے فتنوں پر جیسے گروس اندھیری رات کو صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

کافراً ویمسی مؤمناً ویصیبہ کافر ایضاً من بعض من الدینا فانہ علیہ السلام قال سیأتی فتن کاللیل المظلم لا یفرق
 کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر پیدا دین جو صبح اسباب جہنم کا بھید لگا سونگا یا نبی علیہ السلام نے فرمایا اب نزیک ایسے فتنے آئیں گے جیسے اندھیری رات

احد طرفی الخ لا یخلص منها ولا یقدر صاحب العز علی محافظۃ الوظائف والوقایف فیہا فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان یتکلم
 کسی کو مخلصی کا راستہ نہ ہو گا اور ایمین صاحب درود کو قدرت محافظت وظائف اور اوقات کی نہ رہے گی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سے پہلے کہ تمہارے

القاتل ادعنا لا یخلصنا ان یقتل طائفان من المؤمنین یمسکل کل منہما دم الاخری فالہا فی فکر ہذا الاعتقاد واما
 فتنے آجائیں گی کیونکہ جب فتنے آئیں گے تو کولی دو جماعت مومنین کی نہ باقی رہے گی یا ہر ایک دوسرے کا خون اور مال حلال سمجھ لے گا سو اس عقیدہ سے کافر ہو جائے اور

ان یغلب الفسقة یرقیون دماء المسلمین ویأخذون اموالہم بغير حق ویرنون ویشریون الخ ویلبسون الحزن یریدون
 بائساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کریں گے اور ناحق انکے مال چھین لیں گے اور زنا کریں گے اور شراب پیویں گے اور حریص بنیں گے اور اعتقاد کریں گے

انہم علی الحق ویفتیہم بعض علماء السوء بجواز افعالہم ویرہا یقتلون السارق ویصلبونہ باعتقاد جواز قتلہ وصلبہ
 کہ تم حق پر ہیں اور بعض علماء بڑے کھوتے دیکھیں گے کہ یہ افعال جائز ہیں اور بعضے وقت جانو سمجھ کر جو کو قتل کریں گے اور سولی پر چاویں گے

ویکفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق لیس لقتل الصلب بل حدة قطع یدہ لقولہ تعالیٰ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ
 اور اسی اعتقاد سے کافر ہو جائیں گے اسلئے کہ جو کہ حد قتل اور سولی نہیں ہے بلکہ جو کہ حد باعہ کا ٹھہار بدلیل اس آیت کے اور جو کوئی چور ہو وہ بیعت

فانقطعوا ایدیمما ولیس ذلك الا وقوع ما روی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال ان
 تو کاٹ ڈالو انکے ہاتھ اور یہ اسی آیت کا طور ہے جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک

اللہ تعالیٰ لا یقبض العلم انزاعاً ینزعہ عن العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یتبعوا العلماء اتخذ الناس
 علم یون نہیں اٹھا لے گا کہ آدمیوں کے دل میں سے نکال لے لیکن علم کو قبض کر کر اٹھا لے گا یا تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگوں کو سزا دینا پڑے گا



رؤساجہا لا فسئلوہا فتوا بغير علم فضلوہا واصلوہا فانہ علیہ سلام بین فی ہذا الحدیث ان اللہ تعالیٰ لا یقبض
 جب اس نے پڑھیں گے تو وہ سمجھتے تھے تو سہارے پھر آپ بھی گمراہ ہونگے اور اور گمراہ کرینگے بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 العلم من بین الناس علی طریق صحوہ من صدق العلماء ورفعہ من بینہم الی السماء فان ذلک وان کان جائز فی قدرۃ
 علم کو لوگوں میں سے یوں نہیں قبض کرے گا کہ علماء کے دل میں سے جلا دیوے اور ان کے اندر سے آسمان پر لے جاوے کیونکہ اس طرح بھی اگرچہ باعتبار قدرت
 اللہ تعالیٰ الا ان ہذا الحدیث یدل علی عدم وقوعہ بل الواقع انہ تعالیٰ یقبض العلم قبض ارواح العلماء فانہ تعالیٰ
 آپ کے ہوسکتا ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یوں ہونگا بلکہ یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ علماء کی رو میں قبض کرے کہ علم کو اٹھا لینگا اور یہ اسم تعالیٰ
 اذا قبض ارواح العلماء ولم یترك عالما یبقی الجمال فیتخذہم الناس لکونہم فی ذی العلماء قضاء وفتنات فی قبضہ
 علماء کی روح قبض کرے گا اور کوئی اور عالم نہ چھوڑے گا تو مہربان! اتنی رہی اور نیچے سو لوگ انکی سہ کپڑے کیونکہ وہ جاہل علماء اور فاسق اور مفتیوں کی موت ہونگے پھر انہیں
 بغير علم وبقی صفتہم بغير علم فیکون ضالین مضلین قال لذہم ہذا الحدیث یدل ان المراد بقبض العلم فی الاحادیث
 بدون علم کے حکم جاری کرے گا اور فتی ہوں علم کے فتوسہ دیکھا سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور انکو بھی گمراہ کرے گی ذمیر کی کتبہ ہے حدیث بیان کرتی ہے کہ علم کے اٹھ جانے سے مراد ارادہ
 المطلقة لیس صحوہ من صدق خصالہ بل معناه انہ یتوحدتہ ویتخذ الناس رؤساجہا لا یحکمون بجمالتہم ویفتون بجمالتہم
 مطلقہ میں یہ نہیں ہے کہ مانتوں کے سینہ میں سے صحو ہو جاوے گا بلکہ یہ مراد ہے کہ حافظہ میں جو لوگ جمال کو سرور بنا لینگے وہ اپنی جہالت سے حکم دینگے اور اپنی مانتوں سے
 فیضلون ویضلون قال القرطبی معنی الحدیث ان اللہ تعالیٰ یقبض العلماء ویبقی الجمال لذہم یتعاطون صبا العلم
 آپ بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو گمراہ کرے گا قرطبی کہتا ہے حدیث کی معنی میں کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھا لینگا اور ایسے جمال باقی رہ جاوے گے کہ علماء کے مناسب
 فی الفتویٰ العقلیہ فیفتون بغير علم ویعلیون من غیر علم ویتلشن الجمال قد ظہر ذلک ووجد ما اخبر النبی علیہ السلام فی
 فتوسہ اور تعلیم کے آپ لینگے پھر بغير علم کے فتوسہ دینگے اور بغير علم کے سکھاوینگے اور عمل پھیل جاوے گا اور بیشک یہ ظاہر ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ
 دلیل من ادلة نبوتہ خصوصاً فی ہذہ الا زمانہ غیر انہ جاء فی التردد عن بی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفع العمل
 سو پہلی دلیل نبوت میں ایک دلیل ہے خاص کر اس زمانہ میں اتنا ہی کہ ترمذی بن البراءہ اسے روایت آئی جو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل اٹھ جاوے گا
 حیث قال کنا مع رسول اللہ علیہ السلام فمشخص بصیرۃ الی السماء ثم قال ہذا وان یختلف فیہ العلم من الناس حتی
 جہاں کہتا ہے کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ تھے اور آپ نے آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا یہ وقت ہے کہ اس میں لوگوں سے علم اٹک لینگے اتنا کہ
 لا یقدر ان فیہ علی شیء فقال زیاد بن لبید انصاری کیف یختلف العلم منا وقد قرأنا القرآن لنعلم انہ نساء نا وانباءنا فقال النبی
 کچھ قدرت باقی رہے گی زیاد بن لبید انصاری نے عرض کیا ہم سے علم کیونکر اٹک لینگے اور ہم قرآن پڑھتے ہیں اور باہر لکھتے ہیں تو انکو کون کون سا علم اٹک لینگے نبی علیہ السلام فرمایا
 تکلتک امک یا زیاد ہذہ التورۃ والا انجیل عند الیہوق والنصارى فماذا اتعنی عنہم و ظاہر ہذا الحدیث یدل علی ان الذی
 اور زیاد تیری جان روئے ہے قررت اور انجیل یہود اور نصاریٰ کو پاس ہے کچھ لکھو کیا فائدہ ہوتا ہے اور ظاہر معنی اس حدیث کے یوں دلالت کرنے میں
 یرفع هو العمل لانفس العلم بخلاف ما ظہر من الحدیث السابق فانہ صریح فی رفع العلم وبقی لا یتبعہد بینہما فان العلم اذا
 کہ عمل اٹھ جاوے گا خود علم نہیں جاوے گا برخلاف اول معنون کے جو پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک اس سے علم کا اٹھنا صریح معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
 ذهب بیوت العلماء یختلفہم الجمال ویفتون بالجمال ویعمل بہ فیدہب العلم والعمل ان کانت المصاحف والکتب یایدی
 علماء اور نہ سے علم ہاتا رہے گا جب جمال رہے اور جہالت سے فتوسہ دینگے اسی پر عمل ہووے گا پھر علم اور عمل دونوں کے اگرچہ قرآن اور کتب میں لوگوں کے ساتھ دعویٰ میں
 الناس کما کان کذلک اهل لکتابین ولذلک قال النبی علیہ السلام لا زیاد تکلتک امک یا زیاد ہذہ التورۃ والا انجیل
 جیسے حال دونوں کتابوں کے
 اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا تجھکو تیرے ان دونوں
 عند الیہوق والنصارى فماذا اتعنی عنہم فان علماءہم لما انقضوا خلفہم جمالتہم وخالفوا الکتاب وحرفوا فحبلوا معناه
 یہود اور نصاریٰ کے پاس میں کچھ کرنا فائدہ ہے کیونکہ انکے علماء صاحب گذر گئے تو انکے کچھ مہربان رہ گئے اور کتاب کے برخلاف کرنے گئے اور کتاب کے بدل ڈالنے سے مہربان جمال

فعلوا بالجهل وافقوا بغير علم فارفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الکت عندہم لا تغنی عنہم شیئا لیسنا
اور ظاہر عمل کیا اور بغير علم کے فترے دیا پھر علم اور عمل دونوں ہاتھ رہے اور کتابیں انکے پاس بیجا کمرہ دھری رہ گئیں

اللہ تعالیٰ عملاً موافقاً لرضائہ المجلس الرابع والثمانون فی بیان کیفیتہ السلام وافضیۃ
الکی ہمہ عمل موافق اپنی رضا کے عمل کر مجلس چہرہ اس کی طرز سلام کے بیان میں اور افضلیت

من بدایہ قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس باللہ تعالیٰ من بدأ بالسلام هذا الحدیث من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولی نزدیک اللہ تعالیٰ سے وہ ہے جو سلام پہلے کرے یہ حدیث

حسان المصابیح رواہ ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة اللہ تعالیٰ واقربہم الیہا من بدأ بالسلام
مصباح کی حسن حدیث نہیں ہے ابوالامامہ کی روایت سے اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں سے بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سے بہت نزدیک وہ ہے جو سلام پہلے کرے

وظاہرہ یدل علی کون السلام افضل من الرد وقد ذهب لیہ بعض لعلماء وقال بعضهم الرد افضل لان فرض
اور ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام رسول اللہ سے افضل ہے اور بیشک بعض علماء کا یہی مذہب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سلام افضل ہوتا ہے کیونکہ جو سلام پہلے کرے

والسلام سنة فاجرا لفرض اكثر من السنة ودلیل فرضیۃ قولہ تعالیٰ فاذا حیثتہم بخیۃ فحیوا یا احسن منہا
اور سلام سنت ہے سو ثواب فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے اور دلیل فرضیت کی یہ آیت ہے اور جب تکوید عادیوں کے کوئی اور تم بھی دعا دو اس سے بہتر

اور رد وھا فان کل واحد من قولہ تعالیٰ فحیوا اور رد وھا وظاہرہ الوجوب فیکون رد السلام واجبا لکن
یادہ ہر کما لکھ کر اس آیت میں دونوں لفظ غیر اور رد وھا میں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہے پھر رد سلام واجب ہو گیا ہے

علی وجہ التخییر الزیادۃ علی السلام بذكر الرحمة والبرکات وین ترکھا فان من سلم علی الغیر فقال السلام علیک
سلام پر زیادہ بڑھانے میں اختیار ہے ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کرے یا نہ کرے پھر جس نے دوسرے کو سلام کرتے ہوئے کہا السلام علیک

یکون ذلك الغیر مخیرا فی الرد بین ان یقول وعلیک السلام ورحمة اللہ بزیادۃ الرحمة والبرکات معا ویقول
تو دوسرا سلام میں مختار ہے امین کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ رحمت اور برکت دونوں بڑھا کر جواب سے یا اتنا ہی کہے

وعلیک السلام بغير زیادۃ شیء منہما وهذا القدر فرض والزیادۃ فضل لیس المراد من الرد ان یقول رد
وعلیک السلام دونوں میں سے کچھ بھی نہ بڑھاوے اتنا تو فرض ہے اور زیادہ کرنا افضل ہے اور رد سلام سے یہ مراد نہیں ہے کہ رد نہ کرے

علیک سلاما بل المراد بہ کون الجواب قدر السلام فان اقل ما یتادی بہ سنة السلام اذا سلم علی واحد
علیک السلام کہہ بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب برابر سلام کے ہو بیشک کم سے کم حسن سے سلام کی سنت ادا ہو جاوے جب کسی کو سلام کرے تو یہ ہے

یقول السلام علیک بحرف التعریف ولو قال سلم علیک بغير حرف التعریف بل بالتنون ینصح لان احدهما یقوم
کہ سلام علیک کے حرف تعریف یعنی الف لام سے اور اگر یوں کہے سلام علیک بدون الف لام کہہ سیم کی تنون کی ساتھ تو بھی درست ہے کیونکہ ایک دوسرے کی

مقام الآخر وبدونہما لا ینصح ولا یتون سلاھا والا ولی ان یقول فی السلام علی الواحد السلام علیک بحرف التعریف
جگہ ہو جائے اور بدون دونوں یعنی تنون اور لام کے درست نہیں ہے اور سلام نہیں ہوتا اور بہتر یوں ہے کہ ایک شخص پر سلام کرتے ہوئے کہے السلام علیک ساتھ حرف تعریف

او سلام علیک بغير حرف التعریف بل بالتنون مع ضمیر الجمع فیہا لیکون سلاما علیہ وعلی ملثکۃ لان المسلم لا یقول
یا سلام علیک بدون حرف تعریف کے بلکہ سیم کی تنون سے دونوں صورتوں میں ضمیر جمع کی تاکہ اس پر اور اس کے فرشتوں پر سلام ہو جاوے اس لیے کہ مسلمان

وحد بل لیکون معہ علی اصح الاقوال خمس من الملثکۃ واحد عن یمینہ یکتب الحسنات وواحد عن یشارہ
ایک لکھیں نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ موافق اصح قول کے پانچ فرشتے ہوتے ہیں ایک تو دائیں طرف جو نیکیاں لکھتا ہے اور ایک بائیں طرف

یکتب السیئات وواحد امامہ یلقنہ الخیرات وواحد وراءہ یدفع عنہ المکارہ وواحد عند ناصیۃ یکتب
جو برا نیکیاں لکھتا ہے اور ایک سامنے جو خیرات کی ہدایت کرتا ہے اور ایک پیچھے جو مکر و مہات سے بچاتا ہے اور ایک پیشانی کے پاس جو

یصلی علی النبی علیہ السلام ویبلغہ ایادہ فیبغی دخالہم فی السلام ومن یدخل بیتہ یتیمک ان یسلم علی اہل البیت
 وہو کلکما یجوز علیہ السلام بہ جنتی بارئے اور اسکو پونجا نامہ اور سولائق ہے کہ انکو بھی سلام میں شامل کریں اور جو شخص اپنے گھر میں جاوے تو مستحب کہ اپنے اہل بیت کو سلام کرے
 الحق بالسلام من غیرہم وقد روی عن النبی انہ علیہ السلام قال یا بئی اذا دخلت علی اهلك فسلم علیہم یكون
 وہ اور نہ نسبت سلام کو زیادہ سختی میں اور انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یا بئی جب تو اپنے اہل بیت کو سلام کرے تو انہیں سلام کر وہ تمہارے
 بركة علیک وعلی اهل بیتک و ذکر فی فتاوی قاضیان ان من اتى باب دار انسان یحب علیہ ان یتنادی قبل
 اور تیرے اہل بیت پر برك ہوگا اور خدا سے قاضیان میں مذکور ہے جب کوئی کسی شخص کے دروازہ پر آوے تو اُس پر واجب ہے کہ پہلے سلام سے اجازت طلب کرے
 السلام ثم اذا دخل یسلم او لا ثم یتکلم وان کان فی لفضاء یسلم او لا ثم یتکلم وحکم عن بعض الصالحین علی ما ذکر
 پھر وہ اندر جاوے تو پہلے سلام کرے پھر بات پیت کرے اور اگر میدان میں ہو تو پہلے سلام کرے پھر بات کرے
 فی لستان العارفين ان واحدا من صدقائه استقبله قال کیف أصبحت فقال الرجل لصلی وبعثک ما هذا
 لستان العارفين میں مذکور ہے کہ اسکا ایک دوست سامنے سے آیا کہنے لگا مزاج اچھا ہو اُس مرد صالح نے کہا افسوس مجھ کو یہ کیا کہا
 فہلا قلت السلام علیکم فیکون لک عشر حسنات وارح علیک فیکون لک عشر حسنات فاذا الجمع عشرون
 اول یہ کیوں نہ کہا السلام علیکم کر تیرے لیے دس نیکیاں ہوتیں پھر جب میں جواب دیتا تو تیرے لیے دس نیکیاں ہوتیں پھر میں نیکیاں جمع ہوتی ہیں
 حسنة یرجى عند ذلک نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الاثناعشر فمکروہ فی کل حال کل حدیث روایت میں ان
 تیرے نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور ہاتھ جھکا سو بہر حال ہر ایک کو مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے
 رجلا قال یا رسول اللہ الرجل مننا یلتقی خاہ ایغفر لہ قال لا قال لنووی هذا الحدیث صحیح لمریات لہ معارضی
 کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم میں سے ہے جب اپنے بھائی سے ملتا ہے تو کیا اس کے لیے مجھے فرمایا نہیں توڑی کہ اس پر حدیث صحیحہ ہر ایک کے ساتھ ہی ہے
 ولا مصدر الی مخالفته ولا ینبغی ان یغتر بکثرة من یفعلہ من ینتسب لک علم وصلاح فان الاقتداء لایکون الا
 اور نہ جھکا نا اسکی مخالفت کا اور نہ او را نہیں ہر کہ بہت علم اور صلاح والوں کو جھکا دیکھ کر دھوکا کھا جاوے کیونکہ بیرونی علیہ السلام ہی کی ہے ایسے کہ
 بالنبی علیہ السلام لا نہ تعالی قال ما اسئل الرسول فحکم ولا ما ننہی عنہ فانه ہوا وقال فی ایتہ اخری فلیعلم الذین
 اسد تھا اور انہا اور جو دے لکھو رسول سولوا اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور اگر ایسا بتوں میں فرمایا سوڑنے رہیں جو لوگ
 ینح الفون عن امرک ان تصیبہم فتنہ او یصیبہم عذاب الیم وقد قال لفضیل بن عیاض کلام معناه اتبع طریق
 خلافت کرنے میں اس کے حکم کا ٹپے انہیں فرمائی یا پھر نیچے آکو دیکھ کی مار
 الهدی ولا یضربک قلة السالکین ایاک تطرقوا لضلالة ولا تقربکثرة العالکین واما المصاحف فسنہ عند التلا
 اختیار کر اور کتر ملنے والوں کے کچھ ضرر نہیں ہے اور اگر ایسا کہ رستہ سے بچنا
 لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا ویستحب
 کیونکہ برار سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر جہا ہونے سے پہلے بخشے جاتے ہیں اور مستحب ہے
 ان ینکون معہا بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لہما روی عن البراء ایضا انہ علیہ السلام قال ان المسلمین اذا التقی
 کہ مصافحہ کے ساتھ چہرے پر خوشی کے آثار ہوں اور مغفرت کی دعا کیونکہ برار سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملے
 فصافحوا وتھاشر اود ونصیحة تناثرت خطایا ہما بینہما و فی روایہ انہ علیہ السلام قال اذا التقی مسلمان فصافح
 مصافحہ کرنے میں اور محبت اور خیر فرمائی سے بیچ ہوتے ہیں تو ان کے گناہ دو ٹوٹتے بیچ میں پھر پڑے کہ ہیں اور آپ روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر دو مسلمان اگر ملے
 وحمل اللہ تعالی واستغفر اغفر اللہ لہما و فی حدیث اخر رواہ انس انہ علیہ السلام قال ما من عبدین متحابین
 اور لکھ کر تے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں تو اللہ دو ٹوٹ کر بخش دے گا اور ایک اور حدیث میں انس کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو شخص صدی دوست

في الله يستقبل أحدهما الآخر فيتصافحه فيصليان على الآخر يفترقا حتى يعفرا الله من ذنوبهما ما تقدم

کر دو نون آنے سے ہوا کر صاف کرین پھر دو دو بھیبین مجھ پر مگر اتنے جدا نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ جو ہو چکے ہوں

منہا وما تأخر وهذه المصافحة يكون من تمام السلام بينهما ما روى انه عليه السلام قال تامتحياتكم بينكما

اور جو ہونگے سب بخش دیتا ہوا اور یہ مصافحہ انہیں سلام کی تاملی ہوتی ہے اسکے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمہاری مصافحہ آپ کے سلام کی

المصافحة والمراد من التحية السلام والاصل في السلام قوله تعالى يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتنا غير مسبحين

اور اصل دلیل سلام کی یہ آیت ہے اور ایمان والوں کو جا کر کسب کر نہیں اپنے گھروں کے سوا بیگناہ بول جال

وتسبوا على أهلها ذلك خير لكم ان الاستئذان والتسليم خير لكم من ان تدخلوا بيوتهم وتحية الجاهلية كانت

کو اور سلام دے لو اس گھر والوں پر یہ بتر ہے تمہارے حق میں یعنی اجازت لینا اور سلام کرنا تم سے حق میں اس سے بتر ہے کہ اجازت گھس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یہ کہ تمہارا

الرجل منهم اذا دخل بيتا غير بيته قال حييتكم صباحا وحييتكم مساء ودخل فرجما اصاب الرجل مع امرأته في حيا

جب کول شخص سوا کے اپنے گھر کے اور کے گھر جانا تو کہتا میں نے تحیہ کیا تمہیں صبح کو اور تحیہ کیا شام کو پھر گھس جانا سوا کے گھر والوں کو جو رو کر ساتھ آتا ہے وہاں آتا

وشرى زحلا قال النبي عليه السلام استاذن على امي قال نعم قال فما لا خادم لها غيري استاذن كلما دخلت

اور روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کیا مانج بھی اجازت لیا کروں فرمایا ہاں عرض کیا اسکے پاس کوئی خدمتگار ہے نہیں پھر کہا جب جا کر ان اجازت لیا کروں

قال تعجب ان تو معا ربانة قال لا قال فاستاذن لعلكم تذكرون متعلق بمخروفي انزل عليكم او قيل لكم هذا

فرمایا کیا تمہیں کو پسند آتا ہے کہ اسکو نکلی دیکر سے عرض کیا نہیں فرمایا تو پس اجازت لیا کہ تمہیں تذكرون یعنی انزل لیا کہ سے متعلق ہے باقی لکھ کر اسے

ادارة ان تذكروا لو تعلموا ما احببهم لكم فان لم تجدوا فيها احدًا ياذن لكم فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم حتى يأتي من

یعنی سے بیان کیا اس عرض سے کہ پسند نہ ہو اگرچہ جانور وہ چیز کہ مناجح ہو سکے پھر اگر اس میں کوئی نہ ہو تو اجازت دیوے تو مت گھسے اس میں جب تک کہ تمکو اجازت نہ دیا تک کہ

ياذن لكم فان المانع من الدخول ليس الاطلاع على العوات فقط بل على ما يخفيه الناس عادة من ان التصرف في ملك الغير

اجازت دینے والا آہا وے کیونکہ روکا ندر کے جانے سے کچھ ہی نہیں ہے اطلاع عورات پر فقط بلکہ اطلاع اسکے جو لوگ عادت کے موافق مجاہد ہوں یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز میں پھر

اذنه حرام واستثنى ما عرض من حرق او غرق او كان فيه منكر و نحوها فان قيل لکم ان رجوعا فارجعوا هو

اجازت کہ حرام ہے اور استثنای گئی ہے ضرورت جو پیش آوے قسم ملنے یا ڈوبنے سے یا اس میں کوئی بات خلاف شرع ہو اور مانند آنکے اور اگر تمکو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر

اذا كان لکم اي الرجوع اظركم وانفع لدينكم فان من يدخل بيتنا ينبغي له ان يسلم على من كان فيه فان لم يكن

اسی میں خوب سمجھائی ہے تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہارا لیے طہارت اور دین میں مفید ہے بیشک جو شخص کسی کو گھر میں جاوے تو اسکو ملنا ہی ہے کہ گھر والوں پر سلام کرے اور اگر

فيه احد يسلم على نفسه بان يقول السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لانه تعالى قال فاذا دخلتم بيوتكم

کوئی نہ تو اپنے او پر سلام بھیجے اس طرح کہ سلام ہم پر اور خدا کو صلح بندوں پر

على انفسكم فالاية تقتضي هذين الامرين جميعا وهما التسليم على اهل عند وجودهم وعلى نفسه عند عدم

اپنے او پر پس آیت سے دو نون امر لازم ہیں یعنی سلام کرنا اپنا نہ پر اگر وہاں موجود ہوں اور اپنے او پر اگر وہاں کوئی نہ ہو

وجود احد منهم وادنى ما يتلوه به الردان يقال عليك السلام بواو العطف حتى لو ترك الواو لا يصير ردًا

اور کہ سے کم جس میں سلام کا جواب ادا ہو جاوے اتنا ہے وعلیک السلام ساتھ واو عطف کے یہاں تک کہ اگر واو کو ترک کر گیا تو جواب نہ ہوگا

لان الواو في الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا يعتد به ولا يسقط الفرض بدونه وكمال لسلامان يقال السلام

اسی کے شرع میں جواب واو کے ساتھ آیا ہے جب اسکو ترک کیا تو عبارت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور نہ بدون اسکے فرض ادا ہوتا ہے اور کمال سلام کا یہ ہے کہ کہیں

السلام علیکم ورحمة اللہ کتب لہ عشرون حسنة ومن قال للسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کتب لہ ثلاثون
السلام علیکم ورحمة اللہ اسکے لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہا اسکے لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں
حسنة فانه عليه السلام قد يثبت في هذا الحديث ان في السلام عشر حسنات في ضم الرحمة اليه عشر حسنات
اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں فرمادیا ہے کہ سلام میں دس نیکیاں ہیں اور اسپر رحمت کے ملائے میں بیس نیکیاں ہیں
وفي ضم البركات اليها ثلاثين حسنة وهي النهاية لان نظامها لجميع فنون المطالب التي هي السلامة عن المضار ونيل المنافع
اور اسپر برکات ملائے میں بیس نیکیاں ہیں اور یہ انتہا کا درجہ ہے اس میں تمام اقسام کے مطالب آگئے یعنی سلامتی اسباب ضرر سے اور حصول منفعت کا
ودوامها ونماؤها ولا ينبغي ان يزداد على ذلك لما روي عن ابن عباس انه قال لكل شيء منتهى فمنتهى السلام البركات
اور ہمیشہ کو اور آگئی افزائش اور سزاوار نہیں ہے کہ اس سے زیادہ بڑھادے اس لیے کہ روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا ہر شے کی انتہا ہوتی اور سلام کی انتہا بڑھتی ہے
لتر يبغي ان يعلم ان من يسلم على احدا مما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما يحصل به الاسماع
پھر سمجھانا چاہیے کہ جو شخص کسی پر سلام بھیجتا ہے اس سے حق سنت حسب ادا ہوتا ہے کہ اتنے بلند آواز سے کہے کہ وہ سن لے
فان لم يحصل به الاسماع لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم للشئ لعلوه فاذا
اور اگر وہ نہ سنے تو اس سے حق سلام کا ادا نہیں ہوتا اور جواب بھی واجب نہیں ہوتا اس واسطے کہ کسی شے کی حکم ثابت ہونے میں اس شے کا علم شرط ہے جب
لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہ ہو تو جواب بھی فرض نہیں ہوتا ایسے ہی جو سلام کا جواب دیتا ہے اس سے فرضیت جواب کی واجب ادا ہوتی ہے کہ آواز اتنی بلند کرے
ما يحصل به الاسماع فان لم يحصل به الاسماع لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على احد يكون الرد فرضا عليه
کہ وہ سنے اگر وہ جواب سموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط ہونگی پس جو شخص کسی کو سلام کرتا ہے تو اسپر جواب فرض ہو جاتا ہے
حتى لو لم يرد يكون اشما ومن سلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كالم يكونون ائمة وان سده
یانتک کہ اگر جواب نہ دیکھا تو گنگا رہوگا اور اگر کسی نے ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب ان سب پر فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی بھی جواب نہ دیکھا تو گنگا رہوگا اور
بعضهم يسقط الفرض عن الباقيين لكن الافضل ان يرد على كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرد الا الصبي لا يسقط
کسی ایک بچے بھی جواب دے دیا تو بچے کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے یہ افضل ہے کہ سب جواب دیں اور اگر اس جماعت میں بچہ نابالغ ہو تو ان میں سے کسی کو کوئی جواب
عندهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو احرى بعد سدا ويستحب
تو آنکے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوتا اس لیے کہ بچے کے ذمہ سے فرض نہیں ہوتا اور جواب کی بشرط ہرگز نہ ہو کہ بعد جواب دیکھا تو جواب نہیں دینا چاہیے اور
لمن سلم على واحد اسمعه سلامه وتوجه عليه الرد بشرطه فلم يرد ان يجعله في حد منه فيقول ابرأته من حق
جو شخص کسی کو سلام کرے اور اسکو سلام سنا دے اور جواب اسکے ذمہ ہے سلام کی شرط سے لازم آجائے چہ وہ بوجہ تو ہے کہ سلام کرنے والا نبی طرف سے معاف کر دے کہ سلام کرنے والا
في رد سلامي وجعلته في حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم ليس جميعهم
جواب کا معاف کیا یا میں نے اپنی طرف سے اسکو معاف کیا یا انہ اسکے جب اتنا کہہ گا تو اسکا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر ایک جماعت میں ہو کر ایک قوم کے پاس آوے تو سبکو معاف ہے
ان يسلموا ويكره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقيين لان السلام سنة على الكفاية
کہ سلام علیک کریں اور سلام کا ترک کرنا انکو مکروہ ہے پھر اگر بعضوں نے سلام علیک کر لی تو اس سے بجز ذمہ سے کسی کو سلام کرنے کا حکم نہیں ہے
كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روي عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مرقوم بقوم سلم واحد
جیسے سلام کا جواب نہیں کفایت ہے چنانچہ زید بن وہب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب ایک جماعت پر گزرا اور ایک شخص نے سلام علیک کرے
منه اجرهم واذا ترك واحد منهم اجزأ عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يععمهم سلام واحد سلام
تو سبکو کافی ہے اور اگر ایک شخص جواب دے تو انکی طرف سے کافی ہے اور اگر ایک شخص نے جماعت کے پاس آوے تو سب کو سلام کرے سبکی ہی سلام کافی ہے

على جمعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد منهم فهو ادب
 اور جو زياده کرے کسی خاص کو تو یہ ادب ہے اور جواب بھی کافی ہو اگر ایک شخص جواب دے پھر اگر ان میں سے کسی اور نے جواب دیا تو یہ ادب ہے

وان كان جمعا عظيما لا ينشرفهم سلام واحدا كما جامع والمسجد العظيم والسنة ان يسلم عليهم اذا شاهدوا
 اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہاں پھینکا جائے مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہ ہے کہ انکو سلام کرتا جاوے جس کے مناجاوت سے

ويكون مؤدبا حتى السلام في جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم ليقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
 اور حق انکے سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگے پھر یہ شخص اگر ان میں بیٹھا چاہے تو اسے صرف سنت سلام کی ساقط ہونے پر نسبت

من الباقرين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه فقيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
 باقرین کے جنہوں نے سلام نہیں سنا اور اگر اس قوم میں بیٹھا چاہے جنہوں نے سلام نہیں سنا تو اس میں دو وجوہ ہیں ایک یہ کہ اس سنت سلام اگر حق کی ہوں تو سلام کرنا ضرور

على ائمتهم لكونهم جمعا واحدا فلو عاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثاني كون سنة السلام باقية في حق
 ادا ہو چکی کہ یہ سب اکہی جماعت ہے پھر اگر اسے انکو بھی سلام کیا تو ادب ہے اور دوسری وجہ یہ کہ سنت سلام انکے حق کی حکموں کا سلام

من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
 نہیں پہنچا پاتی ہے اور مسنون یہ ہے کہ سوار پیادہ کو سلام کرے اور چلتا ہوا بیٹھے کو اور چھوٹا بڑے کو اور چھوٹی جماعت

على الكثير ولونخالقوا وسلم الماشي على الراكب والكثير على القليل والخيبر على الصغير لانه بل يكون ترك الماشي
 بڑی جماعت کو اور اگر اسکے خلاف کیا یعنی پیادہ نے سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نے چھوٹی جماعت کو اور بڑے نے چھوٹے کو تو مکروہ نہیں ہو بلکہ اپنا حق ترک کیا

ليستحقة من سلامه غير عليه ومن مر على قارئ القرآن لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
 کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتے پاس جا پونجا تو اسکو سلام کرنا نہیں چاہیے تاکہ تلاوت سے زبردگی نہ پھر اگر اسے

سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب هو اختيار فقيه ابى الليث ومن مر على من اتى
 سلام کیا تو بعضے کہتے ہیں اس پر جواب واجب نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں واجب ہے فقیہ ابو الیث نے یہی اختیار کیا ہے اور جو شخص ایسے پاس پونجا

المخلاء وهو يتعوط او يبول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة في رخصته ان يقبل
 جو بیت الخلاء میں یا سخا نہ پھر تاہی یا پیشاب کرتا ہے تو چاہیے کہ اس حالت میں اس سے سلام علیک نہ کرے پھر اگر اس پر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ دل سے جواب دے

لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
 زبان سے نہ بولے اور ابو یوسف کہتے ہیں نہ دل سے جواب دے نہ زبان سے اور بعد فراغت کرے اور امام محمد کہتے ہیں فارغ ہو کر جواب دے اور

لا يسلم على حد وقت الخطبة فان سلم والحظية لا يجزى د على السامع ومن كان جالساً مع قوم
 خطبہ کے وقت کسی سے سلام علیک نہ کرے پھر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ میں ہو تو سننے والا پر جواب واجب نہیں ہے اور جو شخص ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا

ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم كما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس
 پھر جائے لگا تو سنت یہ ہے کہ وہی انکو سلام کرے کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مجلس میں آوے

فليس له اذا اراد ان يسلم فليس له فليست الاولى بلحق من الاخرى قال الامام النووي ظاهر هذا الحديث يقتضيه ان يجب على
 تو سلام کرے پھر اگر کھڑا ہووے تو سلام کرے سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہیں ہے دوسری سے امام نووی کہتے ہیں کہ ظاہر اس حدیث کیوں چاہتا ہے کہ

الجماعة رد السلام على هذا الذي سلم عليهم فارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
 جماعت کے ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہے جس نے سلام کیا تھا اور جب اہو اور بعضے علماء کہتے ہیں بعضے لوگوں کو سلام کرنے کی عادت بڑھی ہوئی ہے

مفارقة القوم وذلك دعاء يستجاب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الاضراف وانكر هذا القول
 جب جماعت سے جدا ہوں اور یہ دعاء اس کے لیے جواب مستجاب ہے اس لیے کہ سلام ملاقات کے وقت ہوتا ہے جدا ہوتے ہوئے نہیں ہوتا اور

الامام ابو بکر الشافعہ وقال هذا القول فاسد لان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الافتراق
 امام ابو بکر شافعہ اس بات سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ سلام جیسے ملتے وقت سنتہ ہو ایسے ہی جدا ہوتے ہو سنتہ کی ختمی
 علی ما دل علیہ لحدیث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد ارسل اليه سلاما بالرسول فبلغه
 اس پر حدیث سابق دلائل کرتی ہے اور اگر کسی نے خط لکھا اور اس میں کسی کو سلام لکھ دیا کسی کو سلام نہ بان رسول کی کہتا جیسا بھرا اسکے پاس
 الكتاب الرسالة يجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة وبالكتاب فعليه الرد على
 خط یا زبانی سلام پونہا تو اس پر فرما جواب واجب ہوا ایسے کہ سلام غائب پر نہیں ہو سکتا مگر زبانی رسول کو یا خط میں سوائے لازم ہے کہ ویسا ہی جواب سے
 او يا حسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلاما احد ينبغي لذلك الغير ان يرد عليه ويقول عليك
 یا اُس سے بہتر لیکن سمجھنا چاہیے کہ جس نے کسی غیر کو کسی کا سلام پونہا یا تو اس غیر کو لازم ہے کہ سلام کا جواب دو تو نون کو دے اس غیر علیک
 وعليه السلام لما روى ان رجلا قال للنبي عليه السلام ان ابى يقرئك السلام فقال النبي عليه السلام عليك
 وغیرہ سلام ایسے کہ روایت ہے ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا باپ آپ کو سلام کتا ہے سو نبی علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر
 وعليه السلام ومن سلم على احد ثلثيه ثانيا او اراه ثانيا يستحب ان يسلم عليه ثانيا لما روى انه عليه السلام
 اور تیسرے باب پر سلام اور اگر کسی نے کسی کو سلام کیا پھر اس سے دوبارہ ملیا یا دوبارہ دیکھا تو مستحب ہے کہ اسکو دوبارہ سلام کرے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر وقبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروى عن ابي هريرة عليه السلام
 جب مسجد میں آئے تو اپنے اصحاب سے سلام علیک کرتے پھر منبر پر چڑھ کر اُنکے آگے سامنے ہوتے تو دوبارہ سلام علیک کرتے اور پھر یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 قال اذا التقى احدكم اخاه فليسلم عليه فان حالت بينهما شجرة او جدار او حجر فليقبله عليه وكان اصحاب رسول
 فرمایا جب کوئی تم سے اپنے بھائی سے ملے تو سلام کرے پھر ان دونوں کو بچھو کر درخت یا دیوار یا پتھر آجاوے اور پھر ملے تو سلام کرے اور رسول
 الله عليه السلام اذا ساروا في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض اذا التقى الاثنان
 اور صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب رستہ چلنے اور اُنکے سامنے درخت آجاتا تو اُس سے بڑھ کر آپس میں سلام کیا کرتے اور جب دو شخص ملین
 وقال كل واحد منهما للاخر فقرة او على الترتيب لسلام عليك فيل الصيركل واحد منهما مسلما على الاخر ولا يقبل
 اور ہر ایک دو دونوں میں سے دفعہ یا ترتیب سلام علیک کرے کہتے ہیں کہ دونوں کی طرف سے سلام علیک ہو جاتی ہے اور یہ سلام جواب کی
 ذلك مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على ما ذكره النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر
 جبکہ نہیں ہوگا بلکہ دونوں پر جواب واجب اور اور صواب موافق ذکر نووی کے یہ ہے کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسرے کے سلام کے ہے
 يكون رد الكون هذا للفظ صالحا للرح والافلا ومن تقى احد فقال له ابتدأ عليكم السلام لا يكون ذلك سلفا
 تو جواب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ لفظ قابل جواب کے ہے اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سے ملا اور پہلے ہی کہا علیکم السلام تو یہ عبارت سلام نہیں ہوتا
 حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرح لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي تحية
 یہاں تک کہ وہ مستحق جواب کا نہیں کیونکہ یہ عبارت شرع میں جواب کے واسطے مقرر ہے ابتداء کے واسطے نہیں ہے سوزندون پر سلام کے قائم مقام ہوگی بلکہ یہ سلام
 الموقى على ما روى ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام
 موافق اس روایت کے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام
 لا قتل عليك السلام عليك السلام تحية الموقى فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان هذا الصيغة ليست
 ست کہا کہ علیک السلام موافق اس روایت کے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام
 بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضع لهم في الشرع عند السلام صيغة عند
 کہ زندوں پر سلام کیجیے بلکہ اس عبارت سے مومنوں پر سلام کرتے ہیں کیونکہ شرع میں زندوں کے واسطے سلام کی اور عبارت ہے اور جواب کے واسطے

صيغة فلا يحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا رد عليهم فيستوي في حقهم السلام
 اور عبارت سو چنانچہ ہے کہ جو عبارت جواب کے لیے ہے وہ سلام کی علی استعمال کوین اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا پھر اونکو حق میں سلام
 عليهم بالصيغتين لما روى انه عليه السلام كان يسلم على اهل القبور بقوله السلام عليكم ديار قوم مؤمنين
 عليك ولو عبارات سے برابر ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سے کرتے تھے السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کہ
 ومن سلم على اصم لیتب له ان يتكلم السلام بلسانه لقد ته عليه ويشير بيده حتى يحصل الافهام فيستحق
 اور جو شخص اپنے کو سلام کرے تو مستحب ہے کہ سلام زبان سے کہے کیونکہ اسکو قدرت پر اور ہاتھ سے اشارہ کر دے تاکہ وہ سمجھ جاوے اور مستحب ہے جواب کا ہو
 الرد ولو لم يجز بينهما لا يستحق الرد ولو سلم عليه اصم واراد ان يرد عليه يلزمه ان يتكلم بالرد بلسانه لقد ته
 اور اگر دونوں نہ کہیں تو مستحب ہے جواب کا نہیں ہے اور اگر برابر اسکو سلام کرے اور یہ جواب دیا جائے تو لازم ہے کہ جواب زبان سے دے کیونکہ اس پر قدرت ہے
 عليه ويشير بيده ليحصل الافهام ويقط عنه الرد ولو سلم على اخس فاشارة الاخس بيده يستقط عنه الفرض
 اور ہاتھ سے اشارہ کر دے تاکہ وہ سمجھ جاوے اور اس کے ذمہ سے جواب ادا ہو جاوے اور اشارہ کر دیا تو اس کے ذمہ سے فرض ادا ہو جاتا ہے
 لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم عليه الاخس بالاشارة لیسحق الرد والنساء بعضهم مع بعض فحکم
 کیونکہ اسکا اشارہ قائم مقام ہونے کے ہے اور اگر اشارہ سے اسکو سلام کیا تو وہ مستحب ہے جواب کا ہے اور عورتیں آپس میں سلام علیک کے باب میں
 السلام كالرجال واما الرجل اذا سلم على امرأة فان كانت زوجته او جاريتها او كانت من محارمه فعليه بالرد
 مانند مردوں کے ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کرے اگر وہ عورت اسکی بی بی ہے یا لونڈی ہے یا اسکی کوئی محرم ہے تو اس پر جواب دینا لازم ہے
 وان كانت اجنبية شابة لا يجوز لها الرد ويكون الرجل مفرطاً في السلام عليها وكذا المرأة ان سلمت على رجل فاذا
 اور اگر کوئی غیر جوان ہے تو اسکو جواب دینا جائز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا بھرتے اور ایسے ہی عورت اگر مرد کو سلام کرے پھر اگر
 كانت زوجته او جاريتها او كانت من محارمه او كانت شابة ميل
 وہ اسکی جوڑو یا لونڈی یا اسکی کوئی محرم یا ایسی بی بی ہے یا اسکی کوئی محرم ہے تو مرد کے ذمہ جواب لازم ہے اور اگر ایسی جوان ہے کہ
 اليها النفس بكرة له الرد وتكون المرأة مفرطه في السلام عليه واما الصبيان فالسنة ان يسلم عليهم لما روى عن
 نفس کو اسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہے اور عورت اس سلام میں بیجا بھرتے اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہے ایسے کہ
 السن انه مر على صبيان فسلم عليهم وقال كان النبي عليه السلام يفعلها وفي رواية انه عليه السلام مر على غلمان
 انس سے روایت ہے کہ وہ لڑکوں پر گزرے تو انکو سلام کیا اور کہا تھا صلے اللہ علیہ وسلم بھی کیا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام لڑکوں کا پاس آئے
 فسلم عليهم ولو سلم صبي على بالغ فالصبي في جوابه دسلاحه لقوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسنها واما
 تو انکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کرے تو صحیح ہے کہ جواب دینا واجب ہے بدلیل اس آیت کہ اور حیبت تکو دعادیرے کوئی تو تم بھی دعادو اس سے بہتر
 المتدعة ومن اقرت ذنباً عظيماً ولم يلب منه فينبغي ان لا يسلم عليهم ولا يرد سلامهم قال ليزاري سلم على عبد
 بگنہی لوگ اور جو بڑے گناہ کرتے ہیں اور اس گناہ سے توبہ نہیں کرتے تو سزاوار ہے کہ انکو سلام نہ کرے اور نہ انکے سلام کا جواب دے بزازی کہتے ہیں کہ امام کزوزیہ
 الشطر في عند الامام ليشغله عن ساعة الرد لا عندهم لان المجاهر بالفسق في معتقد ولو جهل لا يستحق الاكرام
 شطر ہے کہ سلام کرنا کہ وہ بھرتے اور ہوا شطرنج سے باز رہے صاحبین کہ نزدیک سلام نہ کرنا اس لیے کہ فاسق نے الاعلان اپنے معتقدین کو ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
 وقال لنووي فمن اضطرت له السلام على الظلمة اذا دخل عليهم وخاف ان يترتب عليه في دينه ودينه ضرراً ان يسلم
 اور نووی کہتے ہیں جو شخص ظالموں کو سلام کرنے میں ناچار ہو جب انکے پاس جاوے اور یہ دیکھو کہ اگر انکو سلام نہیں کرنا تو دین کا یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے
 عليهم يسلم عليهم وبنو ان السلام اسم من اسماء الله تعالى ليكون المعنى الله عليكم رقيب فيجازيكم بما
 تو انکو سلام کرے اور یہ نیت کرے کہ سلام اللہ کا نام ہے تاکہ یہ معنی ہو جاوے کہ اللہ تمہارے اور تمہارا ہے سو تمکو تمہارا ہے لائق سزا دے گا



تستحقون واما اهل الذمة فيكم للمسلم ان يسلم عليهم ابتداء كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام

اور ہجرتی لوگ جو مسلم کو مکروہ ہو کر انکو پہلے سلام کرے کیونکہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال لا تبدءوا لليهود والنصارى بالسلام قال قاضيان في فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه واما

فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلے سلام مت کرو قاضیان اپنے فتاویٰ میں کہتا ہے اس صورت میں اگر کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اٹھی ہو اور

اذا كانت فلا بأس ان يسلم عليه ومن سلم على من لم يعرفه فبان انه ذمى يستعمله ان يسير سلامه فيقول اذا

اگر کوئی غرض نہ ہو تو سلام کرنے میں کچھ فریب نہیں ہے اور اگر کسی کسی ناواقف کو سلام کیا پھر معلوم ہو کہ وہ ذمی ہے تو اسکو مستحب ہے کہ اپنا سلام اہل کتاب کے ہٹا دے

على سلاهي كما روى ان عبد الله بن عمر سلم على رجل فقبل له انه يهودي فقتعه فقال له رد على سلاهي

سیر اسلام کیونکہ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو سلام کیا پھر کسی نے کہا کہ تو یہودی ہے پھر عبد اللہ نے اسے بچھے جا کر کہا میرا سلام ہٹا دے

وإذا سلم ذمى على مسلم ينبغي للمسلم ان لا يزيد في الرد عليه على قوله عليك لما روى عن انس انه عليه السلام

اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کرے تو مسلمان کو بڑھچکے جواب میں اس سے کچھ زیادہ نہ کہے انہا ہی کے علیک کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال إذا سلم عليكم أهل الكتاب فقولوا وعليكم قال الخطابي هكذا يرويه عامة المحدثين وعليكم بالواو وكان

فرمایا جب اہل کتاب تمکو سلام کریں تو کہو وعلیکم قال الخطابی کہنا ہے کہ عام محدث یہی روایت کرتے ہیں وعلیکم واو سمیت اور

سفيان بن عيينة يرويه عليكم بخير الواو وهو الصواب ذب غير الواو يصير ما قالوه بعينه مردودا عليهم بالواو

سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہے بدون واو کے اور حق یہ تھا کہ اسواسطے کہ بدون واو کے جو اہل کتاب کہتے ہیں بعینہ وہی انہیں مردود ہوگا اور واو کے

يقع الاشتراك معهم والدخول فيما قالوه لان الواو حرف عطف يجمع بين الشيئين وقال النووي اتفقوا على لزوم الرد

انکے ساتھ شرکت اور جو انہوں نے کہا کہ اس میں شامل ہونا ہوگا ایسی کہ واو حرف عطف کا ہر دو چیز کو جمع کر دیتا ہے اور نووی کہتا ہے سب علماء متفق ہیں

على أهل الكتاب لكن لا يذكر السلام بل بدونه بان يقال وعليكم بالواو وعليكم بدونها إذ جعلت الأحاديث

کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہے لیکن سلام کو ذکر نہ کرے بلکہ بدون سلام کے وعلیکم واو سے اور علیکم بدون واو ایسی کہ حدیثیں

بأشياء الواو وحدها وانما أتت على هذا لكون في معناها وجها واحدا كونهما للعطف والتشريك لانهم

ایک ساتھ بھی آئی ہیں اور بدون واو کے بھی اور واو کے ساتھ زیادہ ہیں اب انکے معنی دو طرح پر ہیں ایک تو یہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کے لیے کیونکہ

كانوا يقولون للمسلمين السام عليكم وقد قبل السام بالموت فيكون المعنى نحن انتم فيه سوء كلنا نمتو والثاني كونها

وہ لوگ مسلمانوں کو یہ کہا کرتے تھے السام علیکم اور سام کے معنی موت ہے اب یہ مراد ہوتی ہے اور تم موت میں برابر ہیں ہم سب مر جاؤ گے اور دوسرے کہ

لاستيناف للعطف والتشريك فيكون المعنى نحن نقول عليكم ما قلتم او تستحقون او ما تريدون بما وقيل اذا

واو استیناف کا ہے اور عطف اور شرکت کا ہوا ہے یہ مراد ہوگی اور ہم بھی کہتے ہیں تم پر ہے جو تم کہتے ہو یا جسے تم کہتے ہو یا جو تم ہمارے ساتھ ملادہ کر رہو تو کوئی کتاب ہے اگر

لم يكن منهم تقرر بضم بال دعاء علينا يكون اثبات الواو في الرد عليهم دعاءهم بالاسلام لكونه ملا للسلام في الدين

وہ میت میں ہم پر دعائے کرتے ہوں تو جواب میں واو کو ہونے سے انکے لیے اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دار میں یہی سبب سلامتی کا ہے

المجلس الخامس والثمانون في بيان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ايام

پچاسویں مجلس بیان میں ہجرت مسلمان کو چھوڑ دینے میں زیادہ تین روز سے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل لرجل ان يهجر أخاه فوق ثلثة ايام فبعض هذا ويعرض هذا وخيرها الذي يبدأ بالسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہیں ہے کسی کو کہ اپنے بھائی کو زیادہ تین رات سے چھوڑ دے کہ جب میں تو یہ ارادہ کرے جو جادو اور جادوگر اور کفر اور کفریہ ہے

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سعد بن ابى وقاص وهو بمنطوقه يدل على حرمة هجران المسلم الا ان

یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے سعد بن ابی وقاص کی روایت سے اسکا منطوق دلالت کرتا ہے کہ چھوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلاثة ايام واما جواز هجرانه ثلثة ايام فانما يدل عليه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجة المفهوم جاز له
 ثمن روز سے زیادہ حرام ہے اور میں دن تک چھوڑنے کا جواز اسکے مفوم سے معلوم ہوتا ہے منطوق سے نہیں معلوم ہوتا ہے شخص مقوم کو حجت ماننا ہے یا نہ ہے
 ان يقول ان الاذى يجول على الغضب سوء الخلق فرخص له في الثلث لقلته راحتى يذهب عنه ذلك الغضب
 کہ کہے ہیں کہ آدمی کو غضب خلقی عادت ہے سو اپنے تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہے تاکہ اسکا غصہ اتر جاوے
 ولم يرض له فيما فوق ذلك لكثرته فقوله عليه السلام يفتيان فيعرض هذا ويعرض هذا بيان كيفية هجرانها
 اور اس سے زیادہ کجا جازت نہیں دی ہے کثرت زیادہ ہے جملہ حدیث کا کہہ لیتے ہیں پھر ادر ہوا ہوا اور وہ اور وہ چھوڑ دینے کی کیفیت کا بیان ہے
 وقوله ونجارها الذي يبدأ بالسلام حتى على ترك الهجران فانه يترك بالسلام على ما ذهب اليه الجمهور
 اور یہ جملہ آئین اجماع ہے جو پہلے سلام کرے رغبت ہر جدائی کے ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کے جدائی سلام سے جانی رہتی ہے اور خاص
 الاخر بالذكر تبع الغلبة والمراد به الاخر في الدين دون القرابة بدليل قوله عليه السلام في حديث اخر لا يجزى
 ائح کو ذکر کرنا تھا معلوم ہوتا ہے اور اس سے مراد دینی برادری قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کے ایک اور حدیث میں
 لمسلم ان يجر مسلما فوق ثلث ليال فانما ناكبان عن الحق ما دام على صراطها واولمها فيكون سبقت بالحق كقصة
 مسلم کو طلال نہیں ہو کہ مسلم کو زیادہ تین رات سے چھوڑے رکھے بیشک یہ دو دن بیشک اہل حق کو چھوڑ دین اور انہیں سے پہلے باز آنے والے کو اسکی سہنت ہی آفندہ ہے
 له وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد الايتس بالله
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پیر کو اور جمعرات کو جنت کو دروازے کھلتے ہیں پھر ہر ایک بندہ کو اسکا کچھ شریک نہ کرنا چھوڑنا جاتا ہے
 شيئا الا رجل كانت بينه وبين اخيه شحنة فيقال انظر اهدى من حتى يصطحا في رواية انه عليه السلام قال عرض
 سائے اس شخص کے کہ آئین اور اسکے بھائی میں کینہ ہو پھر حکم ہوتا ہے ان دو دنوں کو رہنے دو جب تک آپس میں صلح کریں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 اعمال الناس في كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد مؤمن الا عبد بينه وبين اخيه شحنة
 کہ ہر جمعہ میں لوگوں کے اعمال و بارش ہوتے ہیں پیر کے دن اور جمعرات کے دن سو ہر ایک بندہ مومن بخشا جاتا ہے مگر وہ بندہ کہ آئین اور اسکے بھائی میں کینہ ہو
 فيقال تركوا هذين حتى يفيا والمراد بالجمعة ايام الاسبوع بدليل انه عليه السلام يذبح بقوله يوم الاثنين
 حکم ہوتا ہے انکو رہنے دو جب تک ملاقات کریں اور مراد جمعہ سے ہفتہ کے ایام ہیں اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے اسکو پیر کے دن
 ويوم الخميس على طريق التعبير عن الشئ بالخبر نه والشحنة العداوة والمعنى اتركوا مغفرتهم حتى يرجعوا من العداوة
 اور جمعرات کو دن سے تفسیر کیا جسطور ایک شے کا اخیر جز بیان کرتے ہیں اور شحنة کے معنی دشمنی کے ہیں اور معنی جملہ کہہ دین چھوڑو انکی بخشش کو جب تک یہ دو دن دشمنی سے
 الى لصداقة لان الاخوة الدينية تقضى الصداقة وتنافى العداوة فان المؤمنين اخوة من حيث انهم
 دوستی کی طرف آدین اسواسطے کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہے اور عداوت کے برخلاف ہے کیونکہ نام مومن بھائی ہونے ہیں اسواسطے کہ وہ
 ينتسبون الى اصل واحد هو الايمان الموجب للمحبة الباقية كما ان الاخوة من النسب ينتسبون الى اصل واحد
 ایک اصل سے نسبت رکھتے ہیں یعنی ایمان سے جس سے دائمی زندگی ہوتی ہے جیسے نسبی برادر ایک اصل سے منسوب ہونے ہیں
 هو الايمان الموجب للفانية فالاخوة الدينية اقوى من الاخوة النسبية لان الاخوة النسبية اذا خلت عن الاخوة
 یعنی باپ و جس سے حیات فانیہ ہوتی ہے سو دینی برادری نسبی برادری سے بہت قوی ہوتی ہے اسلئے کہ نسبی برادری جب دینی برادری بغیر ہوتی ہے
 الدينية لا تعتبر الا ترى ان المسلم اذا مات وكان له اخ كافر يكون له للمسلمين الاخوة الكافرة فلهذا يجب
 تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکھتا نہیں کہ مسلمان اگر جاوے اور اسکا بھائی کافر موجود ہو تو اس مسلم کا مال مسلمانوں کا ہے اور بھائی کافر نہیں ہے بلکہ مسلمان کو موافق
 على المسلم ان يترك ما ينافى الاخوة الدينية للوجبة للصداقة والمزيلة للعدوة كما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام
 مسلمان پر واجب ہے کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کرے جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہے کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار یعنی انه استحق ان یدخل النار لانه فرمایا مسلم کو طلاق نہیں ہے کہ اپنے جانی عزیزین روز سے زیادہ چھوڑ دے اور جسے تین دن سے زیادہ چھوڑ دے وہ گنہگار اور زمین مبارک سے ہٹا دیا جائے کہ اس سے قبل فرمایا کہ روز نہیں ہاوردے کیونکہ مات عاصی غیر تائب وہ ذلك یتدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا كان الهجران لامر دنیوی کا تقصیر فی

گنہگار ہے تو ہر اسے اس سے لازم آتا ہے کہ دوزخی ہووے یہ اس صورت میں ہے کہ یہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سے ہو جیسے

حقوق المعصية والعشرة واما اذا كان فی حق الدين لفسق ومعصية فالزيادة علی الثلث مشروع فان هجران حقوق صحبت اور عشرت کے اوکرنے کا تصور اور اس سبب سے ہونا دینی کی وجہ سے فسق اور صحبت توفیق دن سے زیادہ بھی جائز ہے کیونکہ

اهل العصیان یجوز الی ان یزول عنهم ذلك العصیان ویظہر توبتهم لانه من قبیل الامر بالمعروف والنہی عن المنکر بدکاروں کا ترک کرنا جائز ہے جب تک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور انکی توبہ ظاہر ہووے کیونکہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے

وقد قال الله تعالی لا تحذقوا ما یؤمنون بالذین یؤادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او اور اسد تعالی فرماتا ہے تو نہ دیکھو انکو فی لوگ جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور کچھ دن پر چھوڑ دینی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوں اللہ اور اس کے رسول کو پڑھے وہ اپنے ماں باپ یا

آباءہم او اخوانہم او عشیرتہم فلا تقلوا الایة علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب ہجرہ اپنے پیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھر اسے والہوں سے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنے والے کی ترک ملاقات واجب ہے

وان کان من الاقرباء لا یسما فی حق من ظلم الغیر وعصى الله تعالی به فان عدم الاعراض عنه احسان اگرچہ سگا سو دھرا ہو خاص کر ایسے کی ملاقات جو غیر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرنا ہو کیونکہ ایسے شخص سے اعراض نہ کرنا گویا اس پر احسان ہے

الیہ فلا یحسن الاحسان الیہ لان الاحسان الیہ اساءة للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة قلبہ بالاعراض عن الظالم احسان کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ اس پر احسان مظلوم کو ساتھ لے کر اور رعایت مظلوم کے حق کی اولی ہوتی ہے اور مظلوم کا دل

قلبه بالاعراض عن الظالم احب الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد ہجر النبی علیہ السلام الثلثة التي توی کرنا ظالم سے سمجھ کر امد کو بہت محبوب ہے ظالم کا دل توی کرنا سے اور بیشک نبی علیہ السلام نے تین شخصوں کو جو

تختلفوا عن غزوة تبوک ولیم تکلموا بحسین یوما وامر الناس ہجروا حتی انزل الله تعالی توبتهم وروی انکلا جنگ تبوک سے ہجرت نہ کرے چھوڑ دیا تھا اور بچا جس روز تک اسے نہیں ہلا تھا اور لوگوں سے فرمایا تھا کہ انکو چھوڑ دو یہ بیشک کہ اسد تعالی نے انکی توبہ قبول کی اور روایت ہے کہ نبی

علیہ السلام لما اعتل بعیر ضعیفة قال لزینب اعطیها بعیرا وکان عندھا فضل بعیر فقالت انا اعطی تلك علیہ السلام نے جب صحیفہ کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا تو زینب سے کہا تو اسکو اونٹ دید کر اور اسے پاس بڑھتی اونٹ تھا سو زینب نے عرض کیا

الیہویة فغضب النبی علیہ السلام فهاذا الحجاة والمحرر وبعض صفر قیل لم یوجد فی السنة مدة الهجر اکثر میں اس یہودیہ کو دیکھی چھری علیہ السلام غضبناک ہوئے اور انکا نام ذوالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر چھوڑے رکھا کہ تین دن اس سے زیادہ مدت ترک کی سنت میں

من ذلك لکن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم فی امر مکروه من امور الدين السنة والسنة منهم من نہیں ملتی لیکن بعضے متقدمین ایسے گذرے ہیں کہ اپنے جانی مسلمان کو سبب امر مکروه دینی کی ایک برس اور دو برس چھوڑے رکھا اور بعضے ایسے ہیں

ہجرت صاحبہ فی ذلك مدة کم وافر انفسهم فی فسخة من ذلك عالم یرجع المصحف عا ارتکب وکان الامام الاحمد ممن کہ اپنے صاحب یعنی مسلمان کو اس میں تین برس چھوڑے رکھا اور اپنے تین اشیا میں ہر تصور جانتے تھے جب تک کہ وہ ہجرت عمل نہ کرنا یا اور امام احمد بھی

یہجر اهل المعاصی وکلن یقارن الافعال الردیة فان ہجر بعض اصحابہ ممن کان یتعلم منه وکان یتردد الیہ وکل اہل معاصی کو اور جو کہ افعال ناکارہ کرتے تھے بیشک انہوں نے ایک شاکر کو کبوتر سے پڑھتا تھا صحابہ چھوڑ دیا تھا وہ آجاتا تھا پھر

یکلمہ فلم یزل یسئلہ عن تغیر حالہ وہ لا یدکرہ حتی قال له یوما بلغنی انک طینت حائطک دارک من جانب الشارع بات کرتے تھے ہمیشہ پوچھتا رہتا کہ آپ کیوں نہیں بدلتے اور وہ کہہ نہ سکتے آخر ایک روز یہ کہا میں اس شاکر کو توڑنے اپنے گھر کی دیوار شاخ عالم کی



فقد أخذت قد سمى الطين من مشاء المسلمين فلا تصلح لتعلم العام و هجران ابن عمر ابنا له الى ان مات و اصل ذلك
 من سيرة النبي صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع و صلى على المسلمين في مكة و قال صلى الله عليه وسلم ان من وقف على منكر و لم يستطع ان ينكره بيده و لسانه و ماكنه ان ينظره لائل انكار يلزمه ذلك
 ان من وقف على منكر و لم يستطع ان ينكره بيده و لسانه و ماكنه ان ينظره لائل انكار يلزمه ذلك
 ان من وقف على منكر و لم يستطع ان ينكره بيده و لسانه و ماكنه ان ينظره لائل انكار يلزمه ذلك

اذ لا يدبغى للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته و مودته فان صداقته و مودته يوجب ليلان
 ان من وقف على منكر و لم يستطع ان ينكره بيده و لسانه و ماكنه ان ينظره لائل انكار يلزمه ذلك
 ان من وقف على منكر و لم يستطع ان ينكره بيده و لسانه و ماكنه ان ينظره لائل انكار يلزمه ذلك

الله تعالى و يقصد تخلصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه و عزم التعرض
 له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه و روحه الى المنهج القويم و الصراط المستقيم و لا تنقلب صداقته
 الى عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك و قال الا خلاء يومئذ بعضهم لبعض عنكم الا المتقين فان كل

واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم لولا اني ليتني لم اتخذ فلانا خليلا لئلا يفتني بدينه بعد
 المشركين فصدق الانسان من يسع في عمارة اخرته و ان كان فيه ضرر الدنيا و وعد له من يسع في خسارة اخرته و
 كان فيه نفع لدنياه و قد قال الله تعالى تعاوونا على البر و التقوى و لا تعاطفوا على الاثم و العداوة و لا تشاكن من

راى خاه المسلم على منكر و لم ينه عنه فقد اعانه عليه بالخلمية بيته و بين ذلك المنكر و عدم الاعتراض عليه
 و روى عن ابى هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة و هو لا يعرفه فيقول له مالك تتعلق بي ما رأيتك قط فيقول
 بل قد رأيتني يوم اعلى منكر فلم تغيرة و روى عن ابن عمر ان رجلا يؤمر به الى النار و يومئذ يجلسائه ايضا فيقولون

ما لنا فيقال لهم انتم تامرونه اكنتم تنهونه فيقولون لا فيقال ذهبوا به الى النار و هذا امر خطر قلما يقع السلام
 عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغاير بل تقع السكوت عنها الاستيناس بالنفوس بها و لانه قال
 النبي صلى الله عليه وسلم انكسر منكم رجل فمات و لم ينكر ما فعل في الدنيا و لم ينكر ما فعل في الآخرة فمات ميتة جاهلية

المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات

و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات

و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات

و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات

و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات

و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات
 و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات و ما كان من المنكرات

عن مصلحة من ليس يتقى وعن مخالطة لان الصعبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون
 ناپہنیزگار کہ پاس نیٹھے اور ملنے جلنے سے منع کیا ہو کیونکہ پاس بیٹھنے اور ملنے جلنے سے دل میں الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے پھر ضرور ہے کہ وہی ہو
 كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث رواه ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
 جو نبی علیہ السلام فرمایا اس حدیث میں جو ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں آدمی دوست کے دین پر اٹھیگا اب سب خیال کر لیں کہ دوست خیار کھا کر مراد سے بھر کر لیں
 يريد ان يعرف حال نفسه فينظر الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصالحين وان كان صديقه
 اپنا حال دریافت کیا چاہے تو اپنے دوست کو دیکھے پھر اگر اسکا دوست صالح ہے تو وہ بھی صالح ہو اور اگر اسکا دوست

فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والافتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدري
 فاسق ہو تو وہ بھی فاسق ہو کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہے اور طبیعت طبیعت سے ایسا چورا لیتی ہے کہ آدمی کو خبر نہیں ہوتی
 الانسان ومشااهدة المنكر فهو امر المعصية لقلب يذنب فترته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان المذكور فيها
 اور منکر کو دیکھتے دیکھتے گناہ دل ہر آسان ہو جاتا ہے اور اسکی نفرت دل سے جاتی رہتی ہے پھر اس میں ضعیف ایمان بھی نہیں رہتا جو حدیث میں مذکور ہے
 روى عن ابى سعيد انه عليه السلام قال من رأى منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان
 ابوسید سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص منکر کو دیکھے تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر

لم يستطع فقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فماذا يرجح ان يوجد فيه المجلس
 طاقت نہ ہو تو دل سے ہزار ہوا اور یہ بہت ضعیف ایمان ہے پھر اگر اس میں ضعیف ایمان بھی نہ ہو تو پھر کیا تو فتح ہو کہ اس میں ایمان ہوگا

السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التحسس قال رسول الله
 چھٹا سہی مجلس کرانے کے بیان میں بدگمانی سے کہ وہ تلاش ہے رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم اياكم والظن فان الظن الذبا لحديث ولا يتحسسوا هذا الحديث من صلح المصالح وراه ابو هريرة وفيه
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیچے یہ وہ بدگمانی جو بیشک بدگمانی بڑی تھی جو بات ہو اور تلاش نہ کیا کر یہ حدیث مصلح کی صحیح حدیث میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور اس میں
 تحذير من الظن وهي التحسس اما الظن فهو الشبهة قسمان محموم ومذموم والمراد به ظننا ما هو المذموم المسئ الذي
 ظن سے ڈراؤ ہے اور تلاش جو ممانعت شریعت میں ظن کی دو قسمیں ہیں ایک محمودہ اور دوسرا مذموم اور بیان مراد وہی ہے جو مذموم ہے

هو عقلا لقلب حكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقضى لك واما الخواطر وحديث النفس التي لا يمكن
 یعنی دل میں ایک شخص پر برائی کا گمان بد ظن ظاہر علامت کے جس سے ثابت ہو جاوے بخان لینا اور یقین کر لینا اور رہے خطرات اور نفس کے خیالات
 دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستقر فاستغفروا عنها لان العبد انما يكلف ما في وسعه لا بما ليس في وسعه وحديث الظن
 جو دفع نہیں ہو سکتے تو وہ اگر ہرگز جاوین اور ستر نہوین تو معاف ہیں کیونکہ بندہ کو وہی تکلیف دیجاتی ہے جو اس سے ہو سکے وہ نہیں ہوتی جو نہ ہو سکے اور بدگمانی کی حد
 السعي حمل فعل الموم على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا يقسم القسمين الاول هو الذي يكون
 = ہرگز مومن کے عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجود کہ اچھی وجہ پر بھی قیاس ہو سکتا ہے اور اسکی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ ہے جو بجا باعث اس کے
 منشاؤه وسوء اعتقادك فيه حتى لو صدقته فعله وجهان محال وسوء اعتقادك فيه على حمله على الوجه
 حق میں تیری بد اعتقادی ہو یا تنگ کہ اگر اس سے کوئی کام نہ جیتیں ہووے تو تو اپنی بد اعتقادی سے اسکی برائی پر قیاس کرے

الاردى من غير علامة تخصصه به وهذا جنباية عليه بالقلب وهو حرم في حق كل مؤمن القسم الثاني هو
 بدون ایسی علامت کے جو برائی سے خاص کرے اور اسکی ایسی خطا ہے جو دل سے ہوتی اور یہ خطا ہر مومن کے حق میں حرام ہے دوسری قسم وہ ہے
 الذي يستند الى علامة فانها تحرك الظن تحركها ضروريا لا يقدك الانسان على دفعه والذي يميز الظنون
 جسکی کچھ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو بالظن و ایسی حرکت دے گی کہ آدمی اسکو ٹھان نہیں سکتا اور وہ قاعدہ جس سے ظنون واجب اللاجتباب

التي يجب اجتنابها عما عداها ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة ولم يعرف له سبب ظاهر فانه حرام واجبتنا
 دوسری قسم سے الگ ہو جاوے گا۔ یہ ہے کہ جس گمان کے لیے کوئی علامت صحیح ظاہر نہ ہو اور نہ اسکا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام واجب القناب ہے۔
 وذلك اذا كان المنظون به ممن ستشهد منه الخيد والصلاح في الظاهر فظن الشر والفساد به حرام بخلاف
 اور یہ ہے کہ جسے حق میں گمان ہو گیا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ ظاہر میں اس سے خیر اور صلاح دیکھنے میں آئے ہوں اب گمان شر اور فساد کے نہیں ملے گا۔
 من اشتبه بين الناس بتعاطي البرية والمجاهرة بالمعاصي فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حالتان
 ایسے شخص کے جو لوگوں میں فریب باز مشہور اور گناہوں میں ظاہر مبتلا ہو ایسے کے حق میں نیک گمان جائز نہیں کیونکہ گمان کے وقت
 الأولى ان يقع في القلب شيء ويعرف ويقوى بوجاه من وجوه الامارات فيجوز الحكم به لان اكثر احكام الشريعة مبنيـة
 پہلے کہ دل میں کچھ خیال آوے اور معلوم ہو اور کسی طرح کی نشانی سے قوی ہو جاوے تو اس پر حکم کرنا جائز ہے۔ ایسے کہ اکثر شرعی احکام
 على غلبة الظن كما لقياس ونحو الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات واروش الجنایات والحالة الثانية ان يقع في النفس
 غلبہ ظن پر یعنی جیسے قیاس اور خبر واحد اور سوائے جیسے قیمت تلف کی ہوئی چیزوں کی اور خطاؤں کا ان اور دوسری حالت یہ ہے کہ نفس کے اندر کوئی خطرہ آوے
 شيء من غير دلالة على كون ذلك الشيء اولى من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو منهي عنه لقوله تعالى يا ايها الذين
 ہر دن ایسی دلالت کے کہ اسکی یہی جانب ضد سے اولی ہو جاوے سوا اس پر حکم جائز نہیں ہے بلکہ یہ ممنوع ہے اس آیت سے اور ایمان والو
 امنوا جتنوا كثيرا من الظن ان بعض الظن الترو ولا يحسبوا ولا يغتصبوا بعضكم لبعض انه تولى الله تعالى قد نهي في هذه الآية
 بچے رہو بہت گنہگار نہ بنو اور بعضی گناہ ہے اور بعضی نہ ہو تو لو کسی کا اور بد نہ کوئی شے بھی ہے ایک دوسرے کو بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں
 عن الظن السئ نثر عن التجسس نثر عن الغيبة لان اول ما يقع في قلب الانسان الظن السئ ثم يتجسس الى التجسس
 بدگمانی سے منافقت کی تجسس سے پھر غیبت سے منع کیا کیونکہ پہلے جو انسان کے دل میں آتا ہے تو بدگمانی پھر اسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہے پھر
 يتبع في الغيبة وسبب تجسس الظن السئ ان اسرار الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس احد ان يعتقد في غيره سوا الا
 غیبت کرنی شروع کرتا ہے اور بدگمانی کی حرمت کا یہ سبب ہے کہ آدمی کے دل کی بات خدا ہی جانتا ہے اور کسی کو جو جائز نہیں ہے اور کسی کو حق میں اعتقاد کیا کرے اور
 اذا انكشف له حاله بوجه لا يحتمل لتاويل فخذ ذلك لا يمكنه ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
 اسکا حال ایسی وجہ سے ظاہر ہو جاوے کہ تاویل کی گنجائش نہ رہے اب اس سے نہیں ہو سکتا کہ اسکا اعتقاد نہ کرے جو کہ علامت سے معلوم کیا اور آنکھوں سے دیکھا
 وسمعه باذنه وامانه يعلمه بامارة ولم يشاهد بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع في قلبه من غير سبب ظاهري فهو
 اور کانوں سے سنا اور جنتک نشانی سے معلوم نہیں ہوا اور نہ آنکھوں سے دیکھا اور نہ کانوں سے سنا بلکہ بے سبب ظاہر خود بخود دل میں خیال آ گیا تو یہ ایسا خطرہ ہے
 القاه الشيطان في قلبه فينسخ له ان يكذب به لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تحمقوا
 کہ شیطان ذولین ڈال دیتا ہے تو جانتے کہ اسکو جھوٹ ملے کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے ایمان والو اگر او سے تم پاس
 فاسق كذبا فتصيرون نصيبوا قوما يجهلون فاصبحوا على ما فعلتم ندمان روى في سبب نزول هذه الآية انه عليه السلام
 ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہ میں جانتا ہوں کہ کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو گلو اپنے کیے پر پچھانے شان نزول اس آیت کی یوں مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام بعث وليد بن عتبة مصداق الى بنى المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسبوا انهم مقاتلوه اذ كان
 والسلام نے ولید بن عتبہ کو صدقات سے لینے کو نبی المصطلق پاس بھیجا تھا جب انہوں نے پسانا تو اسکی پیشوائی کو بکھے اُسے جانا روئے آئے ہیں لیونکہ
 بنيه وبينهم عداوة فزع وقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ارجعوا الزكوة فاتهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اُس میں اور انہیں دشمنی چلی آئی تھی سوائے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ نہ دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بقائلهم فانزلت هذه الآية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتقاد على قول الفاسق لان من لا يتحاشى الفسق لا يتحاشى الكذب
 آپ جواد کا اہتمام کیا ہے یہ آیت کہی اس بیان کیونکہ فاسق کی بات بھروسہ کرنے سے احتراز واجب ہے کیونکہ جو فسق سے پرہیز نہیں کرتا جھوٹ سے بھی پرہیز نہیں کرتا

الذی نوع منه بل یبذل لقاء الفتنة بین الناس وفيها دلالة ان من فعل شيئا يجهالة من غير ان يتعرف حقيقة الحال
 كدو بهی ایک قسم کا نسی ہے بلکہ لوگوں میں فتنہ بھیلایا جاتا ہے اور اس میں یہ دلالت ہے کہ جو شخص کوئی صل جہالت سے بدون کچھ حقیقت جان کے کرے جیسا ہے
 یصیر نادما للنتہ ولو بعد زمان والندم هم دائر علی ما وقع مع تمنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
 بالضرورة وشرسار ہوتا ہے اگرچہ کج مدت کے بعد اور شرساری ایک دائمی غم ہے گنہگار کوئی بات پر اس امید میں کہ کاشکے یہ بات نہ ہوتی اور میں نے علماء نے یہ سزا دی ہے
 الواقع فی کلاية والحديث التهمة كمن يتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم یظہر علیہ ما یقتضی الذم فان
 جوابت اور حدیث میں ہے نعت یعنی ہے جیسے کوئی فاحشہ کی یا شراب خوری کی یا مثل اسکے بدون ظہور علامات مثبت کر نعت لگا دے بیشک
 من حکم بالظن علی غیرہ بشریعتہ الشيطان علی ان یطول نسیمہ اللسان بالغبیة والبهتان او یقصر فی القیام
 جو شخص گمان سے غیر پر مبنی کا یقین کرتا ہے اسکو شیطان اُجھڑاتا ہے کہ اسکی عیب اور بہتان میں زبان درازی اور اسکے ادائے حقوق میں قصور
 یحققہ او یتوفی فی کرامہ ان یبظر الیہ بعین الاحتقار ویری نفسہ خیار منہ وکل ذلك من المہلکان والذمک واضح
 اور عزت میں فتور کر کے حقارت کی آنکھ سے دیکھے اور اپنے آپ کو اس سے بہتر سمجھے یہ تمام امور مہلک ہیں اور اس ہی لیے
 النبی علیہ السلام من التبعض لمواضع التهم فقال القوام مواضع التهم حق انه علیہ السلام احد من ذلك اذ روی عن
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نعت کی جگہ جاؤں تو یہ کیا فرمایا ہے نہ نبوت کی جگہ سے یہاں تک کہ نبی علیہ السلام نے اس خود احتراز فرمایا ہے کیونکہ
 علی بن الحسین ان صفیة بنت حیئی قالت ان النبی علیہ السلام کان معتکفا فاتیته فتحدت عندہ انصار
 علی بن الحسین سے روایت ہے کہ صفیہ بنت حیئی کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام معتکف تھے میں آئے پاس اگر باتیں کرنے لگی جب میں وہاں سے چلی
 قام ومشی معی فہر رجلا ن من الانصار فلما لثم مضیا فدعاها النبی علیہ السلام فقال لها صفیة بنت حیئی فقالا
 تو میرے ساتھ میرے ساتھ چلے اس میں دو شخص انصاری آئے اور سلام کر کے چلے پھر نبی علیہ السلام نے انکو بلا کر فرمایا یہ صفیہ بنت حیئی تھی ان دونوں عرض کیا
 یا رسول اللہ ما نظن بک الا خیر قال ان الشیطان یجر من ابن آدم عجری الدم وانی خشیت ان یدخل علیکما فانظر
 یا رسول اللہ کو آپ پر رسول خیر کے کچھ گمان نہیں ہے اپنے فرمایا شیطان آدمی کے اندر ایسا پھرتا ہے جیسے لہو اور جگہ خون آیا مبادا تمہرے دل گر جاوے آپ نے کچھ
 انه علیہ السلام کیف اشتفق علیہا بل علی جمیع الامة وعلمہم طریق الاجتناب عن التهمة حتی لا یتساهل العلم المعروف
 کہ نبی علیہ السلام نے آپ کو کتنا شفق فرمائی بلکہ تمام امت پر اور انکو نعت سے بچاؤ کا طریقہ سکھا دیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو
 بالصالح فی احوالہ ویقول لا یظن بمثلی الا الخیر عجا بآب نفسہ فان من کان من المؤمنین اوسع الناس التقیرم اعلمہم
 اپنے احوال میں سہل انگاری نہ کرے کہ اپنے عجب میں بہ کتنے لگے کہ جو سے شخص میں سوا خیر کے کب کب لگائی جوسکتی ہے اس لیے کہ کوئی ایسا ہی نہیں ہے سب سے بڑا پیر نگار اور پڑوسی
 لا یظن الیہ الناس کلہم بعین واحدة بل یبظر الیہ بعضهم بعین الرضی بعضهم بعین الضم فاعلم ہذلیک علی
 تو بھی نام خلقت اسکو ایک نظر سے نہیں دیکھتی بلکہ بعضے اسکو اعتقاد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بعضے غصہ سے اس بیان کو ماننے میں تیار نہیں ہوتے
 المؤمن الاحترار عن مواضع التهم لئلا یبتم الناس بالمنکر او دلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الآیة والمخبر والذم والذم
 کہ نعت کے مقام سے احتراز کرے تاکہ لوگ منکرات سے بدنام نہ کریں اور اسکی دلیل کون جو آیت اور حدیث میں ہے نعت کر سنعون میں ہر وار ہونا سنی کا ہے
 بعد عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر تلك
 بعد اسکے تجسس سے کیونکہ آدمی کے دل میں بیٹھے وقت پہلی نعت کا خطرہ آتا ہے پھر اسکی تلاش پڑتی ہے تاکہ جو خطرہ نعت کا واقع ہوا ہے ثابت ہو جاوے
 التهمة لان التجسس من شررات سوء الظن فان من وقع فی قلبہ خاطر لا یقتنع بالظن بل یطلب التحقیق
 کیونکہ تجسس بہ گمان کا بھل ہونا ہے بیشک جس کے دل میں جو خطرہ آتا ہے تو اسے باقتناع نہیں کیا کرتا بلکہ تحقیق کے لیے
 فیشتغل بالتجسس فہنی اللہ تعالیٰ ورسولہ عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس طلبا لا مآدا للمعرفة لہا
 تجسس میں لگ جاتا ہے سو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (تجسس) کی ممانعت کی اور جس کو کوئی عیوب بیان کرے اور ایسی نشانیاں تلاش کرنی جس سے یقین ہو جاوے

اور جیسا عالم



فان حصلت اماراة من امارات المعرفة بالتجسس او نبت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة فيه
بما ذكره في علامات يفتي بها بل انما هو حاصل هو جوارس اور اس سے یقین ہو جاوے تو انہیں عمل جائز ہے اور یہی اسکی تلاش سوا کسی برگز رخصت نہیں ہے

اصلا وقد روى عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلي والسهميل اراضا نت عن سهميل فقال له سهميل
اور عبد الصمد بن مبارک سے روایت ہے کہ اُس نے علی سہیل کے باپ سے کہا کیا تمہیں سے خوش ہے سہیل نے اُس سے کہا

اليس قد نباك الله عن التجسس فصاعت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك
کیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے منع نہیں کیا پس عبد اللہ اپنے دل میں فرمندا ہو گئے سو جو بات کہ تو اسکی تلاش کرے اور تیرے یا پر اسکی آگاہی دشوار گزرسے

مطالعتك اياه واسرته منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على امر غيرك لیسع صوت
اور وہ تجسس اسکو چھپاوے پس وہ ہی تجسس ہے ابن الجوزی کہتا ہے کسی کو نہیں چاہیے کہ غیر کے گھر پر کان لادے تاکہ باجون کی آواز سے

الا وتاروه ان يتعرض للشتم ليدن راحة الخمر ولا ان يميس اسرته بثوبه ليعرف ما هو ولا ان يستخبر الجيران
اور نہ سو گئے گا نصہ کرے تاکہ شراب کی بو پا لے اور نہ مٹوے جو کپڑے سے ڈھانکتا کھا ہو کہ وہ کیا ہو اور نہ جروس کی خبر لینا ہو

بما حرم فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس مذمة قوله تعالى الذين يؤذون المؤمنين
انہیں کیا گزرا اگر اس میں سے کچھ بھی کر لیا تو وہ تجسس کی مذمت میں داخل ہو گا اور اس آیت کی مذمت میں اور جو لوگ تمہاری گت لگائے ہیں مسلمان مردوں کو اور

المؤمنين بغير ما اكتسبوا فقد احسوا بما هم مؤمنون وروى عن ابن عمر انه عليه السلام سعد المنذر فقال
مردوں کو یہ کہہ گا کہ تو اٹھا یا انہوں نے جو جو تجھ کو کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مہر پر تشریف لے گئے پھر

بصوت رفع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفضل الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا
صدا واز سے بجا کر فرمایا اے وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دل میں ایمان کا اثر نہیں ہے مسلمانوں کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اُنکے

عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته
پوشیدہ عیب و عورت و شیک جو شخص اپنے بھائی کے چھپے عیب تلاش کرے گا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے چھپے عیب ظاہر کرے گا اور جسکے چھپے عیب اللہ ظاہر کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم کو کچھ

وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الغفون فان من سلم من الظن سلم من
اد یعنی منافقین کا قول ہے جو شخص چاہے کہ غیبت کرنے سے بچے تو لازم ہے کہ اپنے اور پرگانوں کا دروازہ بند کر دے کیونکہ جو شخص بدگمانی سے بچ رہتا ہے

التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تو تجسس سے بچ رہتا ہے اور جو تجسس سے بچا غیبت سے بچا اور جو غیبت سے بچا جھوٹ سے بچا اور جو جھوٹ سے بچا وہ بہتان سے بچا

فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساد لا يجوز عقاب قلب عليها واساءة الظن بالمسلم بالما روى انه عليه السلام
پھر اگر کسی مسلمان سے ایسی علامت ظاہر ہو جاوے کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اسکو دل میں بٹھالینا اور اُسکے سبب مسلم پر بدگمانی جائز نہیں ہے ایسی کہ نبی علیہ السلام نے

قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن سوء فلا يستباح ظن اسوء الا بما يستباح
فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا خون اور مال اور عورت اور اُسکے خن میں بدگمانی کرنی حرام کر دی ہیں پھر بدگمانی اس ہی طرح سے مباح ہوتی ہے جس طرح

به المال وهو يقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان
اُسکا مال مباح ہوتا ہے یقین سے مشاہدہ ہوا ہو یا عادل کو او ہوں اور اگر تیرے دل میں بدگمانی آئی اور تجھ کو اس پر یقین نہیں ہے تو تجھ کو لازم ہے کہ

تدفعه عن نفسك وتقر عليها ان حاله مستور عندك فما رأيته منه من العلامه يحتمل اليقين والكيف
اُس خطرے کو دل میں سے دور کر دے اور اسکو یقین نہیں کرے کہ اسکا حال مجھے پوشیدہ ہے اور جو علامت نظر آتی ہے وہ نیک اور بد دونوں احتمال رکھتی ہے پھر

تتأكد عليه بالبرء اما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كنت بتة تكون
یقین سے یقین کرے اور اگر اسکی خبر کوئی عادل تجھ کو سناوے اور تیرا دل اسکی تصدیق پر مائل ہو تو اب تو معذور ہے ایسی کہ اگر تو اسکو چھو جائے

جائنا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن لظن باحد و
تواسا گنہگار ہونا ہے اس واسطے کہ اسکے حق میں گمان جھوٹا کیا یہ بھی ایک بدگمانی جو جو جھوٹو لگتی نہیں ہر کہ ایک کے حق میں گمان اچھا اور

لتسبئه بالآخريل ينبغي لك ان تبحث عن حالها هل بيننا علوة ومحاسنة ونعتت ام لا فان كان بينهما
دوسرے کے حق میں گمان برائے بلکہ جھوٹے چاہیے کہ ان دونوں کا حال دریافت کرے کہ آیا ان دونوں میں دشمنی اور حسد اور سرکشی ہے یا نہیں پھر اگر ان دونوں میں

شي من هاتين طرق التهمة والشرع قد د شهادة الاب العادل للتمه فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم عليه بكد
بکڑھو۔ وغیرہ ہو تو اب تمت نے راہ پائی اور شرع نے تو عادل باپ کی گواہی کو بھی تمت کے لحاظ سے نہیں مانا اب جھگو چاہیے کہ تمہیں نہ کرے نہ جھوٹ

ولا يصدق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندي وكان امره محجوباً عنى قد بقي
اور نہ بیچ اور اسکے حال نہ گور کو گنا چاہیے کہ وہ مجھے اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی میں ہے اور اسکا حال مجھے پوشیدہ ہوا وہ وہی ہے

كما كان ليرتكشف لى من امره شي هذا اذا اخبرك عدل احد اما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدل
جیسے تھا جھگو اسکا حال کچھ معلوم نہیں یہ اس صورت میں ہے کہ ایک عادل بیان کرے اور اگر جھگو دو عادل خبر دیوں تو اب تصدیق کرنے سے جھگو کوئی علاج نہیں

لا حاجة في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد من
کیونکہ یہ دونوں شرعاً حجت ہیں لیکن جانتا چاہیے کہ کوئی آدمی از بسکہ فظلاً و نقصان سے خالی نہیں ہوتا ترجمہ سو من ہو گا

المؤمنين الا وله محاسن ومساوئ فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصالحين ولذلك قال
ایک حسنت بھی ہونگے اور جرائم بھی اچھے جسکی خوبیاں برائیوں سے زیادہ ہوں وہ صالحین میں شمار کیا جاتا ہے اس آیت سے

الامام الشافعي ما احد من المسلمين يطبع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعص الله لا يطبعه
امام شافعی نے کہا ہر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ سراسر اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو اور نہ فرمائی نہ کرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سر اسرگناہ کرتا ہو اور کچھ اطاعت نہ کرتا ہو

فمن كان طاعته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدل في حق الله تعالى فكونه
پھر جسکی طاعت معاصی سے زیادہ ہوں تو وہ شرع میں عادل ہے جب ایسا شخص حق اللہ میں عادل ہو وہ تو تیری نظر دن میں

عدلا عندك اولى احرى وروى ان رجلا اشى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من الغد ذقه فقال
اولی اور سزاوار تر ہے کہ عادل ہو اور روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کے سامنے ایک تیرا اور خرافت کی جب اللہ ان سے پڑا تو اس نے کہا اور کہا

والله لقد صدقت عليه بالامس ما كذبت عليه اليوم فانه ارضاني بالامس فقلت حقه ما علمت فيه
قسم ہر خدا کی بیشک میں کل بیچ عرض کیا تھا اور زچہ چھوٹا ہوں کل تو اسے جھگو خوش کیا تھا سو میں نے اسکے حق میں جرنیک معلوم تھا کہہ یا تھا

واعضبتني نيوم فقلت حقه في ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكان عليه السلام
اور آج اسے ناخوش کیا تو جھگو جو برائی معلوم تھی وہ کہہ دی بھرنی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بعضی نفر بر جادو ہے گویا نبی علیہ السلام تو

كرة ذلك وشبهها بالسيك فاما من شخص لا يمكن تحيين حاله وتقيها بما يوجد فيه من الخصال الحميدة والمذمومة
مکر وہ معلوم ہو اور جادو سے مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ اسکے حال پر یہ کمال عادات نیک اور بد کے تمیز یا تقیہ نہ ہو سکے

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمأكلة مع الفاسق
سہاسی مجلس ممانعت کے بیان میں فاسق کی صحبت اور ساتھ کھانے سے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصيبك الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصاحبة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت مسلمان نہ ہو سو امومن کے اور مت کھانا دے سو ابہر سزاگار ہے یہ حدیث مصاحب کی حسن حدیثوں میں ہے

رواه ابو سعيد والمراد بالمومن المذكور فيه المؤمن من الخاص المذمى يقابله الفاسق كما في قوله تعالى آمن
ابو سعید کی روایت سے اور مومن سے مراد اس حدیث میں وہ مومن خاص ہے جسکے مقابلے میں فاسق ہونا ہے جیسے اس آیت میں جھلا لکھو

كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ هَذَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا تَصَاحِبْ الْأَصْلَحَاءَ وَلَا تَخَالُ الْأَنْفِيَاءَ فَانَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 جو ہر ایمان پر برابر اسکے جو بے حکم ہے نہیں برابر ہوتی گو یا نبی علیہ السلام نے فرمایا مت ساتھ ہو سوائے صالح کے اور دوستی مت کر سوائے پرہیزگار کو بیشک نبی علیہ السلام
 قد حذد المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بمتقي وزجره عن مخالطته ومعاكته
 اس حدیث میں مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سے ڈرایا ہے اور اسکے ملنے ملنے اور ساتھ کھانے سے منع کیا

لأن الصحبة والمخالطة توقع الألفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه
 اس لیے کہ ہمنشین اور ملاقات سے دل میں الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے پھر یہی ہو کر رہیگا جیسا نبی علیہ السلام نے حدیث میں

ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يخالط المؤمن
 ابو ہریرہ کی روایت سے فرمایا ہر شخص اپنے دوست کو دین پر اٹھیکا اب ہر ایک خیال کرے کہ دوست بنا رکھا ہو اور دوستی جس کا دوست صالح ہوگی وہی صحابہ ہوگا
 ومن كان صديقه فاستقام في دينه فليست بمتقي ومن كان صديقه صالحا يكون صالحا
 اور جس کا دوست فاسق ہوگا وہ بھی فاسق ہوگا پھر اس آیت کے عام مضمون میں داخل ہوگا جتنے دوست ہیں اس دن دشمن ہوئے جیسا کہ صحابہ نے سیکھا
 فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يؤلتي لييتي لم اتخذ فلانا خليلا ليليت بييتي ببيتك بعدا
 بیشک ہر ایک دوست ناپرہیزگار قیامت کے دن یہی کہیگا اور خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلاں کی دوستی کی اور کسی طرح مجھ میں اور فلاں میں فرق ہو

المشركين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلا الا من يتقى دينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح
 مشرک اور مجرب کا ساتھ ساتھ ایمان کے موافق مؤمن کو لازم ہے کہ دوست اسی کو پکڑے جس کے دین اور امانت پر اعتماد رکھی ہو اور اس کی خوبی اور تقویٰ معلوم ہو کہ ہر ایک شخص
 للصدقة كل حد بل ان يكون فيمن توثق صدقته عند حصوله الاولى العقل فلا خير في صدقة الاحق لان
 دوستی کے قابل نہیں ہوتا بلکہ ضرور ہے کہ تو جسکی دوستی پسند کرتا ہے اس میں کئی خصلتیں ہوں اول عقل سوائے کہ احمق کی دوستی میں کچھ خوبی نہیں ہے

احسن احواله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى القطيعة والوحشة عاقبة وان طالتمدتا ولذلك
 اچھا ہے سے اچھا حال یہ ہوتا ہے کہ بھلائی کرنے میں نقصان کر دے اور اسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوے اس میں
 قيل لعاد العاقل خير من الصديق الاحق والمراد من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه ما بنفسه او بتعليم
 کسی کا قول ہے اور انا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے اور عاقل سے مراد وہ ہے کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجھتا ہو یا خود بخود یا سیکھ

وتفهمه وقد روي عن الحسن انه قال هجران الاحق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام اني
 اور سمجھ کر اور حسن سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے احمق سے الگ رہنا اللہ تعالیٰ کی قربت ہے اور عیسیٰ نبی علیہ السلام کہتے ہیں
 ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحق والثانية حسن الخلق اذ لا خير في صدقة من كماله
 مرد کے کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہیں ہوا پر احمق کے علاج سے ناجا رہا ہو گیا ہوں دوسرا حسن خلق اس لیے کہ جو غصہ اور شہوت کو وقت بوقت قابو میں نہ رہے
 نفسه عند الغضب والشوق فان العاقل ان كان يدرى الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشوق
 تو اسکی دوستی میں کیا حوصلہ ہے بیشک عاقل اگرچہ خیالی اصل سے واقف ہوتا ہے پر جب اُس پر غصہ اور شہوت غلبہ کر گئی

يطبع نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خير في صدقة الفاسق من ترك الكبيرة لا يخاف
 تراپا لفساد ہو گیا اور ہی کام کاجو اسکی خواہش ہے اور تیسری صلاح سوائے کہ فاسق کی دوستی میں کچھ خیر نہیں ہے کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے تو خدا سے نہیں ڈرتا
 الله تعالى ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن بآياته ولا يوق بصدقها والرابعة الصداقة الاخرى في صدقة اللذات بل ان
 اور جو خدا سے نہ ڈرتا ہو تو اسکی بیداری سے نہیں بچا جاتا اور نہ اسکی دوستی پر بھروسہ اور جو غصے صدق کیونکہ محبوبے کی دوستی میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ
 مثله مثل البر البعيد البعيد وبعد منك القريب وتكون منه دائما على العز والفاصلية عاذا خيرا
 اسکی مثال ایسی ہے جیسے دھوکا مچھ سے دور کو نزدیک کر دیتا ہے اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچویں مردانگی سوائے کہ ڈر ہو کہ

في صداقة الجبان لانه يترك نصرتك واما انت عند الشدة ويخوفك بل يخفي في غيب عنك والسادسة الوفاء
 دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہے کیونکہ خون اور سخی کے وقت تیری نصرت اور اعانت سے مجھ سے گا اور تجھ کو اور ایسا بلکہ چھپ کر غائب ہو جائیگا تجھے وانا اس واسطے
 لاخبری صداقة من لا وفاء له ومعنى لوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون الله
 کہ بیوفائی دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہے اور معنی لوفاء کے محبت پر قائم اور دائم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہے جو خدا کے واسطے ہوا ہے
 ما يكون لغرض من الاغراض يزول بذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما ينافي الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء
 کہ جو محبت کسی غرض کے واسطے ہوتی ہے تو جب غرض من گھل جاتی ہے محبت بھی ہوتی ہے بجز خدا کا کہ جو خدا کے خلاف ہو وہ وفائیں داخل نہیں ہے ایک وفا داری
 حتى صديقه مراعاة لجميع صداقائه وافراده والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
 دوست کی یہ بھی ہے کہ اس کے تمام دوستوں اور علاقے داروں کی رعایت کرے کیونکہ ان لوگوں کی رعایت اس کے دل میں بہت جگہ کرتی ہے نسبت اپنی رعایت کے
 فخره يتفقد من يتعلق به كذلك لا يتعدى المحبته الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في الجار
 پھر کسی خوشی کے متعلقوں پر رعایت کرنے سے زیادہ نرمی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی محبت بجز متعلقوں تک جا نہیں سکتی ہے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ کتا
 صديقه ينبغي ان يتميز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا تصادق عند صدقته اذا اطاع صدقته عند
 چاہیے کہ دل میں وہ بھی نسبت اور کتوں کے تمیز ہو اور ایک وفاداری یہ ہے کہ دوست کے دشمن سے دشمنی نہ کرے کیونکہ امام شافعی کہتے ہیں جب تیرا دوست کسی دشمن کا زبانہ زار ہو
 فقد اشتراك في عدوتك فالوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صدقه وان ارتفع شأنه واتسعت لايتيه وعظم جاهه
 تو وہ دونوں تیری دشمنی میں شریک ہیں اور ایک وفاداری یہ ہے کہ دوست کی فراخ کرنے میں حال تبدیل ہوا سے اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو جاوے
 ومن الوفاء ان يتوقع عي اوجبه الفرقه بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الجرح من المفارقة وكذلك وقال السلف
 اور ایک وفاداری یہ ہے کہ اسباب بوقت سے خوفناک رہے اس لیے کہ پوری دوستی یہی ہے کہ مفارقت سے بہت گرتا ہو اور اس میں کبھی بے وفائی نہ ہو
 وجد جميع مصيبيات الزمان هينة سقم مفارقة الاحبار وقال المبارك الذالاشياء محالسة الاحبار من الوفاء الموافقة
 میں زمانے کی تمام مصیبتوں کو تحمل پانا ہون بجز خدا کی دوستوں کے اور ان مبارک کہتے ہیں بڑی بڑے عاجز دوستوں کی ہمنشین ہے اور ایک وفاداری یہ ہے کہ
 فيا لا يخالف الحق واما في ما يخالف الحق في امر يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة بل من الوفاء الخالفية والتنبيه على هو الحق كما
 جو حق کے برخلاف نہ ہو اس میں ساتھ رہے اور جی رہ بات جو دنیاوی ہیں حق کے برخلاف ہوں اس میں رفاقت کرنی وفاداری نہیں بلکہ لاف میں اور حق کو جھٹلانے اور حق کو جھٹلانے
 حك عن الامام الشافعي انه قال كان يقربه ويقبل عليه ويقول ما يقيني بمصر غيره فلما رأى الناس صدقته
 امام شافعی سے حکایت کرتے ہیں کہ وہ محمد بن الحکم سے الفت برادرانہ کہتے تھے اور اسکو پس جھٹانے اور اسکو پاس یا کرنے کہتے تھے کہ مجھ کو مصر میں کس کو کوئی نہیں جھٹاتا جوں جوں کہتے تھے
 صودتها طوا انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعد
 تو خیال کیا اپنی وفات کے بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اس ہی کو کرے گا سو لوگوں نے اسے عرض کیا تو نے پھر اپنے بعد وفات مجلس کے تفویض کیسے کیا
 وكان محمد بن الحكم عندئذ سئس في يومه فقال الشافعي سبحان الله مجلسي ابو يعقوب البويهي مال الصفا الشافعي
 اور اسوقت محمد بن حکم بھی سرانے کمرے سے سو مانے ہوئے تاکہ اسکی طرف اشارہ کر دین تب امام شافعی نے کہا پاک ہے اسے میری جگہ ابو یوسف البویہی بھی اور شافعی کے
 الى البويهي فانكره محمد بن الحكم مع انه كان جملة مذهبه كله الا ان البويهي كان افضل اقرب الى الزهد الورع فان بعض
 تمام شاگرد بویہی کیوں متوجہ ہوئے سو محمد بن حکم کو یہ بات بڑی لگی باوجودیکہ اسے نام مذہب سمجھا تھا مگر بویہی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تھا بیشک بعضا شخص
 من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غير افضل منه اقامطلقا ونحوه فيه لکن لا يفتن ذلك كثيرا من الناس
 جو طاقت کا علم اور فضل میں مشہور ہو جائتا ہے بعض وقت اور شخص اس سے افضل ہوا کرتا ہے یا ہر باب میں یا کسی خاص امر میں لیکن اس بات کو اگر لوگ سمجھ سکیں گے
 فيعضون عن غير المشهور وليستغفون بالمشهور عندهم فيفوقهم تحصيل فضيلة من ليس بمشهور عندهم فنصر الامام الشافعي
 نواب غیر مشہور کو محبوب کر جاتے ہیں مشہور ہوتا ہے اور مشہور کی فضیلت فوت ہو جاتی ہے سو امام شافعی نے

لله تعالى للمسلمين واختار الافضل ترك المداهنة ولم يوترضى الخلق على ضاء الله تعالى فلما توفي الامام
واسم الكثر وسلا نزل في نفسه في غير ما جرى له في الدنيا وسلا اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضامندی اس کی رضامندی پر اختیار کیا

الشافعي نقل محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما ابو يطي فان الزهد
ترجمہ بن الحکم ائمہ مذہب سے پھر کر اپنے باپ کے مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور ابو یطی زہد اور

الحنول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصدقة من مجتمع
خلوت بغير عبادت میں مشغول ہو لادھر اگر جماعت کا ہونا اور بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ دوستی کے لائق وہی ہے جس میں یہ خصلتیں جمع ہوں

فيه هذه الخصال فان لم يجمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في
پھر اگر اس میں یہ خصال جمع نہ ہوں تو پھر تمام خلقت سے الگ ہو کر اپنے گھر کے اندر بیٹھا رہو اس لیے کہ عاقل کو

هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابى دع الراغبين في صحبتك والتعلم منك
اس زمانے میں سولے فاسوشی کے اور گھر میں بیٹھ رہنے کے کوئی پناہ نہیں ہے اور ابو سلیمان خطابی کہ چکے ہیں چھوڑا اپنے ہفتشہنوں اور شاگردوں کو

فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعلاء السراذ القوك مدحوك اذا غبت عنهم اغتابوك من ابتك
کہ الین نہ تیرا کوئی دوست ہے اور نہ رفیق ظاہر کے بھائی ہیں باطن میں دشمن جب میں تعریف کریں اور جب تو اُسے غائب ہو تو غیب کی جگہ پر جو تیرے پاس آتا ہے

منهم كان عليك رقيباً واذا خرج من عندك كان عليك خطيباً فلا تقرب لاجتماعهم ليدك فتلقاهم بين يديك فما
تو تیرا رقیب ہوتا ہے اور جب تیرے پاس سے چلا جاتا ہے تو تیری بد گوئی کرتا اور سو بہت قرب نکھانا تیرے پاس جمع ہوتے ہیں اور تیرے سامنے

عرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذك سلماً الى وطارهم وجمادى حاتم وان قصرت في غرض من اغراضهم
خوشامد کر آتے ہیں انکی غرض علم نہیں بل انکی غرض یہ ہے کہ تجھ کو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنے بوجھ کا گدھا بنا لیں اور اگر تو انکی کسی غرض میں ذرا قصور کیا

يكونون استدعاءك ويعتدون تردد هم اليك مئة عليك ويرونه حقاً واجبا ليدك ويعرضون عليك بيتك
تو پھر وہ تیرے بڑے ہی دشمن ہوں اور اپنی آمد رفت کو تیرے اوپر احسان جتلاؤں اور اسکو تیرے اوپر حق واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی

لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسياساً بعد ان كنت متبوعاً رئيساً وقد روى عن ابن عمر عليه السلام قال
آبرو اور دین انکے لیے کھودے اور انکا ادائے فرمان بردار بن کر رہے بعد اسکے کہ تو حاکم اور سردار تھا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

الشيء في قومه كالنبي في قومه وانما يكون المشرك في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبي امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا سمجھا کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس مرتبہ پر ایسے ہوتا ہے کہ انکو دین سکھاتا ہے جیسے نبی اپنی امت کو دین سکھاتے تھے اور شاگرد ہونے استاد کا حق

المتعلم في حق من علمه خيراً ولو خيراً واحداً ان يحارمه ظاهراً وباطناً لكونه مثلاً لبيه بل هو اولى لما روى عن ابى هريرة انه
کہ خیر سکھایا ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہ جگہ ظاہر و باطن سے اسکی عزت کرے کیونکہ بچا سے باپ کے ہے بلکہ بہتر اس لیے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی

عليه السلام قال انما انكروا مثل اولادك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيرا لآباء من علمك سبب لك
علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے پورا سا ہوں جیسے کہ بیٹے کے لیے باپ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اچھا باپ وہ جو کچھ علم سکھادے اور وہ اسکی بیٹے

ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الآخرة وهو اهل من انقاذ الابوين لولدتهما من نار الدنيا وكنك ان كان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سے بچاتا ہے اور یہ مقصود تر ہے اس سے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں اور ایسے ہی استاد کا حق بھی ماں باپ کے حق سے بڑا ہے

من حق الوالدين فانهما وان كانا سبيين للوجوه والحموة الفانية لكن لو لا المعلم وافادته ما هو سبب للحياة الآخرة
کیونکہ ماں باپ کو جو سبب وجود اور حیات فانی کے ہیں لیکن اگر استاد اور اسکی فائدہ رسانی نہ ہوتی جس سے حیات آخرت کا داعی حاصل ہوتی ہے

الائمة لساق ما حصل من جهتها الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يحري المتعلم حري ائمة شقيق
ترجمہ کہ جو ماں باپ کی جنت سے حاصل ہوا ہے ہمیشہ کو ہلاک کر دیتا ہے پھر جب استاد بچا سے باپ کے ہوا تو اسکو لازم ہے کہ شاگرد کو بچا سے بیٹے کے کچھ اور اس پر شفقت کرے



علیه وینعه عن تجاوز مرتبته الی مرتبته لم یستحقها ولم یجئها وانما ویرسین له ان المقصود من العلم تحصیل سعاده
 اور ایسا مرتبہ لینے سے جسکا وہ ابھی مستحق نہیں ہے اور اسکا ابھی وقت نہیں آبا میں کرے اور اس سے بیان کر دے کہ علم سعادت اخروی مطلوب ہوا ہے
 الاخرۃ لا طلب التیاسۃ والمفاخرۃ كما حکى ان ابا یوسف لما عقد مجلسا للتدریس من غیر اعلام الی حنیفۃ ارسل
 ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہے کہ ابو یوسف نے جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کے تجویز کیا تو امام نے اس کے پاس

الیہ ابو حنیفۃ رجلا لیستلہ عن عدۃ مسائل من جملتها انہ سألہ عن قصار حمالا لثوب ثم جاء به مقصوا اهل
 آدمی بھیجا تاکہ اسے چند مسئلے پوچھے آوے ان میں ایک یہ مسئلہ پوچھا ایک دھوئی ہے کپڑے سے منکر ہو گیا پھر دھو کرے آیا تو آیا

یستحق الاجرام لا فقال ابو یوسف یستحق فقال الرجل خطا فقال ابو یوسف فقال له الرجل کانت
 دو اجرت کا مستحق ہے یا نہیں ابو یوسف نے کہا مستحق ہے اس شخص نے کہا غلط پھر کہا مستحق نہیں پھر اس شخص نے کہا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئے تو اس شخص کو

القصارۃ قبل المحو یستحق الا فلا وہکذا خطاہ فی کل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو یوسف قصیۃ فعاذ الی
 اگر انکار کرنے سے پہلے دھو چکے تو اجرت کا مستحق ہے اور نہیں تو نہیں اور اس طرح تمام مسائل کے جواب میں غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا تصور پا گیا پھر امام کے پاس

الی حنیفۃ وحين جاء قال له ابو حنیفۃ فاجاء بك الامسئلة القصار فانك زیت قبل ان تحصرم سبحان الله
 حاضر ہوئے اور جب وہ آئے تو ابو حنیفہ نے کہا تجکو صرف دھوا ہوا ہے لایا ہے

من جل یقعد مجلسا ویتکلم فی دین الله ولا یحسن مسئلۃ فی الاحارۃ ثم قال من ظن انہ استغنی عن القلم فلایک
 ایک شخص مجلس بنا کر ائمہ کو دین میں گفتگو کرے اور اجارے کا مسئلہ بھی ٹھیک نہیں آتا پھر فرمایا جسکو خیال ہو کہ علم سیکھنے کی محکوم حاجت نہیں تو وہ

علی نفسه وکان سبب انفراجه علی ما ذکر فی مناقب الکردی انہ مرض مرضا شديدا فعاذ الامام فقال لقد كنت
 اپنی جان کو رو دے اور سبب ابو یوسف کو چاہوئے کا سوائی مذکور مناقب کردی کے یہ ہے کہ وہ گنت بار ہوئے امام اہل عبادت کو گئے اور فرمایا مجھ

او ملك بعدك للمسلمین لیئن اصبحت لہم تو ن علم کثیر قلم ابرا اعجب بنفسہ و عقد مجلس الامالی لم یفتن ان فی قول
 مجھے امید تھی کہ میرے بعد مسلمانوں کا میں پیشو ہوں اور اگر تو رہ گیا تو بہت علم مر جاوے گا پھر جب وہ اچھے ہو گئے تو اپنے دل میں شرمی اور مدد سے تیار کیا اور یہ سب کچھ کہ امام کا یہ قول

الامام لقد كنت او ملك بعدك للمسلمین اشارۃ الی ان المتعلم لا یبغی لہ ان یستبد بنفسہ فی زمن استاذہ بالادب
 مجھ کو امید تھی کہ میرے بعد مسلمانوں کا میں رئیس اور پیشوا ہوں اشارہ ہے کہ شاگرد کو نہیں چاہیے کہ اپنے آپ استاد کے سامنے بے اذن مستقل ہو جاوے

منہ ثم لما علم قصور تدریسہ و عاذا الی ابو حنیفۃ واشتغل بالتعلم منہ قال بن الماریک لا یزال المرء عالما ما طلب
 پھر انکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس نوٹھیا چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کے پاس آکر پڑھنا شروع کیا ابن المبارک کہتے ہیں کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہے جب تک

العلم فاذا ظن انہ علم فقد جعل قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعلم استبقی لنفسہ رأیا واختیارا وسراء واختیار
 علم طلب کرتا ہے پھر جب خیال بندھا کہ میں سیکھ چکا تو چاہیے ہوا اور امام غزالی احیاء میں کہتے ہیں جو شاگرد اپنی کوئی رائے تجویز کرے

المعلم فاحکم علیہ بالخیر ان المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال بحمد الله
 استاد کی رائے کے بند کرے تو اسکو تلامذہ اور اٹھاسی مجلس افضل اعمال کے بیان ہیں کہ محبت برائے خدا

والبغض اللہ قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله هذا الحد من حسان المصابیح
 اور بغض برائے خدا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے سے اچھا عمل اللہ دوستی اور اللہ دشمنی ہے یہ حدیث صحیحہ ہے حدیث میں

رواہ ابو خرقیہ اشارۃ الی ان المؤمن لیلان یكون لہ اصدقا یبغیہم فی الله تعالی واعداء یبغضہم فی الله تعالی
 ابو ذر کی روایت سے اور اس میں اشارہ ہے کہ مومن کے لیے بالفرد یعنی دوست ہو کر میں کہ برائے خدا انکو محبوب رکھ کر اور بعض دشمن کہ برائے خدا انکو مبغوض رکھا کرے

فانہ اذا احب احدکونہ مطیعا لله تعالی فلا بد ان یبغضہ عند کونہ عاصیا لله تعالی لان من یكون محبوا لیسبب
 بیشک اگر کسی کو اسکا فرمانبردار رکھ کر محبوب رکھے گا تو پھر بالفرد اسکو مبغوض رکھے گا جب وہ اسکا آفرمانی کرے اس لیے کہ جو شخص کسی سب سے

فبالضرورة يكون مبعوضا لضده وهو مطرد في الحرب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب انما يتربط
 بحرب هو جانا هو توالف ضرر اسك خلاص كرسى مبعوض هو جانا ويكا اور آدمى محبت اور بغض بين كيسان هو توالف ليكن جب اور بغض دون اسك دل ميں گڑب گڑب ہوتا ہيں
 عند الغلبة اذ عند غلبة الحب يظهر افعال المحبين من المقاربة والمواقفة وليس موالاة وعند غلبة
 اور غلبہ کی حالت ميں ظاہر ہو جاتا ہيں اسلئے کہ محبت کے غلبہ ميں دوستوں کے سے افعال ہونے لگتے ہيں مقاربت اور مواقفت اسى کو وہ ہوتى کہتے ہيں اور
 البغض يظهر افعال المبعوضين من المباعدة والمخالفة وليس مصاداة فان قيل باى طريق يمكن اظهار البغض فالجواب
 بغض کی حالت ميں عداوت کے افعال ہوتے ہيں دورى مخالفت اسى کا نام دشمنى ہے اگر کوئى پوچھے بغض کو کس طرح پر ظاہر کرے تو جواب يہ ہے
 ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول و في الفعل ما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمة موادته
 کہ بغض کا اظہار دو حال سے خالى نہيں ياتو گفتگو ميں ہوگا ماکارو بار ميں گفتگو ميں تو بعض وقت اسكے ساتھ بولنے اور بات چيت سے مرڪنا
 وتارة بتخليط القول عليه و اما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانتة تارة بالسعي في ساءة تارة انساد
 اور کہى سخت بولنا اور کارو بار ميں کہى تو اسكى امداد ميں تو نہى نہ کرنى اور کہى اسكے بجائز کا اور اسکا مقصد خراب کرنا اسى ہے
 فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صد عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او
 اس طور کہ اسكے ليے طريقه معصيت کا باقى نہ رہے نہ ايسا انساد کہ طريق معصيت ميں اثر نہ کرے اور يہ اس صورت ميں ہوتو کہ معصيت قصد کرتا ہو کبير ہويا
 صغيرة و اما ما جرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادى عليه باغير مصر عليها فالاولى فيه الاعراض الستة لانه اذا كان
 صغيرا اور جگناہ کہ قائم مقام لغزش کے ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اس پر شرمندہ ہوا امرار نہيں کرتا تو اس ميں اولے ہوتو کہ چشم پوشى اور پردہ پوشى کرے خامس اس صورت ميں
 معصية بالجنائية على حقاك او حق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عن ظلمك اساءة اليك
 کہ وہ معصيت جس حق ميں ياترے کس متعلق کے حق ميں ظلم ہو تو اب اسكى درگزر نہى اچھى ہے كيونکہ درگزر کرنا ايسے سر جو تجھ پر ظلم کرے اور تيرے ساتھ تالفاہ
 من اخلاق الصديقين و اما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعتراض عنه احسان النبي صلى الله عليه وسلم
 صديقين کی عادت ہے اور جو شخص اور يہ ظلم اور اسكے نافرمانى کرے تو اب باز پرس نہ کرنا اس پر احسان ہے سو ايسے پر احسان کرنا اچھا نہيں
 اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم حق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم اوجب
 كيونکہ اس پر احسان کرنا مظلوم کے حق ميں براہى اور رمايت مظلوم کے حق کا اولى ہوتى ہے اور مظلوم کا دل ظالم سے اعراض کر كرتى کرنا
 الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدئين من عصى الله تعالى
 اس فقہالى کہ ظالم کی تقويت سے زيادہ تر محبوب ہے اور مستفدين سب متفق ہيں کہ ظالم اور بدعتيون کے ساتھ اور جو کوئى خداكى ايسى نافرمانى کرتا ہو
 بمعصية متعدية منه الى غير آما من عصى الله تعالى بحق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظير
 کہ اسکا اثر غير تک پونچھ اسكے ساتھ بغض اور عداوت ظاہر كيا کرے اور رباوہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنى جان پر ليتا ہوتو اس ميں خلاف ہر بوعظ اسكى
 الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تحرقوا بؤسكم بالله
 رحمت ديكھتے ہيں نہ ار نہيں ہوتا اور بعضے اس پر سخت تشدد كر كرتے اس سے مهاجرت اختيار كرتے ہيں بل اس آيت کے تو نہ ديكھتے كولى لوگ جو تيرے كيتے جو اسكے
 واليوا لآخر يوم اذون من حاد الله ورسوله وكوا كوا للاباء هم اوانساءهم اواخوانهم او عتيدكم فذللت اليه على ان
 اور كھلے دن پر پھر دوستى كر يں ايسوں سے جو مخالفت ہوے اسكے اور اسكے رسول کے اور تجھ وہ اپنے باپ ہوں يا اپنے چچے يا اپنے بھال يا اپنے گھراڑ كرتے ہيں اور انكے
 من يترك المعاصى المنكرات يوجب هجرة ولو كان من الاقرباء ويكون هذا ليجر على وجه العقوبة والتاديب بمنزلة التعزير
 کہ جو شخص معاصى اور منكرات پر عمل كرتا ہو اس سے الگ رہنا واجب ہے اگرچہ اسكا سو دھرا ہووے اور يہ پھوٹ چھٹاؤ بطور سزا اور تاديب کہ مجاسے تعزير كرتے ہيں
 واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضى الى المداينة لان اكثر البواعث على الاعضاء على المعاصى المداينة
 اور اسكى طرف نظر رحمت سے ديكھنا ميں سستی پيدا كرتا ہے اسلئے کہ اكثر اسباب گناہ کے امداد کے يہى ہيں

ومراعاة القلوب الخوف من نفرتها وحثها فيحق الاحق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومع ذلك انه ان
اور ولہاری کرنی اور نفرت اور وحشت سے خوف کرایا اب احمق نام نہ نیال کرتا ہے کہ میری طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اسکا امتحان ہے کہ اگر

كان يترحم عليه عند جنازة علي حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعل له والقدر لا ينفع منه الحد
یہ حال ہوتا ہے کہ اسپر اپنے حق میں تہمتی کرنے سے رحمت کر کرے کہتا کہ قدر بر سے ہونا ہی ہوتا تھا یہ کیونکر کرتا اور قدر سے نہیں بھاگا جاتا

يصير له ان يترحم عليه عند جنازة علي حتى الله تعالى وان كان يعتاد عليه عند جنازة علي حقه ويترحم عليه
تو مضائق نہیں کہ اسپر حقوں اتھی ہیں تہمتی کرنے بن رحم کر کے اور اگر اپنی حق تلفی پر غمناک و غصہ کرتا ہے اور اسد ثقیل کے گناہ ہے

عند جنازة علي حتى الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہے تو یہ ضعف الایمان شیطان کے مکر میں بھٹتا ہے اور اگر کوئی بوجھے گناہگار اور فاسق مختلف

مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في
درجہ کے ہونے میں بھر کیا سب کے ساتھ ایک ہی طریقہ ہرے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مخالف دو حال سے ظاہر نہیں ہوتا تو اعتقاد میں ہے

اعتقاده او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلاثة اقسام اول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتال الاسترقاق وان كان
یاعلم میں ہر دو اعتقاد میں مخالف ہر تین قسم پر ہے اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہے تو لاقین قتل کرنے اور غلام بنانے کے حق اور اگر

ذميا لا يجوز ايدأوه الا باعراض عنه والكفر عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہر تو کفار کا ساتھ نہ چلنا نہیں ہے مگر کم تو جی سے اور مخالفت اور معاملہ ترک کرنے سے اور سخت مکروہ ہے بلکہ فریب حرام کہ ذمی کے

التحريم الا بسماط معه والاسدسال اليه كالاسدسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو اليه
ساتھ خوشامناسی اور خوف بھیجنا جیسے دوستوں کو بھیجا کرنے ہیں اور دوسرا بدعتی جو اور کو بدعت سکھاوے

فان يدعته ان كان تبجيت يكفر بما فامره اشد من الذي لانه لا يقرب منه ولا يسلم بعقد الذممة وان كانت من
جیسا کہ تبجیت اگر ایسی ہے کہ اس سے کافر ہو جاتا ہے تو اسکا حال ذمی سے بدتر ہے اسلیے کہ بدعتی نہ قرار دینا ہیہ کا کرنا ہے اور نہ پروا ذمی ہو سکتی ہے اور اگر بدعت

لا يقربها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لانه لا ينكح عليه شدة من الكافر لان
ایسی نہیں ہے جو کافر کر دے تو اسکا معاملہ اللہ سے بہ نسبت کافر کے بہت سہل ہے مگر انشا ہے کہ بدعتی سے شراکت بہ نسبت کافر کے زیادہ کرنی چاہیے اسلیے کہ کافر

الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا اما المبتدع الذي يدعو اليه
کافر اور میں از نہیں کرنا کیونکہ مسلمان اور مشرک نہیں ہوتے اور کافر بھیج کر نہ اسکا گناہ مانتے ہیں اور رہا بدعتی جو اور کو بدعت سکھاوے

يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سب لغواية الخلق فشر لا متعديا لا استجاب اظهار رفضه ومعاداته ولا لقطع
کہ جو میں کہتا ہوں حق ہے سو یہ شخص خلقت کو گمراہ کر دینا اسکی بدی بڑھنے والی ہے ایسے سے بغض اور عداوت ظاہر کرنا اور اسکو ترک کرنا

عنه والشتيع عليه بدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في ملاقاتك الجواب اولي تنفير للناس عنه وتقدير الدعوة
اور بدعت میں اسکی شراکت کرنا اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا سب ہے اور اگر مجمع میں سلام کرے تو جواب نہ دینا بہتر ہے لوگوں کو نفرت اور بدعت کی بڑی ظاہر ہونے

لان جواب السلام وان كان واجبا لکن يسقط باذني عرض و عرض لزجر عن البدعة الهام والثالث المبتدع العام
اسلیے کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہے پر ادنیٰ عرض سے ساقط ہے ظاہر اور بدعت کی مخالفت تو ہر کسی ضروری عرض ہے اور تیسرا کھیل بدعتی جو

الذي لا يقبل على الدعوة فالاولى لا يفلح بالتغلظ والا هانة بل ينع ان يتلطف به في النصيحة لان قلوب العوام سريعة
اور کہ نہیں سکھاتا ہے نہ ہر جگہ پہلے ہی اسکی تغلیظ اور اہانت نہ کریں بلکہ یوں چلیے کہ اللہ تعالیٰ سے نصیحت کریں کہ جو امور اکول جلد

التقليد فان لم ينفع النصيحة وكان الاعراض عنه تقبيل بدعته في عينه يتأكد الاستجاب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتے ہیں ہر الیبتیب ماری اور اسکی نظر میں کہ تو جی سے بدعت کی اہانت ہوتی ہوتی ہے اور مشرک ہوتا زیادہ سب سے ہوتا

البدعة اذ لم يبلغ في تقييدها تشيع بين الخلق ويعم فسادها ولذلك قال المشيخ علاء الدين السمناني فعلى المراد المسلم
كبريت كذا في حوزة علمائنا من مروج اور اسکا فساد وپھیل جانا ہوا اور اسکی لیے شیخ علاء الدین سمنانی نے کہا ہے کہ ہر مسلمان کو لازم ہے

اذا رأى رجلا يتعاطى شيئا من الاهواء والبدع ويتهاون بشئ من السنن ان يحجبه ويتبرأ منه ويتركه حيا وميتا ولا
يتركه ميتا كسبوكم مسالمة ہوا اور بدعت کا کرتا نہ دیکھے یا کسی سنت میں سستی کرتا پاوے تو اس سے الگ رہے اور بیزار ہو جاوے اور جینا نہ مناسب سمجھو تو دور

يسلم عليه اذا القيه ولا يجيبه اذا ابتدأ بالسلام عليه الى ان يترك بدعته ويرجع الى الحق وان ساءت كالايشيع جزا
تہا سے تو سلام نہ کرے اور اگر وہ سلام کرے تو اسکا جواب نہ دے بہا تک کہ بدعت سے باز آوے اور حق کی طرف متوجہ ہووے اور اگر وہ مہربان اور نرم ہو جائے تو سزا دینا

والله عن الجحان فوق ثلاث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والعشرة
اور نماز تہا سے تین دن سے زیادہ کی ہوگی ہے تو اس صورت میں ہر کوئی دو شخصوں میں بسبب کج ادال حقوق ملاقات اور حق عشرت کے ہو جاوے

دون ما كان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع حاتم الى ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و
اگلیں جو اسلئے حق میں سے ہریشک شاکت ہیں ہوا اور بدعتوں کی ہمیشہ کو ہے ہمانک کہ نو بہ کریں بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور

اتباعهم و علماء السنة على هذا مجتمعين متفقين على معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل في تفسيره قوله تعالى
تخ تہا میں اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکے ہیں کہ اہل بدعت سے دشمنی کر لی جائیے اور انکو چھوڑنا چاہیے اور سهل نے اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے

لا يجد قوماً يوقون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح امانة اخلاصه حيد فانه لا
تو نہ دیکھو کہ کوئی لوگ جو زمین پر چلے ہوں اسد پر اور پھیلے دن پر پھر دوستی کریں بسوں سے جو مخالف ہوئے اسد کے اور اس کے رسول کے کہ تمنا جسے اپنا ایمان صحیح کیا اور تہا میں خاص کی تو

بجالس مع مبتدع ولا يواكله بل يظلمه من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدع عسب الله تعالى عنه
پہنچے کسی کو نہ دیکھو اور اس کے ساتھ کھاوے بلکہ اپنی عزت سے اس کے حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کرے اور جسے بدعتی کے ساتھ نہ اہنت کی تو اسد تعالیٰ اس سے

حلاوة اليقين ومن اجاب الى مبتدع لطلب العز والغنى الدنيا اذ له الله تعالى بذلك العز واقفرة بذلك الغنى
عزت یقین کی سے لینا اور جسے بدعتی کو واسلئے تلاش عزت اور تو نگری دنیا کا مقبول رکھا اسد تعالیٰ اسکو اس عزت میں خوار اور اس تو نگری میں مغلس کرے گا

ومن ضحك في وجه مبتدع يزرع الله تعالى نورا لایمان من قلبه وعن الثوري من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالى
اور جو شخص بدعتی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہو تو اسد تعالیٰ ایمان کا نور اس کے دل میں سے نکال دیتا ہے اور ثوری سے روایت ہے جسے بدعتی کی بات سنی تو اسد تعالیٰ اس بات سے فائدہ نہیں دیتا

ما سمع ومن صاحبه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالى عمل اخيه وخبره الاسلام
اور جو اس سے صحابہ کو نامہ توڑ دیتا ہے تو اسد اسلام کا اور فضیل سے روایت ہے جو بدعتی کو دوست رکھے اسد تعالیٰ اس کے اعمال حبط کرتے ہے اور اسلام کا نور

من قلبه عنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رابت مبتدع في طريق فخذ طريقا اخر وقال الفضيل
اس کے دل سے نکال دیتا ہے اور اس سے روایت ہے جو شخص بدعتی کا ہم نشین ہو تو اس سے بچو اور اس سے روایت ہے اگر تو بدعتی کو کسی راہ میں دیکھے تو تو اور راہ اختیار کر اور فضیل کہتے ہیں

من اصاب بدعة خرج نورا لایمان من قلبه واما العاصي بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذي يفسق نفسه لئلا
جو شخص بدعتی سے ملے گیا تو ایمان کا نور اس کے دل میں سے نکل جاتا ہے اور گنہگار فعل اور عمل میں بدون اعتقاد کے سو وہ بھی جو آپ اپنی ذات سے بدکار ہے شراب

الخرا وترك الواجب او مفارقة محظوظ بخصه ولا يتعدى منه الى غيره فانه ان صوح وقت مباشرته المنكر محظوظ
ہا کو کوئی واجب ترک کرے یا امر محظوظ کو چھوڑ کر جو اس کے ساتھ خاص ہو اور وہ فسق اور میں اثر نہ کرنا ہو سوا بسے شخص کو اگر عین اس عمل منکر میں پادین تو اسکی ممانعت واجب ہے

ما يمنع منه ولو بالضر او بالقتل عند القدرة لكون النهي عن المنكر واجبا وجوبه لا يختص بالوكالة بل يجوز
جسٹور سے کیا جاوے اگرچہ مار پیٹ سے یا قتل سے اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہے اور منکر کی ممانعت کچھ نہی عام پر واجب نہیں ہے بلکہ

لكل واحد من ايجاد الرعية اقامته بالقول والفعل على حسب استطاعته سواء كان حرا او عبدا او امرأة لكن ينبغي
عوام رعایا میں سے ہر شخص کو ضروری ہے کہ ممانعت کو سے زبان سے اور ہاتھ سے سوائے

ان یكون بالتدريج من الاغلاظ الى الاغلاظ بحسب حال المنكر كما ذكر في المحيط ان من رأى غيره مكشوف الركبة
 كترجوعه من ستره بوجهه بطنه بغير زياده غنمی معصیت کر مال کے موافق چنانچہ محیط میں مذکور ہے کہ جس نے کسی کو گھسٹا کھوسے ہوئے دیکھا
 ینکر علیہ برفق ولا ینارعه ان لجر وفي الغنذ ینکر علیہ بعنف لا یضربه ان لجر وفي السوءة یضربه وان لجر یقتله
 تو زمی سے منع کر دے اس سے حجگرا نہ کرے اگر وہ اصرار کرے اور ان کھلی ہوئی بین سخن سے منع کرے اور بارے نہیں اور وہ شہداء اور شریک اور شریک
 وهکذا الحكم فی مسائل المنکرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة یدبغی له ان یتکون سائما مفتا اذا
 اور تمام معاصی میں بروقت طاعت ہی مکمل ہے اور بے طاقتی کی حالت میں چاہیے کہ دل سے بیزار اور غمناک ہووے ایسے
 قد ورد فی الحدیث انه علیه السلام قال یاتی علی الناس ما ینذوب قلب المؤمن فیہ كما ینذوب الملح فی الماء لکثرة ما
 کہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر کوئی مومن کا دل ایسا گھل جاویگا جیسے نمک پانی میں گھل جا تا ہے اور اس کا
 یروی من المنکرات ولا یقل علی ذمها وروی عن ابی هريرة ان رجلا یتعلق برجل یوم القيمة وهو لا یعرفه فیکول له
 جو دیکھیگا اور منع کرنے کی قدرت نہوگی اور ابی هریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص قیامت کے دن کسی کا دامنگیر ہوگا اور وہ اس کو نہ پہچانتا ہوگا کسی
 مالک تتعلق بی وما را یتیک قط فیکول بلی قد ایتنی یوما علی منکر فلم تغیر فهدا امر خطر فلما یقع السلافة من الذم
 تو جو سے کیوں اپنا ہی میں نے تجھ کو کہیں نہیں دیکھا وہ کیسکا ہاں تو نے مجھ کو ایک دن معصیت پر دیکھا پر منع نہیں کیا اب یہ بات بری شکل ہے اس سے نہیں بچا جائیگا
 ینظر فی کل حین وزمان کثیر من المنکرات فلا تغیر بل یقع السکوت عنها لاستیناس النفس بہا ولہذا قال الغضنفر العبد المذنب
 ہر وقت دو سیدم بہتیرے منکرات عمل میں آتے ہیں اور کچھ روک نہیں بلا کچھ رہتا ہے تاہم کیونکہ معاصر دلون میں مانوس ہو گئے ہیں ایسے بعضے علماء کا قول ہے
 ما ابالی بکثرة المنکرات والبدع وانما ابالی وانما من تانیس لقلوبہا لان الاشیاء اذا لولت مباشرتھا انتہا النفس
 مجھ کو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچھ خوف نہیں مجھ کو تو بڑا خوف ہے کہ کہ دل میں محبوب نہو جاوے کیونکہ جو چیز میں برابر عمل میں آتی ہیں نفس کو محبوب
 والنفس اذا انست شیئا قل ان تتأثر له ویوضیء الحدیث الواضح فی تغیر المنکر وهو ما روی عن ابی سعید ان
 اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہے تو کم محبوب ہوتی ہے اسکی تفصیل وہ حدیث ہے جو تغیر منکرات میں آئی ہے ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی
 علیہ السلام قال من رأى منکر منکر فلیغیرہ بیدہ فان لم یتطع فبلسانہ فان لم یتطع فبقلبہ وذلك
 علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی تم میں سے منکر دیکھے تو لازم ہے کہ ہاتھ سے روکے اور اگر طاقت نہو تو زبان سے اور اگر طاقت نہو تو دل سے اور
 اضعف الايمان فانه علیه السلام اخبر فی هذا الحدیث ان التغیر بالقلب اضعف الايمان هو ما یجد المؤمن
 ضعیف ایمان ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ دل سے بیزار ہونا ضعیف ایمان ہے یعنی مومن جو اپنے دل میں اس کام کے مشاہدہ
 فی قلبہ من البغض لذلك الفعل المرئی وانزعاجہ وقلعه وهو فی الغالب لما یحصل فیما ینذوب وقوعہ واما الاشیاء
 نفس اور اسکا اکھاڑنا اور دفع کرنا پاتا ہے اور ایسی حالت دلی اغلب اس کام میں ہوتی ہے جو گاہے گاہے ہوتا ہے اور جو کام
 التي تتأثر فی کل حین وزمان فتستأنسها النفس فلا یوجد فی القلب المعلق والا نزعاج الذي هو اضعف
 ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھنے میں آتے ہیں سو نفس سے مانوس ہو جاتے ہیں پھر اسکا کچھ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف
 الايمان واذا لم یوجد فی القلب اضعف الايمان فماذا یرجى ان یوجد فیہ ویزیدہ ایضا كما ذکر فی قوت القلوب
 الايمان ہے وہ بھی دل میں نہیں رہتا اور جب دل میں اضعف الايمان بھی ہوا تو پھر کیا توقع باقی رہتی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہے قوت القلوب
 ان الحسن البصری قال اول بدعة رأیت بليت الدم ثم بعد ذلك بليت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمانه
 کہ حسن البصری نے کہا پہلے پہل بدعت جو میں نے دیکھی تو سو موتا پھر اسکا بعد زرد پینا ہوا پھر اسکی عادت بڑھتی کیونکہ انکو بسبب قوت ایمان کے
 وقوته ما لم یعبدہ قوی نزعاجہ حتى تغیر مزاجہ وظاہر اثرہ فی ماءه فان مزاج الانسان اذا تغیر نظرہ اثرہ فی ماءه
 بدعت خرافان عادت دیکھ کر بہت فسر آکر انکا مزاج متغیر ہو کر اسکا اثر پینا ہوا پھر اسکی عادت بڑھتی کیونکہ انکو بسبب قوت ایمان کے

الانزی ان الاطباء یستدلون علی اء المریض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولم یقلد علی تغیرها تغیر
 کیا نہیں جانتا کہ طبیب لو کہ کھیا کے مرض پر شیاپ سے استدلال کرتے ہیں بجز جب بدعت نہ ہو بلکہ وہی
 ذلك الانزعاج الاول لاستیناس النفس بہا وبقی عند من الانزعاج قدر ما یلزمہ من التغیر بالقلب لا بالکلام
 تو پہلے یہ اعتقاد ہی بدل گئی کیونکہ نفس کو چند ان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل میں اسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہ گیا اتنا ہی دل میں تغیر ہوا سوائے کہ
 بالقلب یسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع مینع منه ولا یقصر علیہ الا من هو ضعیف الایمان سواء استطاع
 دل کا انکار کسی طرح نہیں جاتا ایسے کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنے پر اتقا وہی کرتا ہے جو ضعیف الایمان ہووے براہرے
 الانکار بالید واللسان اولم یتطع لکن عند عدم الاستطاعة لیسقط عنه الاثر وبقی مع ضعف الایمان
 کہ انکار ہاتھ سے اور زبان سے کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو لیکن پیقہ وری کی حالت میں گناہ نہیں ہوتا
 فان المنکر اذا کثر ولم یقلد المؤمن علی منعه وسکت ولم یتکلم بشیخ الا یاثر لان التکلیف قبل اللوسع لما قال
 بیشک عیسیت جب کثرت سے ہونے لگیں اور مومن کو مانعت بر قدرت نہ ہو اور وہ جب ہو کر کچھ نہ کہے تو گناہ نہیں ہوتا ایسے کہ تکلیف سوائے طاقت کے ہوتی ہے
 الله تعالى یکلف الله نفسا الا وسیعها المجلس التاسع والثمانون فی بیان لزوم متابعت
 اللہ تعالیٰ ہر نفس کو تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو کچھ اسکی گناہ نہیں ہوتا تو اسی مجلس

الرسول فی الامر والنهی لا یخالفان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نھیتمکم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ نہیں میں لازم کہ اس میں مخالفت جائز نہیں ہے
 عنه واجتنبوه واما امرکم به فافعلوا من استطعتم فانما اهلك الدين من قبلکم کثرة مسائلکم واختلافکم علی انبیاءکم
 تو اس سے پرہیز کرو اور جو حکم کروں تو اسکو جہانگ ہو سکے عمل میں لاؤ کیونکہ سے پہلے اس میں اسہی لیے تباہ ہو گئیں کیا انبیاء سے جو چیزیں حکم فرمائیں ان میں
 هذا الحدیث من صحیح الصابغی رواه ابو هريرة والخطاب فی خطابه مشافهة والخطاب بالمشافهة محتضن بالوجوه الخافرة فی اللؤلؤة
 یہ حدیث صحیح صابغی کا صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور اس میں خطاب جوہر تو خطاب آئینے سامنے کا ہے اور آئینے سامنے کا خطاب ہے جو آئینے میں موجود اور جہاں نہیں
 وتناولہ لغيرهم من کان غائبا وامن سیوجد بعدہم الیوم الیقینہ لیس بطریق الحقیقة بل ما طریق تغلیب الفرق
 اور ان کے حق میں جو ان کے سوا غائب ہوتے ہیں اور جو ان کے بعد قیامت تک پیدا ہونگے بطور حقیقت کے نہیں ہوتا بلکہ آئینے یا تو بطور تغلیب فریق
 الاول علی الثاني او بطریق تعمیم حکمہ له بدلیل خارجی فان الاجماع منعقد علی ان اخر هذه الامة مکلف بما کلف
 اول کے ثانی پر یا اس حکم کو کسی دلیل خارجی سے عام کر دینے سے ہوتا ہے کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ اس امت کو آخر پر بھی وہ ہی حکم ہے جو
 به اولها كما یتدالیہ قوله علیه السلام اخلال ما جرى علی لسانی الی یوم الیقینہ والحرام ما جرى علی
 اول پر تھا چنانچہ اس حدیث میں اشارہ ہے قیامت تک ملاں ہے جو میری زبان پر آچکا ہے اور قیامت تک حرام ہے جو میری
 لسانی الی یوم الیقینہ ثم ان الحدیث المذكور سابقا بقا من جوامع الکلم التي اوتیرها النبی علیہ السلام وهو قاعدة
 زبان پر آچکا ہے پھر وہ حدیث جو سابق میں مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہے جو نبی علیہ السلام کو ملا ہے اور وہ اسلام کے قواعد میں سے
 عظیمة من قواعد الاسلام اذ علیہ یدرج حکم الاحکام التي هو الواجب والتدبیر الحرمة والکراهة والاباحة لان النہی
 براقاعده ہوا سوائے کہ جملہ احکام یعنی واجب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہی مدبر ہے کیونکہ نبی میں
 یتناول الحرمة والکراهة كما یتناول الامر ما عداها فیكون الحدیث موافقا لقوله تعالى فانقوا الله
 حرمت اور کراہت داخل ہے جیسے امر میں ان دونوں کے سوا داخل ہیں سو یہ حدیث موافق اس آیت کے ہے سو ذرا دیکھو
 ما استطعتم لان التقوی وان كانت عبارة عن اجتناب جمیع المنہیات اتیان جمیع المأمورات الا انما مقید
 جہانگ ہو سکے ایسے کہ تقویٰ اگر تمام منہیات سے اجتناب اور تمام مأمور پر عمل کرنے کو کہتے ہیں مگر اتنا ہے کہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة واما قوله تعالى لا تقوا الله حَقَّ تَقْوَاهُ فالصحيح الصواب الذي حزم به المحققون ان قوله تعالى فانقوا الله
 اللغوي هو اور بابت در تے رہو اللہ سے جیسا چاہیے تو صحیح اور صواب جو مختار محقق لوگوں کا ہے یہ ہر کو بہ آیت سورہ اور اللہ سے
 ما استطعتم مفسرہ ومباین المراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها
 جہانک سکو اسکی نفسیہ اور اس سے جو ارادہ کھولدی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دی ہے ہر ایک کو زیادہ اور اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی امر کو جس کو اسکی طاقت
 وقال في آية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج فلان الله في قوله عليه السلام ما هيئتكم عنه فاجتنبوا
 اور ایک آیت میں فرمایا ہے اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل بگھرنی جو اس حدیث میں ہے کہ جو میں تم کو منع کروں تو اس سے پرہیز کرو وہی
 يقتضي ترك جميع ما هي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم
 تمام کرنے پر کہ تمام منہیات مطلقا عمل میں نہ آویں کیونکہ بدون اسکے اطاعت نہیں ہوتی برخلاف امر کے اس حدیث میں اور جو میں تمکو امر کروں
 به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الامتثال بما يقتضيه الا ان كان ايضا اذ لم يقدر على القيام في الصلوة
 تو جقدر تھے ہو کے وہ کرو اس سے عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کہ لازم آتا ہے جیسے کوئی بیمار ہو اگر نماز میں کھڑا نہیں ہو سکتا
 يصل قاعد بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصل بالاياء قاعدا ويجعل سجدة انخفض من ركوعه
 تو ٹیکھ کر رکوع اور سجود ادا کرے اور اگر رکوع اور سجود بھی نہیں ادا کر سکتا تو ٹیکھ کر اشارہ سے پڑھ لے اور سجدے کو نسبت رکوع کو زیادہ ہستیا
 ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على الفعول يصل بالاياء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان اكبا على الذن
 تاکہ دونوں میں فرق رہے اور اگر ٹیکھ بھی نہیں سکتا تو اشارہ سے ادا کرے کرٹ پر پڑا ہوا یا بت اور ایسے ہی اگر جو باہر پر سوار ہو
 وخاف عند النزول على نفسه او دابة من سبع او لصل وكان مطر شديدا وطين يغيب وجهه في ولا يجرد مكانا
 اور اترنے میں اپنی جان کا یا اس سواری کا خون کرنا ہو درندہ سے یا چور سے یا بیٹھ کی روٹی ہو یا ایسا کچھ کارا ہو کہ حسین نہ دیکھ سکے جس سے جاوے اور کوئی
 حافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعفه او جبه او كان ابته جموحا لا يمكنه الركوب ولا معين
 خشک جگہ نہ ملے یا سواری سے اترنے اور چڑھنے میں عاجز ہو مارے بڑھاپے کے یا ناتوانی فرام سے یا اس کا گھوڑا بگھرتا ہو کہ بدون مددگار کے نہیں چڑھ سکتا
 او كانت القافلة في البادية تسير وهو يخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصل على الدابة بالاياء كيف يمكنه وكذا
 یا قافلہ جنگل میں چلا جا رہا ہو اور اگر اترے تو خوف ہے جان کا یا کپڑوں کا تو بھی سواری کے اوپر اشارہ سے جس طرح بن آوے پڑھ لے اور ایسے
 المرأة اذا لم يكن لها حرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها يصل على الدابة بالاياء فذلك يحصل الامتثال
 عورت جب اسکے ساتھ محرم نہ ہو اور وہ اپنے آپ اتر چکے نہ سکتی ہو تو دابہ کے اوپر اشارہ سے پڑھ لے ان تمام صورتوں میں اُسے ہی میں امتثال
 في جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورتها ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوءه مرة واحدة
 ہو جاوے اور ایسے ہی اگر ان کا کپڑا میسر نہ ہو کہ عورت ڈھک سکے اور اتنا پانی نہ ملے کہ اعضا وضو کے ایک ایک بار دھو لے
 او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضاءه في لوضوء والغسل وعن اتيان بعض ركان الصلوة او بعض شروطها
 یا وضو میں یا غسل میں بعض اعضا پر پانی نہ لگا سکے یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکے
 فبا تيان الامن يحصل الامتثال قوله عليه السلام فاما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم جاء مبينا
 تو پھر بتانا اور اگر سنا ہو وہ ہی پورا امتثال ہے اور انشا نبوی علیہ السلام کا کہ سے پہلے ان کو کثرت کی پوچھا پوچھی نے ہلاک کر دیا
 في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج
 مسلم میں ابو ہریرہ سے صحابہ روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ خطبہ فرمایا فرمایا ای لوگو! بیشک اللہ نے ہر حج فرض کر دیا
 فحجوا فقال رجل كل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها مرارا فقال لبي عليه السلام لوقلت نعم لوجب ثم
 سوچ گیا کہ ایک شخص نے عرض کیا کیا ہر سال ہجرت کرے گا تو کہا کہ ہاں تو واجب ہو گیا تاہم

قال

قال النبي عليه سلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثره سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم
 بنى عليه السلام نے فرمایا تمھکو اسی پر رہنے دو جس پر میں نے تمھو کو چھوڑ رکھا ہے جسے پہلے جو لوگ ہلاک ہو کر ہیں تو بہت پرچھا پوچھا ہے اور انہیں انہی کے خلاف کرنے سے روک دیا کہ جو سبب میں تمھو
 بشئ فانوامنه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شئ فدعوه فانه عليه السلام صار كانه قال تركوني في مذركي
 کوئی بات کہتا کروں تو اسکو متبنا متے ہو کیسے کہو اور جب منع کیا کروں کسی بات سے تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نے تمھو سے فرمایا
 اياكم من الامر بالشيء او النهي عنه ولا تلحقوا اعلیٰ فی السؤال ولا تبالغوا فی الاستقصاء ولا تشدوا علیکم كما تشد
 جب تک میں تمھو کسی بات کے امر میں یا نہی میں چھوڑے رکھوں اور خواہ مخواہ مجھ سے سوال مت کیا کرو اور نہ پورا کرنے میں مدد سے بڑھا کرو اور نہیں تو تمہارا ساتھ ہی ساتھ
 علی بنی اسرائیل حین وقع فیہم قتیل ولم یدروا من قتیل قالوا موسیٰ النبی علیہ السلام ان یبیتہ لہم فقال موسیٰ
 جیسے بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تھا جب کہیں ایک مرد ملا اور اسکا قاتل نہ معلوم ہوا پھر انھوں نے موسیٰ بنی علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھو قاتل بنا دو سو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا
 ان الله یامرکم ان تدجووا بقرۃ وتضربوه ببعضها فیحییٰ ویخبرکم بقائلہ فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرۃ
 کہ اللہ تعالیٰ تمھو کو فرماتا ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اسکا ایک ٹکڑا مردہ سے لگا دو وہ زندہ ہو کر اپنا قاتل تمھو بتا دے گا جب انہوں نے حضرت موسیٰ سے یہ بات سنی تو انھیں حیرت سے لگے
 مینتہ لضر بعضہا مینتہ فیحییٰ فیخبرکم بقائلہ فشرعوا فی السؤال عن حالہا وصفہا وسنہا ولونہا حتی امروا بتذیح بقرۃ
 کہ مردہ گائے کا گوشت مردہ سے لگا جائے تو مردہ زندہ ہو کر اپنا قاتل کا نام تمھو بتا دے گی اب انہوں نے گائے کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچھا شروع کیا آخر کو ایسی گائے کو ذبح کرنے کا
 علی صفة لم تجد تلك الصفة الا فی بقرۃ واحدة ولم یبعثا صاحبها الا علی جلدہا ذہبا فاشترها بثلث وذلجوا و
 حکم ہوا کہ ویسی ایک ہی گائے تھی اور اسکا مالک نبی بھی تو اسکا چمڑا سوسے سے بھرا لیا پھر اسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا ٹکڑا مردے سے لگایا
 القیتل ببعضہا فی سبیہم قائلہ فانیہم فی ابتداء الامر لودجوا بقرۃ اية بقرۃ كانت لکانوا مختلفین لامر الله تعالیٰ
 پھر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلے حکم ہوتے ہی کوئی سی گائے ذبح کر دیتے تو فرمان الہی او اہو جانا
 لكنهم شدوا علی انفسہم بالاستقصاء فی السؤال شد الله تعالیٰ علیہم وقد اشار النبی علیہ سلام
 پر وہ اپنے اور سختی لینے کو سوال کیے گئے اللہ تعالیٰ نے ان پر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذھر بھی اشارہ کیا ہے
 الى ذلك بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثره سؤالهم واختلافهم على انبيائهم وانما كان كثرة السؤال والاختلاف
 کہ جو تم سے پہلے گذرے ہیں بہت سوال کرنے سے اور انہیں علیہم السلام کا خلاف کرنے سے ہلاک ہوئے اور کثرت سوال اور انہیں کا اختلاف کر کے
 الانبياء سبباً للهلاك لان الله تعالیٰ انما بعثکم لیعلموا الناس لیحتاجون الیہ فی دینہم یتہو ما فیہ مصلیٰ انہم اخر
 ایسے ہلاک ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کو اسی لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو حاجت کی باتیں دین کی سکھا دیں اور جس امر میں انکی دنیا اور دین کا بھلا ہو جتا دین
 وجعل كلامهم امیناً علی امور امتہ ولا یجوز لہم ان یسکتوا عند حاجۃ او تیکلموا علی خلاف المصلیٰ وکثرة
 اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو امت کے کاروبار کا امین پیدا کیا ہے اور انکو جائز نہیں ہے کہ حاجت کی وقت جب ہو زمین یا بظلمان مصلحت کی کہ انھیں کو ایسے تو ہونے بار بار سوال کرنا
 علی من كان شأنہ هذا والاختلاف علیہ امارۃ عدم الثقة بقوله وعلامة سوال الظن بہ ولا شك ان سوال الظن
 اور ایسے خلاف کرنا نشانی ہے اعتماد کی کٹکے کہنے پر اور علامت بدگمانی کا ہے
 بالنبي یوجب هلاك وقد قال المشائخ من قال استاذہ لہم فہو لا یفعل ابداً فما ظنک بمن لا یتادب ید الرسول
 نبی پر بدگمانی ہلاک کر دیتی ہے اور مشائخ کا قول ہے جو کوئی استاد کے سامنے کہے کہ یہ کیوں اسکا کبھی بجا نہیں ہو پھر تیرا کدھر خیال ہے اسکا حق میں جو رسول علیہ السلام کے
 وجاؤز مقام التسليم والقبول ثم انه علیہ السلام اشار بذكر كثرة السؤال الى ان بعض السؤال الايض وهو ما
 سامنے آ رہا ہے اور تسلیم و قبول کے مقام سے بڑھا کر پھر نبی علیہ السلام نے کثرت سوال کے ذکر کرنے میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ بعض سوال نقصان نہیں کرتا یعنی
 بقول الحاجة واما السؤال عما لا یعیہم ولا یلیق بہم فہو تصنیع للعرض ولعل علی التردد وقد یكون سبباً للوقوع فی
 جو حاجت کے موافق ہو اور رہے وہ سوال جو بیفائدہ ہیں اور نہ انکو لائق ہیں سوہ عمر تلف کرنی اور جو گدگد الی نشانی ہے اور بعض وقت اس میں

الزیغ والبدع لسؤال الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الائمة السالفة واستوجبا لعن
 سبب تافہی اور ضعف بصیرت کی کمی اور پختہ عقول میں جا بختا ہوا اور اسی سبب سے نئے نئے عقول برپا ہو گئے
 والمسنن وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلفتم معطون على الكثرة على السؤال ان
 اور انکی ذہنی کمزوری اور کمزور عقول اور عقول میں جا بختا ہوا اور اسی سبب سے نئے نئے عقول برپا ہو گئے
 الاختلاف على الانبياء غير جائر قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستغلا لنبوته وامينا لوحده وقد
 کہ انبیاء کی مخالفت اسلام از منہیں ہر صورت میں نہ ہوتی تھی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو لائق نبوت کے اور امین اپنی وحی کا
 تكفل بالصواب وايدى بالهداية الى الاصل والارشاد فبعل كل احد من امته ان يلقى سمعه اليه يشهد بقلبه
 فہم وارہو لیا ہوا اور امور اصل اور ارشاد میں ہدایت کی تائید کی ہوتی ہے کہ انکی بات کا انکا کرنے اور دل سے انکا سامنے گواہی دے
 بين يديه ويعتتم كلاما اذا تكلم وسكوتها اذا سكت يسد عنده باب الاختلاف ولا يفتنه عليه باذلاعراض بل يتبعه
 اور انکے کلام کو جب دیکھو فرما دین اور انکی خاموشی کو جب جب میں غیبت سمجھو اور دروازہ اختلاف کا تنگ کر دے اور اعتراض کا ایسی نہ کھولو کہ اطاعت کی بڑائی
 ادنى معنى نبينا فمن علينا السلام غير الامن والنبى وقد قال الله تعالى في حقهم ولا يتبعوا كلكم فتهدوا عن علم من بين
 کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت میں ہنزلہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں فرمایا ہے اور انکے تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
 الصباية ضرورة انهم كانوا يتبعون في جميع افعاله اقواله من غير توقف ولا تردد اصالا الا ما قام فيه دليل على
 صحابہ کے معاملات و عبادت سے یقینی معلوم ہو کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال میں انکی اطاعت کرتے تھے اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تھا یا ان اگر کوئی دلیل انکی
 اختصاصه بل قائم قد دخلوا نعالهم حين دخل فله ترعوا خو اتم حين نزع خاتمه وكانوا يعشون بعضا عظيمها
 کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہر پیرا ہر جوانی بیشک صحابہ نہ گنگے ہونگے ہر جگہ ہر جگہ ہونگے اور انکو شہان نکال دیتے تھے جب نبی انکو بھی نکالتے اور آپ کے
 عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حين ارادوا التبتل والانقطاع
 طرز نشست اور خواب اور طریقہ کمانے اور پینے وغیرہ کی آپس میں بہت بحث اور پوچھا پوچھا کرتے تھے تاکہ انکی پیروی کریں اور جب صحابہ نے یہ قصد کیا کہ دنیا کو چھوڑ کر
 للعبادة ليلادونها قال لهم لانا فاكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانظر كيف
 رات دن صرف عبادت ہی کے ہو رہیں تو آپ نے فرمایا میں کھانا بھی ہوں اور پتیا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پھر جو میری سنت سے چھوڑ دے وہ میری امت نہیں ہے
 رداهم بفعله عما قصدوا مع انه قبل لتامل يرى انه من اكل الطعناك افضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس ارادہ سے اپنا کام بجا کر کہو نہ ہٹا دیا ہوا جو کمال سے پہلے نماز ہون معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور افضل عبادت ہے اور اسی لیے ابو بکر صدیق کہتے ہیں
 ديننا صيني على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اولك ان تتصرف بعقلك
 ہمارے دین کی بنیاد منقول پر ہے مناسبات عقل پر نہیں ہے اور امام غزالی اصول الدین میں لکھتے ہیں
 وتقول ما كان خيرا وناضرا فهو كلما كان اكثر انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الا لهيه وانما
 تو یہ نہ کہنے لگے جو بات بہتر اور مفید ہو تو عقل ہی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور انہی کے اسرار کو تیری عقل کمان پاسکتی ہے
 يتلقها قوة النبي صلى الله عليه وسلم بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس وما تری كيف توديت الى
 ان اسرار کو تو نہ ہوی ہی سمجھا سکتی ہو جو کچھ صرف اتباع ہی لازم ہے کیونکہ بعضے خاص امور قیاس سے معلوم نہیں ہوتے کیا تو نہیں جانتا کیونکہ تجھکو واسطے نماز کے بلایا
 الصلوة وهنيت عنها جميع النهار وامرت بتدكها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والاول ذلك ينهى الى
 اور دن میں سے ہر وقت پر وضو کی مخالفت کی اور بعد صبح کے اور بعد عصر کے اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہ تمام نماز
 قد ثبتت الزمان كيف يات الفساد ظاهري قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للبرص فكما كان كذلك نافع من العلوم
 اقتدر تاملی دن کی آواز کو کیونکہ تیرے اس قیاس میں تو ظاہر معلوم ہوتا ہے قیاس تو ایسا ہی جیسا کہ سورہ مدثر میں ہے کہ زیادہ ہوگا انسانی نماز اور نماز کا

کتاب

ان كثرة الدواء ربما يقتل فقال الاحياء اعلم ان الطبيب الحاذق كما يطعم في المعالجات على اسرار يستبعضها
 كدواكى كشرت بعضه وقت ما رد التى او اورا حيلين كما هو بجز نولييب ما ذق جيسے معالجات میں ييسے اسرار جانا ہر کہ ناواقف لو کہ حيران ہوتے ہيں
 من لا يعرف ما فكد الانبياء اطباء القلوب العلماء باسباب الحيوۃ الاخرية فلا تتحکم على سنتهم بعقلك
 ایسے ہی انبیاء و لوہن کے طبیب ہيں اور علما اخروى ازہنگا کے اسباب سے واقف ہيں سو تو انکی وضع پر عقلی محنت سے لگا
 فزتلك فكم من شخص يصيبه عارض في اصبعه فيقتضه عقلا ان يطليه حتى يكتفيه طبيب حاذق ان علاجه
 تو ہلاک ہو رہیگا بہت شخص ایسے ہونے ہيں کہ انکی انگلی دکھنے لگتی ہے اسکی عقل میں آتا ہے کہ اسے لپیٹ کر ناہا ہے ہر ما فكد کہ طبیب حاذق بجز تو کہ تاہر کہ اسکا علاج
 ان يطل الكف من الجانب الاخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية انشعاب الاعصاب
 بلکہ کے دوسری طرف کے سونڈھے بریپ کرنا چاہیے بجز اسہیں وہ حيران ہوتا ہے اسلیے کہ بچوں کی راہ اور کیفیت سے واقف ہيں ہيں ایسا ہی
 الاخر في طريق الاخرة ودقائق سنتهم ليس في وسع العقل الاحاطة بها كما ان في خواصل الاحجار ومولر غاب عننا
 حال آخرت کی راہ کا ہوا اسکے ذیقے عقل کے احاطہ میں نہيں سماکتے جیسے بچوں میں ہيں ایسے خواص روز ہم نہيں
 علمها حتى لا تعرف السبب الذي يبغض بالمقنطيس الحديد والعجائب في العقائد والاعمال كثر ما في الادوية
 جانتے ہر ما تک کہ ہلکوا اسکا سبب معلوم نہيں کہ مقنطيس نو ہے کہ کیوں کھینچ لیتا ہے اور عقاید اور اعمال کے عجائب تو دورا وارو سے بہت زیادہ ہيں
 فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها فكذا لك العقول تقصر عن ادراك
 سو جیسے کہ عقلیں در انارہ کی تاثیرات واقف نہيں ہيں باوجودیکہ تجربہ کو سمجھی اور راہ ہو ایسی ہی عقلیں حیات اخروى کی مفید شریک سمجھ سکتا ہيں
 ما يتفح في الحيوۃ الاخرة مع ان التجربة غير متطرفة اليها وانما يكون لك لو رجح اليها بعض الاموات فاخبرونا
 باوجودیکہ تجربہ کو کسی اور کوئی راہ نہيں یہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مرد ہمارے پاس چلا آتا پھر ہلکوتا دیتا
 عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وكذا العقائد وذلك مما لا مطمع فيه فيكفينا من منفعة العقل
 کوئی اعمال اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتے ہيں اور کوئی سے دور ڈال دیتے ہيں اور ایسے ہی عقائد اور اسکی کوئی امید نہيں ہے اسب عقل کا اتنا فائدہ بھی سبھی
 ان ميديك الى صدق النبي عليه لسلم ويفهمك موارد اشاراته تقرا عزله عن التصرف لازم الاتباع فانك
 کہ تجھکو واسطے تصدیقی نبی علیہ السلام کے ہدایت کرتی ہے اور موارد اشارات سمجھا دیتی ہے پھر عقل کو تصرف سے بیکار رکھ کر اتباع لازم کرنے سے تیری
 لا تسلم الا به قال بعض العلماء العقل يوصلك الى صدق النبي عليه لسلم ثم تتركه وتقتدي بالنبي عليه السلام
 سلامتی اسکی میں ہے جیسے علما کہتے ہيں عقل تجھکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہے پھر تو اسکو چھوڑ اور افعال اور تک افعال میں نبی علیہ السلام کی
 في فعاله وتركه كالفرس في سفره الظاهر فانه يوصلك الى الحجر ثم تتركه وتركب في السفينة وتقتدي بالملاح في
 بیروی کے جیسے گھوڑا ظاہری سفر میں دریا تک پہنچا دیتا ہے پھر تو اسکو چھوڑ کر کشتی میں سوار ہو جا اور اسکے چلنے اور بچھرانے میں ملاح کی پیروی کر
 محرمها ورسها وقال الشيخ الكلابادي ان الله تعالى يقول ان الله تعالى يقول لعقوله ليعبدوه لعلهم يحذرون
 اور شیخ کلابادی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امور دنیا کی بنیاد جن دنوں کی عقلوں پر نہيں رکھی ہے اور نہ وعدہ کیا ہے اور نہ وعید
 على احتماله عقولهم يدكونه بافهامهم او يقينهم بل وَعَدًا وَأَوْعَدَ بِشَيْئِهِ وَارَادَ تَهَامَ وَهِيَ
 موافق عقلی احتمالات کے کہ اسکو دو پہلوں اور راس کے سے سمجھ لیں اور جس بانی لیں بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کو موافق اور امر اور نہی
 بحكته وعلمه لو كان كما لا يدركه العقول مردودا كان اكثر الشرايع مستحيلا على موضوع عقول العباد
 اپنی حکمت اور علم کے مطابق کیا ہے اور اگر جو لہر عقل سے در یافت نہيں ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتے
 وذلك ان الله تعالى اوجبا غسل يخرج المنى لذی ظاهرا عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامم وادبوا غسل
 اور وہ ہے اسہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منی کے نکلنے سے جو کہ نزدیکی میں صحابہ کے اور اکثر فقہائے امت کے ہاں ہے ناہا واجب کیا ہے

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته
 اصحابها من كونه من غير الاعضاء ومنه كاد حونا واوجب كذا مسك نجاسته ويطرد على ما يوجب كونه من غير الاعضاء من كونه من غير الاعضاء
 قد ارتبه ونقته ووجب بره يخرج من موضع الحدث ما اوجبه بخروج الغائط الكثير الفاحش فبأى عقل
 اور موضع حدث سے ہوا کے نکلنے پر بھی وہی واجب کیا
 جو باخدا کے نکلنے پر نہایت ناخوش ہے پھر کونسی عقل سے

تستقيم هذا و باى رأى يجب مساواة ربح ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه و يربيد على لربح نقتا و قد رت
 یہ درست ہو سکتا ہے اور کونسی رائے میں ہوا جسکی کچھ قیمت قائم نہیں ہے برابر ہو سکتی اور اسکے ساتھ جو جسم ہے اور ہوا پر باضبار بہ بود اور نجاست کے برقر ہے
 و اوجب قطع يمين مؤمن بركة عشرة دراهم وعندا لبعض ثلثة دراهم او دون ذلك ثم يسوى بين هذا القدر
 اور جس دریم کی جو ریا پر اور بعضوں کو نزدیک میں دریم کی جو ریا پر یا اس سے کتر ہر مؤمن کا داہنا ہاتھ کا ثنا واجب کیا ہے پھر اتنی مقدار

من المال بين مائة الف دينار و يكون القطع فيما سوا و اعطى لام من لدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
 مال سے بڑھ کر لاکھ اشرفی تک وہی داہنا ہاتھ کا ثنا برابر ہو اور مان کو ٹھابٹھی کے ترک میں سے تھا فی دلایا ابھر اگر میت کے اولی و بھائی بن ہوں
 جعلها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميثة شيئا فبأى عقل يدرك هذا الاستيما و انقيادا
 تو ان کے لیے چھٹا حصہ ہے حالانکہ وہ بھائی بن بھی میت کے کچھ وارث نہیں ہوتے اب یہ کونسی عقل میں آ سکتا ہے بجز تسلیم اور اطاعت کے

تسرى الله تعالى بطفه كرمه تسلما و انقيادا المجلس التسعون فی بیان سبق رحمة الله عليه و آله و سلم

وما هيتهما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله المخلوق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان غضبت
 اور دونوں کی حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکھا سو وہ عرش کے اوپر اسکے پاس ہے بیشک میری رحمت
 غضبي في واية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصايب رواة ابو هريرة و معناه ان الله تعالى
 میرے غضب پر باقی ہوا اور ایک وایت میں میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ

لا خلق المخلوق حكم كما جازما و وعدا على ان رحمة سبقت و غلبت غضبه فالرحمة عبارة عن رادة
 جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہو سو رحمت کیا ہے ارادہ
 الاتابة للمطيع والغضب عبارة على اداة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
 تابا و نیت کا مطیع کو اور غضب ارادہ پر لاینے کا گنہگار سے اس بیان کے موافق رحمت اور غضب دونوں

صفات الله تعالى ابهة الى الارادة و من المعلوم قطعان صفاته تعالى كلها قدسية لا يوصف بعضها بكونه
 اللہ تعالیٰ کی صفات میں انجام النجا ارادہ ہے اور یقینی معلوم ہے کہ تمام صفات الہی قدیم ہیں
 سابقا و غالباً على الاخر فلزم ان يقال لمقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى و شمولها على المخلوق
 سابق ہو سکتی ہے اور غالب ایجا قابل ہونا بڑا کہ اس سے مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الہی کا ہے اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانما تتعلق بالمطيع و العاصي و الصغير و الكبير و اما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من
 کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور غضب عاصی پر ہوتا ہے پھر بیشک رحمت میں جو حد خلقت کا زیادہ ہے
 الرحمة اكثر من قسطهم من الغضب لانهم ينادون الرحمة من غير استحقاق ولا ينادون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمة
 بہ نسبت حصہ غضب کے کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کے بھی رحمت پاتے ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کے گرفتار نہیں ہوتے اب گویا رحمت

كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي في المضار عن الغير و ايصال المنافع اليه ان
 غضب سے سابق اور غالب ہے پھر بیشک رحمت غیرے مضرت دور کرنے کا اور فائدہ پہنچانے کا تقاضا کرتا ہے اور



كرهتها بنفسه وشقت عليها وهذه هي رحمة الحقيقة الا ترى ان الاب كان من رحمته ولدا ان يمنع عن شهوانه
 انفسا بسند نكرهه او راسه وشوار هو به نور تبه حقيقى رحمت كا هر كيا تو نسين جاتا كر باب كى رحمة بيخى كى حق مين هي هر كه اسكو شهوات مي بند كرے
 ويكرهه على العلم والادب بالضرر وغيره ومتى اهل ذلك من ولد كان ذلك من عدم رحمته بل هو انظر انه
 اور علم ادب مار مار كر سكھاوے اور پڑھنے اور لکھنے كے سونوون كے ليگا تو يا پھر بے رحمتي ہے
 من حخته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الامم ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعبادته ان يبذلها
 كه بڑى رحمت هي كيونكه به رحمت جمالت كى راه سے هر جيسے مان كى رحمت
 بالام والنواهي لا حاجة منه اليهم بما امرهم به ولا يخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل يعتد بالصراط مستقيما
 او امر اور نواهي مين انما هو كيو ماسور به من انسه اسد تعالى كى كوئى غرض مين هر اور نه مستوعات مين انسه كيو بل ہے
 ويخلوا في لغير المقدم ومن حخته ايضا انه نقص عليهم الدنيا وكذا ما وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها
 اور دائمى عيش مين داخل هون اور هر جيسى اسكى رحمت هر كه دنيا كو انير كتر اور كمدر اور بلا انير مسلط كر كر كسى ہے كه دنيا سے بچين
 فلا يطمئنوا بها وبالغوا محبتها وينقطعوا من منازل الآخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسيطا لا يتبدلوا فيها
 تاكر دنيا يا علميان غلظ هو كغارت درج كى محبت نه كر مين اور منازل اخروي سے الگ نه هور مين
 ليعطيهم ابتلاءهم ليعانفهم واماتهم ليحبيهم فان العبد متى ابتلا يصف سودة نفسه ويذهب صفات بشرية
 تاكر عطا كرسے اور مبتلا كيا تاكر در كزر كرسے اور موت دي تاكر كھر زنده كرے كيونكه بنده جب مبتلا هوجاتا هو تو اسكر نفس كى تيزي كھٹ جاتى هي اور صفات بشرية جاتي تهتر
 وينقطع عنه مواد الهوى لذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضرراء الى مولاه ويألف الاهال عليه يستوطن
 اور مادة هوا هوس دنيا كى لذت منقطع هوجاتى هي اور هر حال خوشى اور بچ مين اپنے مولى كى طرف متوجه ر هتا هي اور اسكى طرف توجه سے الفت كچه كرسا كے سانے
 بالصبر الرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك لعبد فكانه تعالى يسبك
 صبر اور رضا كا وطن كر ليتا ہے يمانتك كر اسكو اوليا اور احباب كے درجہ پر سر بلند كر ديتا هي كيونكه مصيبت بنده كو سا بچ مين اتار تى ہے گو يا اسد تعالى
 عبدا المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كذات خلاق البشرية ليصله لولايته ومحبتة هذا هو السعادة
 اپنے مؤمن بنده كو بلا اور محنت كى آگ سے و محال تا هو تاكه اخلاق بشرية كے ميل سے صاف هوكر قابل ولات اور محبت كر هوجا و اور سعادت
 العظمى والكرامة الكرى لكن وقع الجهل من بنى آدم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد الدنيا الفانية وهما
 عظمتي اور كرامت كبرى يه هي هر ليكن بنى آدم سے برى جمالت هولى كه انھون نے سعادت اور كرامت دين فاسد اور دنيا و فاني كر وسيد سو طلب كى اور دنيا و دنيا
 في الحقيقة ضد ما طلبوا فئاتهم مطلوبهم من حيث قصدة ووقعوا في الالم من حيث اجتنابا وذلك لان الاعمال التي
 حقيقت مين مطلوب كى ضد مين سوا كھا مطلوب جس راه سے طلب كيا تھانوت هوكيا اور نيچتے هوكرا مين كير سے اور سواسطے كر لوگ جو اعمال
 يعاملها الناس ما ان يتخذها ديناً ولا ما اتخذها ديناً اما ان يكون ديناً حقا او لا فالغير المقيم لا يكون الا في الدين
 كر كرسو مين يا تو اسكو دين سمجھتے وين يان مين سمجھتے اور جسكو دين سمجھتے مين با و دين حق هوتا هو اور دين حق نسين هوتا سو عيش مين ائى تو صرف دين حق بي مين هوتا هو
 الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيد كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من حمله قوله تعالى في حق المتقين
 اور اهل دين حق كے وه هي اصحاب عيش مين ائى كے مين جانا نچه اسد تعالى ابى كتا مين كوى جگه اسكى ضرر ديتا هو ان مين سے اكپ يه آيت هر يه نير كر
 المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هدي فلا يضل ولا
 هدايت والون كے حق مين انھون زباني هر راه اپنے رب كى اور وي ماركو بونچے اور يه آيت بھر جو بلا ميرى بتالي راه زوه به كيا نه ووه كلف مين بھر كيا
 وقوله تعالى فمن تبع هدي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون قوله تعالى ان الذين كفروا لفي عذاب حليم والقرآن مملو وعد
 اور يه آيت نچ كر كى بلاير سے بتا يه بر ضرر هوكا انكو اور نه انكو اور يه آيت يشك نيك لوگ مين آرام مين اور مشك نيكار روزخ مين مين اور قرآن مين عده

النعيم المقيد لاهل الهداية والعمل الصالح في الاخرة وبوعيد الجحيم لاهل الضلالة والعمل السيئ فيما وذلك
 اور عید سے پُرسے کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والوں کے لیے عیش دائمی ہے اور گناہوں اور بدکاروں کے واسطے دوزخ اور اسی ضمن میں ہے
 اتفق عليه الرسل من اولهم الى اخرهم اما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن لهم ذنب تكون تلك المصائب
 تمام رسل اہل آخرت متفق ہیں کہ ان پر جو مصیبتیں جو دنیا میں پڑ جاتی ہیں اگر وہ دن خطا کے ہیں
 لرفع الدرجات في العقبى على ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة مما يبلغها بعمله
 عقبی میں رفق درجات ہوویگا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کا اللہ کے سامن مرتبہ ہو تا ہے اور وہ بذریعہ عمل کے حاصل نہیں کر سکتا
 فما نزال الله تعالى يبتليه بما يكره حتى يبغته اياها واكاد يث في هذا المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون
 پھر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انکو کمزور بات میں مبتلا رکھتا ہے اور وہ درجے لے لیتا ہے اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور اگر وہ لوگ خطا دار ہیں تو وہ
 تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم فتكون تلك
 مصیبتیں انکے گناہوں کا وبال ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو چیز کے پیر کوئی سختی سوجھ لے اسکا جو گناہ یا تمہارے ہاتھوں نے بھروسہ
 المصائب كفارة لذنوبهم على ما روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثرت ذنوب العبد
 مصیبتیں انکے گناہ صاف کر دیتی ہیں سو اسی روایت ام المؤمنین عائشہ کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب آدمی کے گناہ بڑھ جائیں تو
 ولم يكن له ما يكرهها ابتلاء الله تعالى بالحقن ليكفرها وفي حديث اخره واكاد يهوي به انه عليه السلام قال
 اور کفارہ ہوتا نہیں تو اللہ تعالیٰ غم میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ گناہوں کو صاف کر دے اور ایک اور حدیث میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وماله وولده حتى يلقي الله تعالى وما علمها من خطيئتها ان العبد
 ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہے جان پیار مال پر اور اولاد پر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو سامن ہو کر چلا جائے اور انکے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا لیکن جو لوگ
 منهم مع كونه متلوثا بالاثام يظن انه قائم على الدين الحق بالتمام وينتم ربه جهل ولا يعلم احسانه اليه
 باوجود گناہوں میں کودے ہوئے ہیں پھر گمان پکارتے ہیں کہ ہم دین حق پہنچے ہیں اور دین حق سے تڑپتے ہیں یہاں تک کہ انکا کتنا احسان ہے
 ويقول اذا صابه نوع من البلاء يارب ما ذنبى حتى فعلت بي هذا ويعتقد ان السلافة والراحة في الدنيا الحيات
 اور یہ کہیں کس طرح کا بلا آئی ہے تو کہہ کر الٹی ہو کر کتنا خطا ہے تو نے میرے ساتھ لاسا کیا اور میں بچ رہا ہے کہ دنیا میں سلامتی اور آرام صلحا کے لیے ہے
 والمحنة والمشقة فيما للظالمين بعد ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدرت كثيرا من الخلق
 اور محنت و مشقت بدکاروں کو جو اس پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں اور اس اعتقاد پر ہی نقد ہے اس فتنے نے بہت خلقت کو
 عن القيام على الدين الحق واصلا الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجهل يتولد الاعتراض عن القيام على
 دین حق پر قائم ہونے اور اصل دین یہ جہالت ہے کہ دین حق کی حقیقت نہیں جانتا اور اس جہالت سے بہت ایسی غفلتیں پیدا ہوتی ہیں جنکے مارے
 الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثيرا من عابد جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك منتسب الى
 دین حق پر قائم نہیں رہتا یہاں تک کہ اس اعتقاد سے بہت جہال عابد بگڑ گئے جنکو امور دین میں کچھ سمجھ نہ تھی اور بہت پرہیزگار نام کے عالم جنکو
 العلم لا معرفه له بمقائق الدين اذ من العلوم قطعا ان العبد ان كان مؤمنا بما جاء به النبي عليه السلام
 حقان دین سے کچھ معرفت نہ تھی اس واسطے کہ اتنی بات یقینا معلوم ہے کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کے لاکے ہوئے پر ایمان لایا ہو
 الا انه محتاج الى ما لا بدله منه من جد النفع و دفع الضر و اذا اعتقد ان القيام على الدين الحق ينال به
 مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہے نفع اکھانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ دین حق پر قائم ہونا اسکے برطان ہے اور جسے دین حق کا ناسک کیا
 به يتعرض بما لا يقدر عليه من البلاء ويفوت به حظها ومنافعة العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال
 تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہ ہو اور اسکو منفعت عالی سے کچھ دور ہوگا تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مقرب لوگ کدر سے ہوون کے حال پر

السابقين المقربين عن حال المتصلين اصحاب اليقين بل خوله في زمرة الظالمين بل زمرة المنافقين حتى
 سترہ نہ ہو بلکہ راہ راست والوں کے حال پر بھی جو رہنے ہاتھ والی ہیں بلکہ لازم آتا ہے کہ ظالموں کے زمین داخل ہو بلکہ منافقوں میں یہاں تک
 لیسع من بعضهم يقول ذاتبت الى الله تعالى عملت عملا صالحا يضيق زرقى ويكدر معيشتى واذا رجعت الى
 کہ سنا ہے کہ بعض یوں کہتے ہیں کہ جب میں اللہ کی طرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہوں تو میری روزی ٹنگاؤں میں لذت ہوتا ہے اور اگر
 المعصية واعطيت نفسي ملأها يتسع زرقى ويحسن معيشتى وهذا من جملة بدلت الله ووعده ووعده وما
 معصیت پر پھر کہ نفس کی مراد ہوا ہوس پوری کرتا ہوں تو زرق فرخ اور معیشت درست ہو جاتی ہے اور یہ اس لیے کہ اللہ کے دین کو اور اللہ کے وعدہ اور وعید سے
 معه من الدين الحق حيث يظن انه قائم على الدين الحق ويفعل ما امر به ويترك ما نهى عنه مع انه كثير ما يترك
 اپنے دین کو جانتا ہے کیونکہ یہ خیال کر رہا ہے کہ میں دین حق پر قائم ہوں اور ما سوریہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہوں باوجودیکہ اکثر اوقات بہت سے ایسے امور
 كثيرا من الامور الواجبة عليه لعدم علمه بها ولا بوجودها فيكون من اهل القصر في العلم بل كثيرا ما يتركها العلم
 جو اہم واجب ہونے میں بے علم تعلق سے یا غیر واجب سمجھ کر ترک کر دیتا ہے سو علم کے باب میں صاحب قصیر ہو جاتا ہے بلکہ اکثر امور واجبہ جان جو ترک کر دیتا ہے
 بما يوجد بها افاكسلا وتهاونا ونوع من التاويل لباطل اولظنه انه مشغول بما هو اهم منها او لغير ذلك
 یا تو اس کے سستی اور کالی کے یا کوئی جھوٹا بھانہ کر کے یا اس دہم سے کہ ہم اس سے بھی ضرور بچا جائیں لگ رہے ہیں یا اور کسی دہم سے
 بل كثيرا ما يتعبد لله تعالى بترك ما هو واجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مع عدم علمه
 بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اس کے ذمہ واجب ہے قدرت ہو کہ ہوا تو ترک کر دیتا ہے اور کتابوں پر کہ ہم
 انه متقرب الى الله تعالى بترك ما لا يعنيه ويظن انه قائم على الدين الحق ولا يعلم انه من مقت الخلق الى
 یہ وہ امور ہیں جو قرب الہی پیدا کرتے ہیں اور خیال بر کر رہا ہے کہ دین حق پر قائم ہوں اور یہ خبر ہی نہیں کہ خدا اور تعالیٰ کا سب سے زیادہ مردود
 الله تعالى وبعضهم له بل كثيرا ما يتعبد الله تعالى بحرمه الله تعالى عليه ويعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
 اور سب سے زیادہ بیخوش ہے بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل میں لاکر خدا کی عبادت کرتا ہے اس عقاد پر کہ یہ طاعت اور عبادت ہے اب اسکا حال
 في ذلك شر من حال من يفعل ذلك ويعتقد انه معصية وذنبا كاصحاب التغني الذين يتقربون الى الله تعالى
 اس شخص سے بدتر ہے جو ظلم کو گناہ اور معصیت سمجھ کر کرتا ہے جیسے صوفی پیرزادہ مزامیر شکر خدا کی قربت چاہتے ہیں
 ويظنون انهم اولياء الله تعالى اجاؤا وكثير من الناس ذا غلب عليه عدو وهو عند نفسه من الصالحين
 اور گمان کر رہے ہیں کہ ہم خدا کے دوست اور محبوب ہیں اور اکثر لوگ جب اہل دشمن غالب ہو جاتا ہے اور وہ اپنے گمان میں صالح ہیں
 وعدو من الفاسقين وفي ظنه انه من كل وجه محرم ومطلوب عدو باطل وظلوم يقول ان اهل الحق في الدنيا
 اور انکا دشمن فاسق ہے اور اپنے گمان میں بہر حال حق پر ہیں اور مظلوم ہیں اور دشمن باطل ہے اور ظالم ہے تو کہتے ہیں کہ حق والے دنیا میں
 مغلوب ومتهور اهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر في الحقيقة ليس كذلك بل قد يكون معه
 مغلوب اور متهور ہی ہوتے ہیں اور اہل باطل سر بلند اور تعیاب ہوتے ہیں باوجودیکہ حقیقت میں حال یوں نہیں ہے بلکہ کبھی وہ خود ہی
 نوع من الظلم والباطل ومع عدو نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لكونه مجبور على نفسه على
 کچھ نہ کچھ ظلم اور باطل ہے اور اسکا دشمن ایک طرح کے حق اور عدل پر ہوتا ہے لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدا نہیں رکھتا ہے
 بغض خصه لا يرى الا محاسن نفسه ومساوى خصه بل قد يشتم خصه لنفسه حتى يرى مساويها في حق
 پھر اسکو بجز اپنی خوبیوں اور دشمن کی برائیوں کے کچھ نہیں سمجھتا بلکہ اپنے دشمن کو اپنی محبت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ اپنی برائیوں کو بھی حسنت سمجھتا ہے
 ويشتمه بغضه لخصه حتى يرى مساويها من جملته المقرون بالظلم والهووى وبعد علمه بوعده
 اور دشمن کی عداوت اتنی ہو جاتی ہے کہ اسکی خوبیوں کو بھی بڑا جانتا ہے اور یہ جہالت اسکا ظلم اور ہوا میں ملی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ

میں جانتا ہے



الله تعالى ووعدا وما معه من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن في كتابه نصر دينه الحق والقائمين به علما
 اور وعید کا اور اپنے دین حق کا علم نہیں ہے بیشک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم
 وعلا ولم يضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل
 اور عمل کے قائم نہیں کسی اور کا ضامن ہو لیا اور باطل کا مددگار نہیں ہے اگرچہ باطل والا اپنے نہیں حق پر جاننا کرے اور ایسے ہی تمام عزت اور رفعت واسطے دینداروں کو ہو
 الدين الذي به بعث الله رسده وانزل كتبه كما قال الله تعالى **فِي اللَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلَّذِينَ آمَنُوا**
 کے واسطے اللہ تعالیٰ نے رسول مجھے اور کتاب میں اتار میں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور زور اللہ کا اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا اور
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ كُنْتُمْ مَوْمِنِينَ فَلِلْعَبِيدِ مِنَ الْعِزَّةِ وَالرَّفْعَةِ بِحَسَبِ مَا مَعَهُ مِنَ الْإِيمَانِ حَقًّا
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو تو آدمی کے لیے عزت اور رفعت اتنی ہوتی ہے جتنا باعتبار علم اور عمل کے اس کا ایمان
 علماء وعلماء فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من خفايا ايمان علماء وعلماء وكذا النصر
 اور ایمان خفائی ہوتے ہیں پھر اگر اسکی عزت اور رفعت کچھ گھٹ جاتی ہے سو اتنی ہی جو اس کے ایمان میں باعتبار علم اور عمل کے فرق آتا ہے اور ایسے ہی پوری امداد
 التام والتأييد الكامل كما يكون لاهل الايمان الكامل قد يقع الغلط في كثير من الناس يعتقد انه تعالى
 اور کامل تائید اسی کی ہے کہ جبکہ ایمان کامل ہے اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہے کہ یہ اعتقاد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین حق واسے کی
 لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا نصرة ولا يجعل له العافية في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيشت في بطول
 نہ تائید کرتا ہے اور نہ نصرت اور نہ اسکو کسی طرح کا دنیا میں ایام دیتا ہے بلکہ دنیا میں تمام عمر
 عمه مطلقا مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهره وباطنه وانتهاه عما هي عنه ظاهرا وباطنا ونظن ان
 منظوم اور مغلوب رہتا ہے اور باوجودیکہ مامور ہے کہ ظاہر و باطن میں اور اطاعت اخروی کرتا ہے اور شہادت سے ظاہر و باطن میں تجاہد اور پرخیاں کرتا ہے
 اهل الدين الحق يكونون في الدنيا ذلاء مقهورين فاذا ذكرنا وعدة في القرآن يقول هذا في الآخرة فقط ولا يثق
 کہ دین حق والے دنیا میں خوار اور مغلوب ہی ہوتے ہیں اور جب اس کے سامنے قرآن کا وعدہ بیان کر دو تو کہنے لگے یہ صرف آخرت ہی میں ہے
 بوعده تعالى نصر دينه واهله في الدنيا والآخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين في كتابه انه ينصر
 اور اللہ وعدہ نہیں نہیں کرنا کہ اپنے دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں میں مددگار اور مددگار نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے
المؤمنين في الدنيا والآخرة قال انا لننصرن سننا والذين آمنوا في الحياة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى
 کہ مومنوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کرے گا اور جو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کے جیتے اور جب کھڑے ہونگے گواہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَلَوْ كُنْتُمْ كافرين لكونوا الاذيان لكم لا يجدن ولينا ولا نصير اسئله الله التي قد دخلت من قبل ولكن نجد
 اور اگر اتنے تھے کہافر تو پھیرتے بیٹھ بھرنے پاؤنگے حمایتی نہ مددگار رسم پڑھی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے اور نہ تو دیکھیے
لسنة الله تبدلها وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالى
 رسم اللہ کی بدلتی اور یہ خطاب ان مومنوں کو ہے جو حقائق ایمان پر ظاہر و باطن میں قائم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافية في الدنيا قبل الآخرة لانه تعالى ذكر ذلك في سورة الاعراف حكاية
 اور آخر بھلا ہے اور والوں کا اور مراد عاقبت سے دنیا کا آرام ہے آخرت سے پہلے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو سورۃ اعراف میں
عما قال موسى النبي عليه السلام لقومه استعينوا بالله واصبروا لان الارض لله يورثها من يشاء من عباده و
 موسیٰ نبی علیہ السلام کی زبان سے قوم کے لیے بیان فرمایا ہے مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو زمین ہے اللہ کی اسکا وارث کرے جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے
العاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك في سورة هود عقيب قصة نوح النبي عليه السلام ونصره على قومه
 آخر بھلا ہے اور والوں کا بلکہ ایسا ہی سورۃ ہود میں بعد قصہ نوح علیہ السلام کے اور قوم پر نصرت کرے

فقال تلك من آباء الغيب نوحيها إليك ما كنت تعلمها أنت ولا قومك من قبل هذا فاصبر إن العاقبة
 للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولم يتبعه
 وقال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فأيضا الذين آمنوا على عدوهم فأصبحوا ظاهرين في الأرض
 عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتأييد لهذا قبل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
 ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما يترك واجبا او فعل محرما ثم ان ههنا امور الابدان من معرفتها
 الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الاوقات من غلبة العدو عليه وايدائه له فامر لازم للطبيعة البشرية
 والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض العموم
 والعموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجردوا عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا
 العالم علما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذا النشأة والثاني ان الانسان مبدئي بالطبع لا يمكن ان
 يعيش وحده بل لابد له ان يعيش مع الناس وللناس ابدان واعتبارات يطالبون منه ان يوافقهم عليها
 وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذونه وان اختلفت وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
 وجه اخر لا يبين الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المرتب على موافقتهم فالمرتب على موافقتهم
 عظيمه دائمة اولى باحتمال من لذة يسيرة يعقبها الالم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
 الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله او اشده هذه الاقسام
 ما كان في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
 مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني آدم عند موتهم على فرسهم لاموت مقدم على
 كما جيسه بسوكائے یا چنگلی نو اور شهید کے قتل میں کوئی الم زیادہ اس سے نہیں ہوتا جو نبی آدم کے لیے بستر پر مرتے ہوئے دستور سے اور کوئی اور کوئی فرس پر مقدم نہیں ہوتا

اجله لان السطور في لكتبة الكلامية ان الميت مقتول باجله فمن قر من الموت او من القتل وذن انه
 ايسر كعقار كمن بونين له لهما هو اي كرمقتول بنما اجل برتابه بغير شخص موت سے یا قتل سے بھاگے اس خیال پر کہ
 بفرارہ يطول عمره ويتمتع بالعيش الكثير فقد كذبه الله تعالى في هذا الظن وقال قل ان يفتكم الفرار ان
 بھاگنے سے عمر دراز ہوگی اور خوب عیش اور اڈن گا تو اللہ تعالیٰ اسکو اس خیال میں جھٹلاتا ہی تو کہ ہرگز نہ فائدہ رہگا تمکو بھاگنا اگر بھاگو گے
 من الموت والقتل اذا لا تمنون الا قليلا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الفرار من الموت والقتل لا ينفع
 مرنے سے یا مارے جاؤ اور بھج بھی پھیل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کر دیا کہ موت یا قتل سے بھاگنا کچھ فائدہ نہیں دیتا
 الا قليلا اذ خلاص احد من الموت بل لا بد له منه فيفوت هذا الفرار ما هو خير له منه من الخصال الا بد
 مگر کچھ تھوڑا کیونکہ موت سے کسی کو خلاصی نہیں ہے بلکہ موت ضرور ہے سو اس بھاگنے میں جو بات بہتر ہے یا تم سے جانی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی
 التي تحصل للشهيد عنده فان من اختار في الدنيا الراحة على التعب في سبيل الله اتعبه الله تعالى اضعاف
 کہ رب کے یہاں سے شہید کو ملتی ہے بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کے رستے کی محنت پر تو اللہ تعالیٰ اسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہے
 ما ناله في غير سبيل لله تعالى الا ترى ان ابليس لما امتنع من السجود لادم النبي عليه السلام فرار من الخضوع
 جو اور ستہ میں اٹھاتا ہی کیا نہیں دیکھتا کہ ابلیس نے جو آدم نبی علیہ السلام کے سجدہ سے ذلت سے بچنے کو باز رہا
 جعله الله تعالى اذ لالين وصيرة خادما لفساق ذرئته وفجارهم الى يوم الدين وكذلك كل من امتنع
 تو اللہ تعالیٰ نے اسکو بے زیادہ خوار کر دیا کیونکہ آدم کی ذریت میں سے فساق اور فجار کا خادم بنا دیا اور ایسے ہی جو شخص
 ان يدل نفسه لله تعالى ويتعب بدنه في طاعته ومرضاته لا بد ان يدل لمن كان اظلم خلق الله تعالى
 اپنی ذات کو ذلیل کرنے سے اسطے اللہ کو اور بدن گناہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اٹھانے سے بچاؤ سے تو ضرور ہے کہ وہ شخص اسکو سب سے ذلیل کرنا چاہتا ہے
 وافسد هم ويتعب نفسه وبدنه في طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالى ولذلك قال الفضل العارف
 اور عقوبت ہو اور سبب عقوبت الہی کے اسکی جان اور بدن اسی کی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا رہے اور اسی لیے بعض عارف کہتے ہیں
 من لم يعبد الحق اختيارا يعبد المخلوق اضطرارا فينزل عن خدمة الخالق الى خدمة المخلوق فعلى هذا كان
 جو شخص اپنے اختیار سے بندگی حق کی نہیں کرتا تو وہ ناچار ہو کر خالق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سے معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرنے لگا پس اسکو موافق
 الواجب على العبد ان يشغل بعبادة الله تعالى وطاعته ويترك الاعتراض عليه ويرضى بقضاه في كل
 آدمی ہو واجب کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور طاعت کیا کرے اور کسی طرح کا اعتراض نہ کرے اور اس حکم پر راضی رہے
 ما جاء من عند من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذى ويلاحظ قوله تعالى عسى
 اسکی بیان سے جو آدمی نفع یا نقصان صحت یا مرض رول یا بخشش الم یا تکلیف اور اس ایک متن پر ملاحظہ فرمائیے شاید بخوبی سمجھ
 شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم ما تعلمون ويتيقن انه تعالى ارحم
 ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش گم ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جاننا ہی اور تم نہیں جانتے اور یقین کر جانے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اس سے زیادہ رحم والا ہے
 من الوالدة بولدها وانه تعالى علم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء يشكر الله تعالى اذا وقع بلا عيب لنفسه
 کہ ماں اپنی اولاد پر لورہ اللہ تعالیٰ اسکی مصلحت کو اس سے زیادہ جانتا ہی بچہ اگر عطا ظاہر ہووے تو اللہ کا شکر بجالاؤے اور اگر بلا آوے تو انیا صاحب ہونے
 فيها صدق منها حتى استحق ذلك اذ قال الله تعالى فما اصابكم من مصيبة فمما كسبتا يدكم ويعقبن
 کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جس میں اس بلا کا سزاوار ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کچھ تم سے تیر کوئی سختی ہو بدلا اسکا جو کما یا تمھارے ہاتھوں نے اور معاف کر دیا جو ت
 فانه تعالى بين في هذه الآية ان ما اصاب العبد من مصيبة اى مصيبة كانت فهي بسبب نوبته التي كسبها
 بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہے کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہوں کا وبال ہے جو آپ کمائے ہیں

بنفسه والله تعالى يعفو عن كثير منها فلا يعاقب عليها في الدنيا واما في العقبى فهو في مشية الله تعالى ان
 اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے گناہ معاف کرتا ہے سو انہر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر توبہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہے
 لم يثب عنها فانه تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه في جهنم
 بیشک اللہ تعالیٰ چاہے معاف کرے بلا عذاب جنت میں داخل کر دے اور چاہے گناہوں کو موافق روزخ میں عذاباً پوسا
 بقدر ذنوبه ثم يخرج منه ويدخله الجنة قال على للمؤمن عند الله تعالى خمس نعمات فاولها المرض
 پھر روزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے حضرت علیؓ کہتے ہیں مؤمن کے حق میں اللہ تعالیٰ کے سہاں پانچ نعمت ہیں پہلے توڑ کھ
 ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراط وان
 پھر سببیں پھر اگر گناہ اس سے بھی زیادہ ہوئے تو گور میں عذاب ہوگا پھر اگر اس سے بھی زیادہ ہیں تو پیل صراط پر رکھ دیا اور اگر
 كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد المجلس الحادي والتسعون
 اس سے بھی زیادہ ہیں تو گناہوں کے موافق روزخ میں رہ کر پھر توبہ کی برکت سے نکلیگا

فی بیان ان الشیطان یجرى من الانسان مجرى الدم
 اس بیان میں کہ شیطان انسان کے اندر مثال خون کے پھرتا ہے

ان الشیطان یجرى من الانسان مجرى الدم هذا الحديث من صحاح المصابیح روتہ ام المؤمنین صفیہ
 بیشک شیطان انسان کے اندر خون کی مثال پھرتا ہے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ام المؤمنین صفیہ کی روایت سے
 والمراد بالشیطان ههنا وسوسه لانفسه فحيثما تجرى من الانسان يكون المعنى ان كيد الشیطان وسوسه
 اور شیطان سے مراد اس جگہ شیطانى وسوسه ہے عین شیطان نہیں ہے بل لفظ مجرى میں احتمال ہے کہ اہم طرف ہوگا اب معنی یوں چلنے کے شیطان کمر اور سوسہ
 یجرى في الانسان حيث یجرى فيه الدم او في جميع عروقہ ويحتمل ان يكون مصداقاً ايضاً فيكون المعنى ان كيد الشیطان
 انسان میں وہاں تک آ کر تا ہے جہاں تک لوہو جاتا ہے یا نام رگوں میں اور احتمال ہے کہ مجرى مصدر بھی ہووے اب معنی یوں ہو جائیگے کہ شیطان کا کمر
 وسوسه یجرى في الانسان جريان الدم فان الدم لما یجرى في اعضاء الانسان من غير حساس الانسان یجرى بانها فكذا
 اور وسوسہ انسان کے اندر لوہو کی طرح پھرتا ہے بیشک لوہو جیسے انسان کے اعضاء میں پھرتا ہے اور آدمی کو اس کی خبر نہیں ہوتی ایسے ہی

وسوسه الشیطان تجرى في اعضاء الانسان من غير حساس الانسان جريان الدم فان الدم لما یجرى في اعضاء الانسان من غير حساس الانسان یجرى بانها فكذا
 شیطانى وسوسه انسان کے اعضاء میں پھرتا ہے اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی اور کوئی کتاب ہے کہ جائز ہے کہ عین شیطان راویوں سے روایت ہو

فانه لكونه غير كثيف لا یبعث ان یجرى في عروق الانسان لان غير الكثيف یدخل في الكثيف كالهواء النافذ في البدن
 ایسے کہ شیطان آوی جو نہیں ہے تو کیا تعجب ہے کہ انسان کی رگوں میں پھرتا ہو ایسے کہ زیادہ شے مادی میں گھس جاتی ہے جیسے ہوا بدن میں سواب

یجرى الشیطان في الانسان مجرى الدم ویرصاد في نفسه ویسألها عما تحبہ تردیداً فان اعترفت مقصودها و مرادها یستعین
 شیطان ہی انسان کے اندر خون کی طرح پھرتا ہے اور اسکی جان کرے ہو کر پوچھتا ہے تم کو کیا پسند ہے تو کہتا ہے ارادہ ہے پھر اسکا مقصود اور پکار

یہاں علی الانسان فاصلا له و اخرجہ عن الطریق المستقیم فانه یوزع الموارد التي یتمیل الیہ ان فیہا منفعة تم یصد المصارف التي فیہا
 راہ اور طریق مستقیم نکالنے میں انسان کی مدد کرتا ہے پس شیطان آدمی کو ایسے گمراہ لگا دیتا ہے جہاں یہ خیال ہو کہ اس میں یہ فائدہ ہے پھر ایسی گمراہیوں میں

عطیة تم یتبدل اتمہ و یسلبہ یقف لثمت بہ و یضحک منه فانه یأمرہ بالسرقة و الزنا و قتل النفس ثم یدل علیہ
 عطا ہوا تو پھر اس سے الگ ہو کر اسی کے حوالہ کر دیتا ہے اور آپ ٹھٹھا مارتا اور نہتتا ہے پس وہ آدمی سے پہلے تو جو جری اور زنا اور خون کر دیتا ہے پھر ظاہر کر

و یفضیہ كما فعل الراء ل لذي زنا بأمرأة فلما ولدت امرأه بقتلها و قتل لدها تم دل علیہ اهلها و کشف
 فضیلت کر دیتا ہے جیسے ایک راہ کے ساتھ گیا کہ اسنے ایک عورت سے زنا کیا پھر وہ جینی تو اس سے اسکو اور اسکی بیوی کو قتل کرایا پھر عورت کے ما کون کو بتا دیا

لهم امره فلما الادوا عليه امره بالسجود له ليخيه فلما سجد له فرمته وتركه وفيه نزل قوله تعالى كما نزل
 اور اس کا سبب حال کھول دیا جب وہ لوگ اس کے سوا کوئی دینے لگے تو انہیں تین سجدے کرا کر پکارا اور پکارا جب سے سجدے کرا کر اس کو پوز کر چکا گیا اس میں آیت آتی ہے
 الشيطان اذ قال للإنسان اكفر فلما كفر قال ائني برى منك ائني اخاف الله رب العالمين ولا
 شيطان کی جب کہ انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے میں اللہ ہوں مجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رہتا ہے جہان کا ہوا اور ظالمیہ کر کے اس سے
 يختص هذا بالذي ذكرت هذه القصة عنه بل هو عام في كل من يطيع الشيطان في امره بالكفر والعصيان
 خاص نہیں ہے جس کا یہ قصہ مذکور ہوا بلکہ علی العموم ہر ایک سے جو شيطان کا کفر اور عصیت میں مطیع ہے

لينصرة وتفضي حاجته ثم يتبرأ منه ويلس له كما يتبرأ من جملة اوليائه يوم القيمة ويقول
 تاکہ حضرت کرے اور حاجت روا کرے پھر اس کو اسی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہے جیسے اپنے تمام دوستوں سے قیامت کو الگ ہو جاوے گا یہ لکھ
 لهم اني كفرت بما اسركمون من قبل انه يورثهم الموارد في الدنيا ثم يتبرأ منه يوم القيمة فعلى هذا
 میں نہیں قبول رکھتا جو تم نے مجھ کو شریک ٹھہرایا تھا پہلے بیشک یہ شيطان اپنے دوستوں کو دنیا میں الگ گھاٹ پر لگا دیتا ہے پھر اتنے قیامت کو الگ ہو جاوے گا اس کے ساتھ
 ينبغي للعاقل ان يتبرأ في دفع وسوسته عن نفسه اذ ليس تسلطه على الانسان بالقهر والالقاء بل تسلط عليه
 عاقل کو لازم ہے کہ اپنے دل میں سے اس کا وسوسہ صبر سے دور کرے اس لیے کہ انسان پر شيطان کا غلبہ کچھ تر اور زور سے نہیں ہے بلکہ موہی کی

بالتزيين والاعواء لما روى انه عليه السلام قال خلق ابليس من نيران من الاضلال التي فتنوا
 زینت دینے اور بگاڑنے کے لیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا ابلیس زینت ہے کو سید اہل ہوا اور گمراہ کرنے کی کوئی بات اس کے اختیار میں نہیں ہے بیشک نبی
 عليه السلام بين هذا الحديث ان الشيطان ليس بمسلط على بني آدم بحيث يلهمهم بالمعصية ويجهنم عليها اذ لو كان
 علیہ السلام نے اس حدیث میں فرمایا کہ شيطان نبی آدم پر اس طور غالب نہیں ہے کہ معصیت کا حکم کرے گناہ پر ناچار کر دے

الامر كذلك ملنجا من شره لحد بل شأنه ان يوسوس في صدورهم فيزين المعصية اليهم وليس بيده الا
 حال ہوتا تو اس کی بدی سے کوئی بھی نہ بچتا بلکہ اس کا یہ طریق ہے کہ نبی آدم کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور معصیت کو ان کی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہے
 من خلق كما اخبر الله تعالى عنه انه يقول لاهل النار يوم القيمة وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم
 اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی خبر دیتا ہے کہ قیامت کو دن روز خون سے یوں کہیگا اور تم میرے لیے حکومت نہ تھی

فاستجبتم لي فلا تآموني ولو هو انفسكم يعني ان دعوتكم الي باطل لم يكن بطريق القهر والالقاء ولا
 پھر مجھے مان لیا سو مجھ کو مت الزام دو اور الزام دو اپنے تین فرادہ پر کہ میرا بلانا ٹکھو باطل پر کچھ بطور قہر اور ناچار کر نہیں تھا اور
 بحجة وبرهان يدل على صدق بل بغير تزيين وتسويل فاستجبتم لي لموافقة دعوتكم هو اعراضكم
 کسی حجت اور دلیل سے تھا کہ میرے صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرائش سے تھا سو تم نے میرا کہا نبی ہوا ہو اس کے معنی کہ موافق دیکھ کر مان لیا

وله تسبيح والركم الذي دعاهم الى الحق دعوة مقرنة بالجهنم والبئيت لعدوه موافقة دعوتهم هو اعراضكم
 اور اپنے شریک کا کہنا نہ مانا جس نے حق پر دلائل اور مینات کے ساتھ بلایا تھا
 واغراضكم فان عد الله تعالى لما امتنع عن السجود لادم النبي عليه السلام واخرج من زمرة الملائكة
 اور غرض کہ مطابق نہ تھی بیشک شيطان ذہیب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور مقرب ملائکہ کے زمرہ سے

المقرين او من الجنة وسأل ان ينظر اليوم بعث فيه دم النبي عليه السلام وذريتہ للحزاء فانظر اليوم الوقت
 یہ بتیجے گا لاکہ اس نے سوال کیا کہ اس دن تک کہ آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد جزا کے لیے اٹھائے رہا وہیں مہلت ہے پھر اس کو اس وقت
 المعلوم الذي هو وقت النفخة الاولى التي علم الله تعالى ان من في السموات ومن في الارض يصعق عندها
 معلوم تک مہلت ہے پھر نفخہ کا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ جو آسمان اور زمین میں ہیں اس وقت سب بیہوش ہو جاوے گا

الامن شاء الله تعالى قال رب بما اغويتني لا زين لهم في الارض ولا غنيهم اجوعين الا عبادك
 منهم المخلصين استثنى عبادة الله الذين اخلصهم الله تعالى لطاعته وعبادته وطرهم عن تأثير
 الشيطان في امره ان يبدد ذكوره كما جعل الله تعالى في وسطه اهل طاعت وعبادة كخاص كما ہے

لغوائه فيهم فلما استثناهم وكان طريقهم مرضيا عند الله تعالى قال الله تعالى هذا صراط علي مستقيم
 بھا ذکا اثر سے پاک کر رکھا ہے پھر جب انکو جہ کیا اور انکا جتن اللہ تعالیٰ کو پسند تھا تو اسے تعالیٰ نے فرمایا

ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغاوين فانه تعالى قد اخبرني هذه الآية عباد
 جو میرے بندے ہیں مجھ کو انہر زور نہیں مگر جو میری راہ چلا خراب لوگوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی کہ میرے بندے

الذين اخلصهم لطاعته وعبادته ليس لعدوه سلطان بل سلطان على الذين اتبعوه من الغاوين في اخبر
 جو خاص طاعت اور عبادت کے لیے ہیں انہر میرے دشمن کو غلبہ نہیں ہے بلکہ انکا غلبہ ان لوگوں پر ہے جو میری راہ چلے اور وہ میری

في آية اخرى ان عبادة المؤمنين مستوكين لا سلطان له عليهم فقال انه ليس له سلطان على الذين امنوا
 آیت میں خبر دی ہے کہ مستوک اور مستول انہر شیطان کو غلبہ نہیں ہے فرمایا اسکا زور نہیں چلتا انہر جنتیں رکھتے ہیں

دعوتهم يتوكلون انما سلطنته على الذين يتولونه والذين هم به مشركون هذه الآية تضمنت امرين جدتها
 اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اسکا زور انہیں پر ہے جو انکو فریق سمجھتے ہیں اور جو انکو شریک ٹھہراتے ہیں اور اس آیت میں دو باتیں ہیں ایک تو یہ

نفي سلطانه على اهل الايمان وعلى الذين يهوضون امرهم الى الله تعالى في كل ما يتولون بذروني فسوسته
 کہ ایمان والوں پر اور جو لوگ اپنے کاروبار اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں تمام جو کرتے ہیں یا نہیں کرتے انہر غلبہ نہیں ہے شیطان کا وسوسہ

لا تؤثر فيهم دعوتهم غير مستجابة عندهم والثاني اثبات سلطانه على اهل الشرك وعلى الذين يتخذون وليا
 آئین نہیں کرتا اور انکا بلاوا انکو مقبول نہیں ہے اور دوسری یہ کہ مشرکوں پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکھتے ہیں اور انکے وسوسے

وطبعون وسوسته ويستجيبون دعوتهم والراد بسلطانه عليهم بالسوسة والدعوة المستتعبة
 مطیع ہیں اور انکا بلاوا انہر میں انہر غلبہ ثابت ہے اور انہر غلبہ جو ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ تسلط وسوسہ سے اور بلا سے ہے کثرت

الاستجابة لا بالقسر الالء لانه منتف من الكل لما سبق من قوله تعالى حكاية عنه وما كان عليكم من سلطان
 مان ہی نہیں کچھ زور سے اور نہ جبر سے کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بھی نہیں ہے ایسے کہ اسکا قول بطور حکایت کہ گزر چکا ہے اور جو کہ میری عبادت

الا ان دعوتكم فاستجبتم ولو كما علم عند الله تعالى لا يسلطه على عبادة المخلصين قال في حديثك
 مگر چونکہ بلاوا پھر متنے ان لیا اور جب شیطان کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں پر غلبہ نہیں دیتا

لا غويهم اجوعين الا عبادك منهم المخلصين وقد اخبر الله تعالى ان عدو ابليس حين سخر بقوله تعالى
 میں گمراہ کرونگا ان سب کو مگر جو بندے ہیں انہیں تیرے چنے اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جب شیطان کو یہ چٹا کر لیا اور

وما منعك الاستعداد امرتك قال فيما اغويتني لا فقدن لهم صراطك المستقيم ثم لا يبينهم الذين اغويهم
 اور تھک کر کہا اللہ تعالیٰ نے کہا جب میں نے فرمایا تو بولا جیسے تو نے مجھے براہ کیا میں بھی بیچوں گا اکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر پھر انہر آؤنگا آگے سے اور پیچھے سے

وعن ايمانهم عن شيائيلهم ولا يجد اكثرهم متساكين قال جمهور المفسرين النجاة كلمة على محذوفة ههنا ونصير لك
 اور دابنہ سے اور بائیں سے اور نہ پاؤنگا تو اکثر انہیں انکا گزار

على نزع الخافض كانه قيل لا فقدن على صراطك المستقيم ثم لا يبينهم من جميع جهاتهم وهذا تفصيل لما اجمله
 حرف چھوڑ کر نہ سے ہر گویا عبارت یوں ہے لا فقدن على صراطك المستقيم پھر ان پاس سب طرفوں سے آؤنگا اور یہ تفصیل اس اجمال کی ہے

فی قوله فبعضتك لاغوينهم اجمعين وتمثيل لوسوسته اليهم وتسويده عليهم ما امكنه قد علمنا من
 جو اس عبارت میں کہ شمشیری عت کی میں کبے گزرا کرڈکا اور تمثیل اسکے وسوسہ کی اور کارائش کی ہر جو اسپر آویگی اور جسپر وہ فالر ہوگا کیونکہ جو
 طریق خیرکے سوا اسپر شیطان بیٹھا ہو سکتے والوں پر طرح طرح کے مکر اور فریب سراہا کرتا ہے کیونکہ شیطان انسان کے نفس پر غور کر کے
 لیعلم اقل القوتین غالب علیہا هل ہی قوۃ الاقدام ام ہی قوۃ الاحجام فان رأى ان الغالب علیہا قوۃ الاحجام یاخذ
 معلوم کرتا ہے کہ دو وزن قوت میں سے اسپر کونسی غالب ہے اور یا قوت عمل کی یا قوت بلائہ کی پھر اگر دیکھتا ہے کہ اسپر قوت باز رہنے کی غالب ہے تو ادھر کی اہمیت یعنی
 فی تشیطہ واضعاف ہمتہ و ارادۃ عن المامور بہ و یثقلہ علیہ و یهون علیہ ترکہ حتی یترکہ جملة
 سستی کا بڑھانا اور مامور بہ سے ارادہ کا بھیرنا شروع کرتا ہے اور اسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کر دیتا ہے اور آخر وہ انکو سر اسر ترک کرتا ہے
 او یقتصر فیہ او یتہاون بہ وان رأى ان الغالب علیہا قوۃ الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور بہ عند یوہامہ
 یا اوسین تصور کرتا ہے بالاسین سستی کرتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اسپر قوت عمل کی غالب ہے تو مامور بہ کو اسکی نظریں گھٹانا شروع کرتا ہے اور وہم میں ڈالتا ہے
 لا یکنہ بل یجتاہ الی صباغۃ و زیادۃ و یقصر بالاول و یتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر اللہ بامر اللہ
 کہ مجھ کو کافی نہ ہو گا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہے اور اول میں تقصیر ہوتی ہے اور دوسرے میں بڑھ جاتا ہے اور بعض متقدمین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہو تو سنیں
 وللشیطان فیہ نزعتان اما الی تقریط و تقصیر او الی فرط و غلو ولا یبالی بہما ظفر قد قطع کثیرا من
 شیطان کے دو حصے ہیں یا بطن کو تاہی اور تقصیر کے یا بطن زیادتی اور فرط کے اور یہ پروا نہیں کرتا کہ کسپر نتیجہ ہو اور اکثر
 الناس فی ہذین الوادین وادی التفریط و التقصیر و وادی الافراط و التجاوز و الثابت منہم علی الطریق
 لوگون پر شیطان نے ان دو وزن میدان میں رہ زنی کی ہے ایک میدان تقریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان کو کبھی جمع کر کے قائم
 الذی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام واصحابہ قلیل جدا منہم الذین یبنون المساجد المذابح
 جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کا بہت ہی کمتر ہیں اسکے کہ بعض ایسے شخص ہیں کہ مسجدیں اور مدرسے
 والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب الرشوة والجرمات المحظورة و یظنون انہم
 اور سہل اور خانقاہ ایسے مال سے بناتے ہیں کہ جو ظلم سے اور جبین جھپٹ اور رشوت اور بجا طریق سے جمع کیا ہے اور خیال بانہ کما ہے کہ ہم
 استحقوا بذلک مغفرة من اللہ تعالیٰ و ثوابا کثیرا ولا یعرفون انہم تعرضوا لخط اللہ تعالیٰ فی جمعہا و
 اسکے بدل میں اللہ کی طرف سے سزاوار مغفرت کے اور بڑے ثواب کے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ قابل غضب الہی کے ہیں اس لئے کہ جمع کرنے میں بجا اور
 انفاقر اذ کان الواجب علیہم الامتناع عن جمعہا علی ہذا الوجه فلما عصوا اللہ تعالیٰ جمعہا علی ہذا الوجه کان
 سچے طریق ہی اسواسطے کہ بپریہ واجب تھا کہ اسوجہ سے مال جمع نہ کرے پھر اگر انھوں نے اسوجہ سے جمع کرنے میں نافرمانی کی
 الواجب علیہم التوبۃ والرجوع الی اللہ تعالیٰ رھا الی اصحابہا ان ما کن الی اللہ تعالیٰ ورتبتم ان وجدوا الاکان الواجب
 تو اب بپریہ واجب تھا کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتے اور مال لکون کبیر دیتے اگر ہو سکتا اور نہیں تو انکے وارثوں کو اگر پاتے اور نہیں توبہ واجب تھا
 علیہم تفریقہا علی الفقراء بنیۃ ان تون و دیعہ عند اللہ تعالیٰ یوصلہا الی اصحابہا یوم القیامۃ و ہم لعدم
 کہ فقرا پر اسزیت سے تقسیم کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے بیان امانت رہے قیامت کے روز مالکون کو پونہا دیوے اور وہ مال جو
 تفریقہا علی الفقراء بقیت علیہم و توخذ من اعمالہم یوم القیامۃ و منہم من یستغفر اللہ تعالیٰ ویسبہ و یہلک
 فقرا تقسیم نہو کے لو انکے ذمہ باقی رہے قیامت کے روز انکے اعمال جیسے بے اجاویگے اور بعض لوگ خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور زبان سے بڑھ جاتی ہیں
 بلسانہ فی یوم مائة مرة ثملا یزال یغتاب لئاس و یشتمہم و ینزق اعراضہم و یتکلم بما لا یرضاہ اللہ تعالیٰ
 تو سو سو مرتبہ کہتے ہیں پھر متصل لوگ کہتے ہیں کہ انکے لئے آہوں کے جاتے ہیں اور برخلاف رضامندی خدا سے تعالیٰ

طول تبارك من غير حصر ولا عد في نطقه ان حسنة اكثر من سيئاته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد صديقه
تمام دن بے انتہا اور بے شمار باتیں بکے جاتے ہیں اور گمان یہ رکھتے ہیں کہ ہمارے حسنات گناہوں سے زیادہ ہیں کیونکہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
ویكون نظره الى عدد تبيحه وتقبله ويعفل عن هذيانه الذي لو كتب لكان مثل تبيحه وتقبله مائة

اب یعنی تبیح اور تسلیل کی گنتی ہر دو تگاہ ہر دو بیہودہ باتوں کا

مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبون ووعدا الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال يقظ من الكلام
بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین کچھ خیال نہیں اور بیشک کرام الکاتبین اسکو کچھ جگے ہیں اور امدتاً ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ فرمایا انہیں تاکلوا مما رزقناکم
رقيب عتيد فهو ابدا يتامل في فضائل التسيجات والتهميلات ولا يلتفت الى ما وحر في عقوبة المعتابين

اگر لکھ جاوین تو تسیج اور تہلیل کے بارے میں تسلیم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے
اگر لکھ جاوین تو تسیج اور تہلیل کے بارے میں تسلیم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے

والثامین والکذابین غیر ذلک من لا یختر من آفات اللسان کما قال لو کان الکرام من الکاتبین یطلبون
اور سخن چینیوں اور مجھوٹوں کے لیے کیا عقاب تجویز ہو جائے اور سوال کے اور زبانی آفات جن سے احتراز نہیں ہے اور تسمیہ اگر کرام الکاتبین
منه اجزا ما یکتب من هذيانه الذي نزل على تبيحه وتقبله الف مرة لكان يكفلسا نة حتى عدا جلة من
اس سے اجرت پاکرے کہ جو جو اسکی بیہودہ باتیں کہ تسیج اور تسلیل ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ

کھتے ہیں تو بیشک اپنی زبان بند رکھتا اور اسکو اپنا فوری

مهماتہ وكان يالطيق به في فتراتة ويحسبه ويواريه بتسيجاته حتى لا يفرض عليه حجة الكتابه في اعجاب المن يحاسب
کار سمجھتا اور بے شک اپنی لغزشوں میں گناہ اور حساب کرتا اور تسیجات کے برابر رکھتا ایسا نہ کہ کتاب کی خودی یادہ دینے آ جاوے بھرڑا نتیجہ کہ اپنے نفس کو جانا
ويجتاط خوفان حها تيراط فلا حجة ولا يجتاط خوفان فوات فردوس لا على جنة الماوى في الآخرة وليس هذه
اور امتیاط اس خوف کا ارا تو کرے گوئی کوئی اجرت میں نہ جاتی رہے اور اس خوف کی احتیاط ذکر ہے کہ فردوس علی اور جنت الماوی آخرت میں ہاتھ نہ آویجا اور یہ
الفئلة الامصيبة عظيمة لمن يتفكر فيها وقد فعنا في امران تشككنا فيه نكون من الكفرة الجاحدين ان
غفلت تترى صديقه امين جو کبھی ٹکرتے اور ہم ایسی باتیں آگے لے ہیں کہ اگر اس میں شک کریں تو مسکرا کر ہوسکتے ہیں

صدقاته تكون من الجهلة المغرورين ليس هذا عمل من صدقاته كما جاء به القرآن رسول رب العالمين المجلس
تصدیق کریں تو جاہل مغرور ہیں اور یہ کلام انکا نہیں ہے جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہے

الثاني والتشعون في بيان عدم المواخذة بأوسوس ما لم يعمل بها او تمكلم قال سوانه صلى الله عليه

اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچھ مواخذہ نہیں ہے جب تک عمل میں نہ آوے بل زبان پر نہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عليه وسلم ان الله تعالى تجاوز عن امتي ما توسق به صدقها ما لم يعمل به او تمكلم هذا الحديث من صحاح المصاحف
علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارا ایمان اس کے معاف کیا ہے جو کچھ دل میں خیالات آویں جب تک عمل میں نہ آوے بل زبان پر نہ لاوے یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیث نہیں ہے
رواه ابو هريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم يكن مرفوعا من الامة السالفة لان تخصيص بالذكر لا
ابو ہریرہ کی روایت سے اور اس میں یہ دلیل ہے کہ جو اس امت کو معاف ہے پہلی امتوں کو معاف نہیں تھا اس لیے کہ اس امت کو خاص مذکور ہونے کا کوئی
صنادقة والمعنى انه تعالى عفى عن هذه الامة ما يخطر في قلوبهم من الخواطر المذمومة واحاديث النفس فاما يقع
فائدہ چاہیے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو ان کے دلوں میں گذرتے ہیں معاف کر دیے ہیں پھر

في القلب من الخواطر الدينية المذمومة يسمي وسوسة وما يقع فيه من الخواطر الرضية الحسنه يسمي الهام
دل میں جو کہ خیالات نیکے بد گذرتے ہیں وسوسہ کہلاتے ہیں اور دل میں جو خیالات پسندیدہ نیک آتے ہیں الهام کہلاتے ہیں
تسمى الوسوسة اما ضرورية او اختيارية فالضرورية هي الخواطر التي تدخل في القلب من غير اختيار وهذا معقول بجميع الامة لكون
پھر وسوسہ یا ضروری ہوتا ہے یا اختیار بھی ضروری تو وہ خیالات میں جو دل میں بے اختیار آجاتے ہیں اور یہ تو تمام امتوں کو معاف ہوا ہے

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب تستجلبها الطبع وتنبعها النفس ترددها
 كحد استطاعت من باهرج اور اختياري وہ خیالات ہیں جو دل میں آتے ہیں اور طبیعت انکو کھینچ لاتی ہے اور نفس اسکو چھوڑتا رہتا ہے اور بار بار باہر آتا ہے
 وتتلذذ منها فتميل الى العمل والتكلم بها وهذا النوع هو الذي عفى عن هذه الامة دون سائر الامة ترفيها لئلا تنبأ و
 اور لذت اٹھا تاہر پھر اس عمل کو یا بیان کی رغبت کرتا ہے اور یہی وہ قسم ہے جو اس امت سے علاوہ تمام امتوں سے بسبب شرافت ہمارے نبی اور
 تفضيلا لامته واما العقائد الفاسدة ومساوى الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمنزلة الخواطر في جملة
 تفصیلت اسکی امت کو متاہر ہو اور رہے فاسد عقیدے اور عادات بد اور جو انہیں ملے ہوئے ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہ دوسرے دل میں داخل ہوتے ہیں
 ما وسوسست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يواخذ بها الانسان الحاصل ان ما يقع في القلب على مراتب الاول
 بلکہ یہ وہ اعمال قلوب ہیں جس میں انسان سے مواخذہ ہو دیکھا اور حاصل یہ ہے کہ دل کے خیالات پانچ درجہ پر ہیں پہلا تو
 الهاجس هو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر هو جريان ما يقع فيه ثم حيث النفس هو التردد في ما يقع فيه هل يفعل
 ہاجس کہ وہ دل میں پہلے ہی آتا ہے پھر اس کے بعد خاطر یعنی اسکا جاری ہونا جو دل میں آیا ہے پھر حدیث النفس یعنی اس میں تردد جو دل میں آیا ہے کہ کروں
 ام لا ثم الهم وهو توجه جانب يفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت للعا
 یا نہیں پھر تم لینے کرنے کی جانب کو غالب کرنا پھر عزم یعنی فعل پر ٹوٹنے کرنا اور جزم کرنا اور یہ خیالات اگر گناہوں کے ہوتے ہیں
 فيها تفصيل ما الهاجس فلا يواخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد انما هو شئ رجع عليه قدالة على دفعه
 تو اس میں تفصیل ہے ہاجس سے تو متفق علیہ کسی سے مواخذہ نہیں ہے کہوں کہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہے یہ تو ایسی بات ہے کہ خود بخود آجاتی ہے اتنی قدرت نہیں کہ دفع کر دے
 ولا على منعه اما الخاطر الذي بعدك فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول رودة ومع هذا هو وما بعد من حد
 یا روک دے اور خاطر جو اس کے بعد ہے سو آدمی کو اس کے دفع پر قدرت ہوتی ہے کہ ہاجس کو آتے ہی پھیر دے تیسرے بھی یہ اور اس کے بعد کا یعنی حدیث
 النفس فواعات عن اقامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حد النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام
 النفس اس امت کو ب معاف ہیں بدلیل حدیث صحیح کے جو اس باب میں آئی ہے کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہے وہ حدیث یہ ہے کہ میری امت کو معاف
 امتی حدیث بہ نفوسهم فاذا ارتفع حد النفس لرفع ما قبله بالطريق الاولى في هذه الثلاثة لو كانت الحسنات
 جو انکے نفس حدیث کرتے ہیں پھر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اس سے پہلے کے خیالات بطریق اولیٰ معاف ہونگے اور یہ میں ان اگر حسنة میں ہیں
 لا يكتب له ما اجر بعد القصد اما الهم فقد بين الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل الظهور
 تو اسکا کچھ ثواب نہیں ہے کیونکہ قصد نہیں ہے اور رہا الهم سو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نیک ہمہ کا
 مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه
 نہ آوے اور یہ عزم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا بلکہ متوی رہتا ہے اگر آدمی نے اسکو نہ ترک کیا تو اسکو ثواب ہوتا ہے اور اگر کرے پھر تو نیک عمل کا گناہ
 انم الفعل وحده لا الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم
 ہوتا ہے ہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہے اور رہا عزم بدی کا سو بعض علماء نے اسکو اگرچہ اس ہم میں داخل کیا ہے جو
 المرفوع الا ان المحققان على كون العبد مؤاخذاً لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفاً من الله تعالى يكتب له
 معاف ہے پھر محقق اس پر ہیں کہ اس میں بندہ سے مواخذہ ہو دیکھا لیکن اگر اپنی عزم پہ نادم ہوا اور اسد کی خوف سے وہ کام نہ کیا تو اسکو
 حسنة لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فاعى الفعل باعوان
 ثواب ہوتا ہے کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہے لیکن اس سے باز رہنا نیک عمل ہے سو ثواب ہوتا ہے اور جس صورت میں کردہ کام کسی مانع کے سبب
 او تركه بعد كالاتي لا خوف من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به
 یا کسی غدر کرے ہاں نہیں ہو اگرچہ اسکو خوف الہی سے نہیں چھوڑتا ہے تو اب گناہ ہوتا ہے کیونکہ عزم افعال قلوب میں ہے فعل اختیاری ہے سو عزم کی ضرورت ہوگی

صاحبه اذ قد روى انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من غم في الليل يصدر قتل مؤمنا
 ايسر له رواية هر که نبی علیه السلام نے فرمایا تمام لوگ اپنی نیتوں پر محشر ہونگے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ شخص اگر کسی کو مار کر مارے اور کسی کو مار کر مارے
 او زنی یا مرأة او یشرب خمر او یرتکب غیر ذلك من الذنوب فمات الیلة يموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی
 یا کسی عورت سے زنا کرے یا شراب پیوے یا کوفی اور گناہ کرے یا بھروسہ اسی میں کرے یا گناہ برائے ہو گا یا کفار مرگے اور اپنی نیت پر اٹھیں گے
 نیتہ مع ان الواقع منه العزم علی المصیبة دون فعلها والدلیل لدال علیه ما روى انه علیه السلام قال اخذ التقی
 باوجودیکہ اسکو مرتب معصیت کفر سے ہی تھا کیونکہ عمل نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پر یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یا حب
 المسلمان بسیفینهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
 دو مسلمان تلواروں کے مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جلالہ تو قاتل تھا یا مقتول کیا کیا فرمایا اس کے یہ بھی
 صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بجملة الارادة مع انه قتل مظلوما فكيف لا یؤخذ العبد
 اپنے بارے قتل ارادہ رکھتا تھا اور یہ نص ہے کہ مقتول نے ارادہ سے جہنمی ہے باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہے پھر کیونکر آدمی سے نیت کا مواخذہ نہیں ہے
 والعزم وكل ما یدخل تحت اختياره فهو مواخذة الا ان یكفره بحسنة ونفضل العزم بالندم حسنة فلذلك یکتب
 اور عزم اور جو چیز آدمی کے اختیاری ہے سو اسکا مواخذہ ہونا ہی ان اگر نیک کام سے اسکا بدلہ کرے تو خیر اور نیک کام سے عزم کا توڑ دینا بھی نیک کام سے ہے
 حسنة واما فوات المراد بقاء فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیما اخذ بها فكيف لا یؤخذ العبد باعمال القلوب
 ثواب ہوتا ہے اور یہی وہ صورت جو کسی بالغ کے سب سے عمل فوت ہو جاوے سو یہ حسنة نہیں ہے اسی لیے گناہ ہوتا ہے پھر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال
 والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخباثت من اعمال القلوب قد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد
 لو کبر اور کبر اور ریاء اور حسد اور نفاق پر ہونے لگا اور جتنے خباثت ہیں سو اعمال قلوب ہیں اور بیشک اسد تعالی نے فرمایا ہے بیشک کان اور آئینہ زرد
 کل اولئک کان عنه مستورا فانه تعالی قد بین فی هذه الآیة ان العبد بكل واحد من تلك الاعضاء یكون مستورا
 ان سبک اس کے چھپے ہو
 اب اسد تعالی نے اس آیت میں بیان کیا کہ آدمی سے جو چیز ہر عضو کے پوچھ ہوگی
 فیما ینخله تحت اختياره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة فبغير اختيار منه لا یؤخذ بهذا النظر فان ایتها نظر ثانیة
 جو کام اس کے اختیار میں ہیں مثلا اگر ناچم عورت پر بطور عاوت کے بے اختیار نگاہ فر جاوے تو اس نگاہ کا مواخذہ نہیں ہے بجز اگر اس پر دوبارہ نظر ڈالے تو اس پر مواخذہ
 یكون مواخذة بهذا النظر الثانیة لكونه فحشا فیها كذلك خواطر القلوب تجری هذا المجرى بل القلب اولی بالمواخذة لانه
 مواخذہ ہووگا کیونکہ اس میں اختیار تھا ایسے ہی دل کے خیالات اسی کے قائم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولے ہی کیونکہ سب کی
 الاصل فان من حکم قلبه بشئ وکان مخطا فیه یصیر محرما یا به ان خیر الخیر ان شر افشر کم من ظن انه متطهر وحضر
 اصل ہو بیشک بلکہ کسی بیجا بات پر محرم نہ تو ویسے ہی بد لائیگا اگر نیک ہی تو نیک اور اگر بد ہے تو بد جیسے کسی نے گمان کیا کہ میں با وضو ہوں اور جا کر
 الجمعة صلاھا ثم تذکر نہ کان غیر متطهر یكون مثابا بفعله وان ترکھا ثم تذکر یكون معاقبا علی ترکہ من جنس الذنوب
 جمع کی نماز ادا کی پھر یاد آیا کہ پاک نہیں ہے تو بھی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پھر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسے اپنے بستر پر
 امرأة فظن ان زوجته فوطئها لا یكون عاصیا بوطئها وان کانت اجنبیة وان ظن ان اجنبیة فوطئها بهذا الظن یكون عاصیا
 عورت پائی اور گمان کیا کہ میری بی بی ہے پھر اس سے جماع کیا تو اسے گنہگار نہیں کہ اگر غیر عورت ہو اور اگر اس عورت کو غیر سمجھا پھر اس سے اسی خیال پر
 بوطئها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة اما ان تكون مرفوعة عن هذا الامة
 جماع کیا تو اس جماع سے گنہگار ہوگا اگرچہ اسکی بی بی ہو یہ تمام باعتبار دل کے ہر جوارح کا لحاظ نہیں ہے کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی ہے
 اذا لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تكون مرفوعة بل یؤخذ به العبد فیلزم علیه نقيضها بالندم الاستغفار
 بیشک عزم کا رتبہ نہ پاس پھر اگر اس رتبہ تک جاوے تو پھر معاف نہیں ہے بلکہ اس پر عزم کو نیت اور استغفار سے توڑ دے

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلميس ابليس فان الشيطان قليلا يلبس على
 تاكيد كعمل نيك هو جوارس لكن سمعته في بات بكرة دوسر بعض وقت ابليس في فريبه ہوتا ہر بیشک شيطان بعضی وقت انسان پر شبہ ڈالتا ہر
 الانسان فيقول الصراط والصبير على ترك الشهوات طول العمر شديد فكيف نترك اللذات في الشهوات فعندك
 کتاب بکر عمر بہت دراز ہر اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہر اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کر دیکھے الجیسے وقت آدمی کو
 يلزم للعبد ان يدرك عظيم ثواب الله تعالى والى عقابه ووعده ووعيداً ويجد ايمانه ويقينه يقول نعم الصبر
 لازم ہر بکر اللذات کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اسکے وعدہ اور وعید یاد کرے اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبھالے اور کہے اللہ صبر کرنا
 عن الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخيرها فاذا ذكر العبد ذلك غلب الشيطان بين اخير
 شہوات سے سخت ہر لیکن آگ پر صبر کرنا اور بھی بہت سخت ہر سوکتے کو اختیار کرنا چاہیے جب آدمی یہ بات یاد کرے تو شيطان پر شبہ بجائے باہر کیونکر اختیار
 يستطيع ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول للمعصية لا تقضي النار ان
 یہ طاقت نہیں ہر کہے آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنے سے سخت نہیں ہر اور نہ کہہ سکتا ہر کہ معصیت روزخ میں نہ لیجاوے گی اس واسطے کہ
 ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقياً لا لسانياً بل
 ایمان انکو دفع کر دیتا ہر اور ایمان کے نور سے اسکا دوسرہ کٹتا ہر بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہر نہ زبان نہیں ہوتا بلکہ
 قلبياً يقينياً يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذ عدو الامتثال لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
 دل سے یقینی ہوتا ہر تو اپنے دل سے شيطانی وسوسہ دور کر دیتا ہر اور شيطان کو دشمن جانتا ہر اس آیت کے موافق تحقیقی شيطان تمہارا دشمن ہر
 فاتخذ عدو افانه تعالى بين في هذه الآية ان الشيطان عدو لى ادم وامرهم ان يتخذوا عدو الان لا يريد
 سو تمہیں رکھو اسکو دشمن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا کہ شيطان بنی آدم کا دشمن ہر اور ہر حکم کیا کہ وہ بھی اسکو دشمن سمجھیں کیونکہ
 اضلالهم ليضلهم مع نفسه الى النار فعلم هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ولا يجتهد في دفع وسوسته ولا يدفع
 انکو راہ کیا ہر تاہر تا کہ اپنے ساتھ روزخ میں لیجائے اس بیان کے موافق عاقل کو چاہیے کہ اپنا دشمن پہچان کر اسکا وسوسہ بزور دفع کر دے اور نہ کہ
 وسوسته لا يخالفه الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
 اسکا وسوسہ دفع نہیں ہوتا ہر جسے اپنے نفس کو ہوا سے روک رکھا تو وہ ان لوگوں میں ہوتا ہر جنہر شيطان غالب نہیں ہوتا
 الشيطان على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادى ليس لك عليهم سلطان قدلت الآية على الشيطان
 موافق مضمون اس آیت کے وہ ہر سے بندے ہیں انہر نہیں تیری حکومت آ یہ آیت دلالت کرتی ہر کہ شيطان انہر
 لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
 جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں غلبہ نہیں کر سکتا انہیں ہر غلبہ کرتا ہر جو اللہ کے عابد نہیں ہیں پھر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہر وہ
 من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى اسأيت من اتخذ له هوى اشار الى كون
 اللہ تعالیٰ کا عابد نہیں ہر بلکہ ہوا کا پیچھے والا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہر بھلا دیکھ تو جسے پوجنا چاہیے انہی چاہو گا یہ اشارہ ہر کہ
 الهوى الهى ومعجزة والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
 ہوا کا لاکھ خدا اور سجدہ اور وہ ہوا کا بندہ ہر اللہ کا بندہ نہیں ہر پھر جو شخص اللہ کا بندہ نہ ہووے بلکہ ہوا کا
 من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذى يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
 بندہ ہووے تو انہر شيطان ہر سیکھ ہوا کے جسمیں سے شہوات کی شانیں نکلتی ہیں غالب ہر تاہر سوچیے شہوات کی شانیں
 سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطه به من
 گوشت پرست اور غریب پھیل ہوا انہر ایسے ہی شيطان کی سلطنت آدمی کے اندر گوشت اور لہو پر پھیلے ہوئے ہر

لا تلتفت اليه

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان ليجري من ادم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
 اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں مثال خون کے پھرتا اور اب تم اسکی آہ کا راستہ بھوک سے بند کرو
 بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس
 اور نبی علیہ السلام نے شیطان کا راستہ بھوک سے بند کرنے کو ایسے فرمایا ہے کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ رشوت کے نہیں ہو سکتا
 الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه بالاعتدال بالصوم حتى
 اور رشوت بھوک سے ٹوٹ جاتی ہے پھر جو شخص چاہے کہ میں شیطان کے غلبے سے سلامت رہوں تو اسکو روزے رکھنے چاہئیں تاکہ
 يسلم من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه
 شیطان کو غلبے سے سلامت رہنے میں شہوت کے پیچھے چلا رہتا ہے جو ہوا کی شاخ ہے تو اس پر وسیلہ ہوا کے شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے کیونکہ
 الهوى لان الهوى من عمل الشيطان ومرتعا وكما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد
 ہوا وہی شیطان کی بیج اور چراگاہ ہے اور چونکہ کوئی شخص شہوت سے جو شاخ ہوا وہی کی ہے خالی نہیں ہے تو ایسا بھی کوئی نہیں ہے
 خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط وذلك قال النبي عليه السلام في حديث واذا ابن مسعود ما منكم من
 کہ اگر شیطان کا کچھ بھی غلبہ نہ ہو
 احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى عانتى عليه فاسلم فلا
 اسکا شیطان ہنوع من کہا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور میں بھی
 يا مرنى الا بخير بيانه على ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
 ابنا سو اخیر کچھ نہیں کتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کے اجازت میں یہ ہے کہ شیطان انسان میں بدون وسیلہ شہوت کے تصرف نہیں کر سکتا پھر جسکی
 اعانه الله تعالى على كثرته حتى يصير لا يندب الا حيث يدبغى والى الحد الذي يدبغى فشهوته لا تدعو الى
 اللہ تعالیٰ نے شہوت توڑنے پر امداد کی یہاں تک کہ ایسا بن جاوے کہ اوپر متوجہ ہو کہ جہاں چاہیے اور اس حد تک جو سزاوار ہو سو اسکی شہوت
 الشر والشيطان المتذرع بها الايامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بنى ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم
 شرکی طرف نہیں بلاتی اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنے ہوئے ہے سو اسے خیر کے نہیں کتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیال میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی شیطان سے جدا ہو
 وانما يميز بعضهم عن بعض بمواقفهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيات الشهوة فيجد الشيطان
 اور آپس میں ایک کو دوسرے سے اتنا ہی فرق ہے کہ شیطان سے کتنا موافق ہے یا اس کے کتنا مخالف ہے پھر جسپر مقتضیات شہوت کی غالب ہیں انہیں شیطان کچھ قدرت پاتا ہے
 فيه مما لا في تسلط عليه ولا كثرة الشهوة للانسان من جوانبه قال البليس على ما اخبر الله تعالى عنه لا تقبل
 اسپر تسلط کر لیتا ہے اور انسان کو جو شہوت نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے تو ابلیس کا یہ قول ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 لهم صراطك المستقيم بشر لا ينتم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شاكلهم ولا يجدوا لهم
 انکل تاکہ میں میری سیدھی راہ پر پھرا نہ آؤ گلا آگے سے اور پیچھے سے اور آہنے سے اور بائیں سے اور نہ باویگا تو انہیں سے اکثر
 شكركي فانه ياتي الانسان من جميع جهاته با انواع مكائده ومحبيبات اليه الفعل الذي يضره حتى ينخيل اليه
 شکر گداز پھر شیطان انسان کی ہر ایک طرف سے طرح طرح کے مکر لاتا ہے اور وہ کام ناپسند کرتا ہے جو مضر ہو یہاں تک کہ وہ خیال کرتا ہے
 انه من افقع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى ينخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه بهذا الصنيع
 کہ یہ کام سب سے زیادہ غیر پسند اور وہ کام ناپسند کرتا ہے جو نافع ہو یہاں تک کہ خیال کرتا ہے کہ یہ کام سب سے زیادہ مضر ہے
 كما دكثيرا من الناس حتى القاهم في الهوى المختلفة والاراء المتنوعة واصلهم الى الكفر والضلال او قههم في الاثر
 بہت لوگوں کو فریب دیا ہے یہاں تک کہ انکو مختلف ہواؤں اور اراے مختلفہ اور اراے متنوعہ واصلہم الی الکفر والضلال او قہم فی الاثر
 بت لوگوں کو فریب دیا ہے یہاں تک کہ انکو مختلف ہواؤں اور اراے مختلفہ اور اراے متنوعہ واصلہم الی الکفر والضلال او قہم فی الاثر

والوہاں دمچ ہذا بعد ہم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المؤمنين من جنده واوليائه
اور وبالذین بچنسا دیا ہے اور تیسرا اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہے اور مومنون کو اپنے لشکر اور تقاسم اتنا دیتا ہے
حتی لا یجأ ہدینم ولا یأمر وہم بالمعروف ولا یمنہ عن المنکر وهذا من عظیم مکیدہ لاهل الايمان وقد اخبأ اللہ
کہ وہ اپنے جہاد نہیں کرتے اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اہل ایمان کو یہ بڑا ہی دم دے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ
بذلك کتابہ فقال انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم و خافوہم ان کنتم مومنین والمعنی علی جمیع
اپنی کتاب میں فرماتا ہے جو جو شیطان ہو کہ بڑا تاہر اپنے دوستوں سے سوئم اٹسے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو اور تمام
المفسرین انہ یخوفکم باولیاءہ فلا تخافوہم قال قتادہ یخوفہم فی صدقہم ولهذا قال فلا تخافوہم و خافوہم ان کنتم
مفسرین کے نزدیک معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنے رفیقوں سے ڈراتا ہے سوئم اٹسے مت ڈرو قتادہ کہتے ہیں کہ تم سب کو توین انکو ڈرا اور بھاری کر رکھتا ہے تاہر اسکی اور اسکی اٹسے مت ڈرو اور
مومنین فان ایمان المؤمنین کلما کان قویا یزول عنہ خوف اولیاء الشیطان فیما مر بالمعروف نہی عن المنکر
مومن ہو بیشک مومن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہے اتنا ہی شیطان کے رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہے بھرا مر بالمعروف اور نہی عن المنکر ناشر ہے کتابہ
وکلما کان ضعیفا یقوی فیہ خوف اولیاء الشیطان فلا یأمر بالمعروف ولا یمنہ عن المنکر من کیدہ ایضاً نہ یخون
اور جتنا ضعیف ہوتا ہے اتنا ہی اسے شیطان کے رفیقوں کا خوف قوی ہو جاتا ہے پھر نہ امر بالمعروف کرے اور نہ نہی عن المنکر اور نہ بھی اسکا کبیر کرے انکو فریب دیتا ہے
الذین احکوا العلوم الشرعیۃ العلمیۃ والعملیۃ حتی انہم کانوا یشغلون بہا ویتعمقون فیہا لکنہم یھلون تفقد
بہنوعین علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کیے ہیں یہاں تک کہ وہ اس علم میں مشغول رہتے ہیں اور غور کیے جاتے ہیں براعت کے بدلے کو معاصی سے
الجواح ولا یحفظونہا عن المعاصی ولا یتعلمونہا فی الطاعات ولا یتعلمونہا عند اللہ تعالیٰ من العلم صریحہ
نہیں بچاتے اور نہ انکو طاعات میں صرف کرتے ہیں اور ایمان یہ بچاتے ہیں کہ تمکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ وترہ حاصل ہو گیا ہے
لا یغذون ولا یطالبون بذنوبہم بل یقبل فی الخلق شفاعتہم فانہم لو تاملوا العلم وان العلم علما ان العلم المعاملۃ
کہ غدا اب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پشیم ہوگی بلکہ شفاعت کے حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم وہ ہوتا ہے جو علم معاملہ کا ہے
وعلم المکاشفۃ فاما علم المعاملۃ فهو معرفۃ الحلال والحرام ومعرفۃ الاخلاق الحمیۃ والمذمومۃ وہی علوم لا تواد
اور ایک علم کا شفعہ کا یعنی باطنی علم معاملہ کا تو یہ دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور سچا سنا اطلاق ایک اور ہر کا یہ ایسے علم ہیں کہ انہیں
الاعمال لولہ الحاجۃ الی العمل لہ تکن ہذا العلوم قیمۃ فکل علم یراد للعمل لیکون لہ قیمۃ بدن العمل فمن احکم
عمل ہی علم مقصود ہے اور اگر عمل کی طرف حاجت نہ ہو تو ان علوم کی بھی کچھ قدر نہ ہوتی اب جو علم کہ عمل کے لیے مقصود ہوتا ہے اسکی قدر بدون عمل کہ نہیں ہوتی پھر جسے
علم الطاعات ولم یفعلہا واحکم علم المعاصی لم یجتنبہا واحکم علم الاخلاق المحمودۃ ولم یزین نفسہ بہا
علم طاعات کا خوب سیکھا اور طاعت نہ کی اور علم معاصی کا خوب سیکھا اور معاصی سے باز نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اپنا حال اخلاق محمودہ میں نہ کیا
واحکم علم الاخلاق المذمومۃ ولم یطہر نفسہ عنہا فهو مغرور بکید الشیطان اذ یقول لہ الشیطان مطلبک العرب
اور علم اخلاق مذمومہ خوب ازہر کیا اور اپنے آپ کو اٹسے پاک نہ کیا تو وہ شیطان کے فریب میں بچنسا ہوا ہے ایسے کہ شیطان یوں سمجھتا ہے کہ تیری غرض تو قرب
من اللہ تعالیٰ ونیل ثوابہ والعلم یطلبک من اللہ ویوصلک الی ثوابہ ویتلو علیہ الآیات والایخبار الوارڈۃ
آئی ہے اور ثواب حاصل کرنا سو علم اللہ تعالیٰ سے قرب اور ثواب حاصل کر دیتا ہے اور اسکی سند آیات اور احادیث جو علم کے
فی فضائل لعلم فمن کان من اهل الهوی یرید خالک موافقا لہوا فیطمئن الیہ قلبہ ویھمل العمل من کان
فضائل میں آئی ہیں بڑھتا ہے پھر جو شخص اہل ہوا سے ہر اسکی تو مرضی کے موافق ہوتی ہیں اسکی تودل جسی ہوتی عمل سے کچھ کام نہ رکھا اور جو عالم
من اهل لتقوی یقول للشیطان تذکرتنی ما ورج فی فضائل العلم ولا تذکرتنی ما فی العلماء التارکین للعمل
ڈروا کی ہوتے ہیں تو شیطان سے کہتے ہیں تو وہ روایات تری یاد دلاتا ہے جو علم کے فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا ہے جو علماء تارک عمل کے حق میں آئی ہیں

اور تمام

اور ہر کا یہ ایسے علم ہیں کہ انہیں



فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي خبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التوراة
 بشك ونكبت علمك اني انزلها على من يشاء من عبدي اني انزلها على من يشاء من عبدي اني انزلها على من يشاء من عبدي
 ثم لم يحملوها كما حملوا انجيل اسفار وقال الله تعالى آية اخرى فمثل لكل فاق حزي اعظم
 من التمثيل بالخار والكل قال النبي عليه السلام اشد الناس عذابا يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعمله وقال
 كونسى رسواى زياده في اورنجى عليه السلام في زياده عذاب من تيامت كرون وده عالم هو كما حكي علم من الله انك لنفع نديا آرنجى
 عليه سلام في حديث اخر من ازاد علما اوله يزدد هدى له يزدد من الله الا بعدا وبعد ثم امثال تلك
 عليه السلام في الحديث من فرما با جو شخص علم من بڑھا اور ہدایت میں نہ بڑھا تو اسے عذاب کے بیان سوای دوسری کو نہیں بڑھیکا اور بعدا در ہونے
 التثديلات مما لا يحصى بحق العالم التارك للعمل كيف يعتقد انه على خير مع تاذ حجة الله تعالى عليه
 اليس ايسه شدايد بشارك العالم تارك العمل في حق من يكون كراعتقاد كراها هو كره نيك راه پر ہو با وبرد كره اس پر حجت اللى خوب تام ہے
 واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى صفاته واسمائه فمن حرك هذا العلم فزاهل العمل وضيق امر
 اور علم مكاشفة كائنه باطنى سووہ علم معرفت اللى اور اسكے صفات اور اسماء كائنه سوو جننے بعلوم خوب حاصل كيا بھر عمل نہ كيا اور امر اللى كو ضايع كيا
 الله تعالى فهو مغرور ايضا فخر ودر كيدل على انه لم يحصل من معرفة الله الا الاسامى ون المعانى لانه لو
 لو وہ بھی شیطان کے فریب میں ہو جس اسکی شوریدگی دلالت کرتی ہو کہ اسکی معرفت الہی سے سوای نام کے کچھ حاصل نہیں ہوا معانی تک نہیں پونہا کیونکہ اگر
 عرف الله تعالى حتى محرقه خشيه واتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء نسال الله تعالى
 عارف بالہ ہوتا جو حق ہو تو اسکے ڈرنا اور تقوے کرتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ سے ڈرے وہ ہی ہیں انکے بندوں میں جسکو سوچو ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے
 ان يجعلنا ممن يخشى الله تعالى المجلس الثالث والسبعون في بيان ان للشيطان مله
 کہ ہمکو ڈرنے والا بنادے تراویع مجلس اس بیان میں کہ ابن آدم سے شیطان کو

بابن آدم وللملك مله قال سول لله صل الله عليه وسلم ان للشيطان مله يا بن آدم وللملك
 ایک قرب ہوتا ہو اور فرشتے کو ایک قرب ہوتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ابن آدم سے شیطان کو ایک فرشتہ ہے اور فرشتے کو ایک قرب ہوتا ہو
 مله فاما مله الشيطان فباعد بالشر وتكذيب بالحق واما مله الملك فباعد بالخير وتصديق بالحق فمن جد لك فليعلم انه
 پھر قرب شیطان تو برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پھر جو شخص دل میں یہی بارے تو جانے
 من الله تعالى فليعلم الله تعالى ومن جد لا خري فليتعو بالله تعالى من الشيطان الرجيد هذا الحديث من حسان
 کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برائی کی حکمت ہے جو بدو ہو سو اپنا تو شیطان رائے سے اللہ کی پناہ مانگے
 المصايير رواه ابن مسعود في الملة المذكورة فيه من الامام وهو القرب فان كل واحد من الملك والشيطان يقرب
 ابن مسعود کی روایت سے اور لفظ ملہ جو اس حدیث میں آیا ہوا الامام سے مشتق ہے یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہیں دونوں کا کہنے لگے
 من الانسان لهذين الامرين وهما الايعاد بالخير والايعاد بالشر والمراد بهما الهان اللذان يقع في لقله احدكما
 انسان کے ساتھ ہوتے ہیں یعنی ایعاد بالخير اور ایعاد بالشر اور ان دونوں سے مراد وہی دو الہام ہیں جو کسی کے دل میں آتے ہیں ایک
 بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان ما يقع بواسطة الملك يسمى الهاما وما يقع فيه بواسطة الشيطان
 فرشتہ کو واسطے سے اور دوسرا شیطان کی جہت سے اور جو فرشتہ کے واسطے سے ہوتا ہے الہام کہلاتا ہے اور شیطان کی جہت سے جو ہوتا ہے
 لیسعی وسوسة واقلب متحاربة بينهما لانه باصل فطرته يصلح لقبول آثار الملكة واثار الشياطين
 دوسو کہلاتا ہے اور دل دونوں میں جاسے کا ڈر ہوتا ہے اسلئے کہ باعتبار اصل پیدایش کے فرشتوں کا اثر بھی لے سکتا ہے اور شیطان کا اثر بھی

صلاح امتساویا لا یتدرج احدھا علی الآخر الا باذعان الهوی الی کتاب علی الشهوات او عنی لفة الهوی عما والا عرض
 برابر ہر کسی جانب کو رو کر پڑھتا ہے۔ مگر باعتبار بیرونی ہو کر اور شہوات پر اندھا گرنے کی یا باعتبار مخالفت ہوا کے اور شہوات سے ٹھہر کر
 علی الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظهر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى
 بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہے تو اسکے دل پر شیطان کا غلبہ ہو سکتا ہے اور ظاہر کرتا ہے اور اسکا
 یصدر قلبه عشر الشيطان ومقره لكون الهوى مرغى للشيطان مرتعه واذ اجاهد نفسه ولم يتبع مقتضى الشهوة
 اور شیطان کا صحبتی اور مقام ہو جاتا ہے کیونکہ ہوا وہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹھ ہے اور اگر اس نے نفس کو مارا اور لو ازم شہوت
 والغضب يكون قلبه مستقر الملائكة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلب من القلوب نجيا ليعن الشهوة والغضب الحرس
 اور غضب کی پیروی نہ کی تو اسکا دل ملائکہ کا مقام اور گزیر گاہ ہو جاتا ہے لیکن چونکہ کوئی دل کسی کا بھی شہوت اور غضب اور حرص
 والطمع وغیر ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
 اور طمع وغیرہ صفات بشری سے جو ہوا کی شاخیں ہیں خالی نہیں ہوتا تو خیال میں نہیں آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہاں شیطان کے وسوسہ کا
 للشيطان جوفان بالوسوسه لا يبرق سوسه الا بذكر شئ سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شئ
 گزر نہوتا ہے اور اسکا وسوسہ کبھی نہیں جاتا بدون ذکر کسی اور بات کے۔ اس واسطے کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہے
 فيه نبعده ما كان فيه من قبل لان كل شئ سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون محالاً للشيطان
 تو پہلی بات جانی رہتی ہے اور آتا ہے کہ ہر ایک بات سوائے ذکر الہی کے
 وذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس محالاً للشيطان فان القلب مثال حصن اه ابواب
 سو ایسا تو ذکر الہی ہے کہ جسکی طرف سے خاطر جمع ہے اور معلوم ہے کہ گزیر گاہ شیطان کا نہیں ہے بیشک دل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک قلعہ کئی دروازے والا
 كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب يملكه ويستولى عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا يقدر
 اور شیطان چاہتا ہے کہ اس میں ہر ایک دروازے سے آکر مالک اور استولی ہو جاوے اب آدمی کو
 على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلثه وابوابه ومدخله الصفات المذمومة
 حفاظت بدون گہمبالی دروازوں کے اور روکنے آمد کی راہ اور گھسنے کے رخنہ کے نہیں ہو سکتی اور قلعہ کے دروازے اور آمد کی راہ صفات مذمومہ ہیں
 فليس للادى صفة من صفات المذمومة الا وهى قوت من اقوات الشيطان سلاح من اسلحته وباب من
 سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ میں سے ایسی نہیں ہے کہ وہ شیطان کی کوئی قوت اور اسکے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار اور اسکے
 ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب المداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها
 دروازوں میں سے ایک دروازہ اور اسکے آمد کی راہ نہو اور دروازے اور آمد کاراہ بہت ہیں بعض ظاہر ہیں اور بعض پوشیدہ اور شیطان کے لیے سب
 مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب احد قد يلبس خلك الواحد بهذا الكيف فاعبد فيه مثاله
 کھلے ہوتے ہیں اور ان میں سے فرشتہ کے لیے ایک ہی دروازہ ہے اور کبھی وہ ایک بھی ان سب میں لجا تا ہے اس صورت میں آدمی کی کمادت ایسی ہے
 مثال لمساقر الذي بقى في اودية كثيرة الطرق غامضة السالك في ليلة مظلمة فلا يكاد يفعل الا بعين بصيرة و
 جیسے مسافر تنہا جنگل میں جہاں جبار طوف بار کبھی شے ہاتھ ہون اندھیری رات میں سو یہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی
 طلوع شمس مشرقة وامر اذ بعين البصيرة ههنا هو القلب المصنفي بالقوى المراد بالشمس مشرقة هو العلم المستفاد
 چمکنے سورج کو عین سے بھل سکتا اور عین بصیرت سے بہان نفوسے سرمان کیا ہوا دل مران ہو اور آفتاب روشن سے وہ علم مراد ہے
 من كتاب الله تعالى سنة رسوله اذ بها يعلم غوامض طرقه وابوابه ومدخله التي يدخل منها في القلب الامراض
 جو کتاب اللہ اور سنت رسول سے حاصل ہوا ہو کیونکہ ان میں دروازوں سے ہر ایک رستے اور اسکے دروازے اور دل کا ایسا رستہ جس سے بیماری علاج کی

المحتاج الى العلاج وعلاج الشئ لا يكون الا بصدا وصدا جميع الومساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
 ستاج دل میں آئیے معلوم ہو سکتے ہیں اور سرسبز عین کا علاج اٹکل ضد سے ہوتا ہے اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اس کا ذکر ہے ساتھ انھوں نے بالحق
 والتبری من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
 اور بری ہونا حول اور قوت سے اس طرح سے بڑھے پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطانی مردود سے اور نہ پھر ناگناہ سے اور نہ قوت طاقت کی امر اللہ بزرگ پر
 فان قيل هل يكفي في لدفع مخرج ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج في سد
 اگر کوئی پوچھے آیا دفع کے لیے صرف ذکر اللہ کافی ہے یا اس میں کچھ علاج بھی چاہیے پھر اس میں علاج کیا ہے سو جواب یہ ہے کہ اس میں علاج ہے کہ
 مداخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك
 اٹکل آدمی راہ دل کو صفات مذمومہ سے پاک اور تقویٰ سے آراہن کر کے مذکورہ ذکر کے اندر ذکر کا عمل ہے اور اس پر
 الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمرها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
 سب سے متقین کہ کسی کی قدرت بڑھتی ہے جنہوں نے اپنے دل سے صفات مذمومہ سے پاک اور تقویٰ سے آراہن کر کے ہیں اور انہیں یاد رکھنی چاہیے کہ
 الذكر لا يمكن في القلب بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتمكن الذكر
 ذکر اللہ دل میں جب ہی قائم رہتا ہے کہ تقویٰ سے آراہن کر کے صفات مذمومہ سے پاک ہو چکے اب اس کا پاک کرنا ضرور ہوتا ہے کہ اس میں ذکر قائم رہے
 فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطان لذلك قال الله تعالى ان الذين
 ایسے کہ اگر ذکر دل میں قائم نہ رہتا تو وہ حدیث النفس ہوگا پھر اس سے شیطانی وسوسہ دفع نہیں ہو سکتا اور اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 القوا اذا سئم طفت من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص لك بالمتقين فان القلب اذا
 ڈر رکھتے ہیں جہاں پڑ گیا انہیں شیطانی کا گزر چوکنگ گزر پھر جی انکو سوچنا چاہیے بیشک اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پرہیزگاروں سے خاص کر کرنا چاہا ہے
 تصهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز وبعينه من الاجتياز
 صفات مذمومہ سے پاک ہونا تاہم تو اس میں شیطانی کا قیام نہیں ہوتا بلکہ کسی آمدورفت ہوتی ہے اور آمدورفت سے بھی انکو
 ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جائع يقرب منك فان لم يكن بين يدك شئ من الطعام يذجر بقولك احسب
 ذکر اللہ بند کر دیتا ہے سو اسکا مثال ایسی ہے جیسے بھوکا کتا تیرے پاس چلا آئے پھر اگر تیرے سامنے کچھ کھانا نہ ہو تو اتنا ہی کہنے سے چلا جاتا ہے اور یہی
 الصق يدفعه وان كان بين يدك شئ من الطعام ليج عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
 رشتہ کار اسکو دفع کرتی ہے اور اگر تیرے سامنے کوئی کھانا موجود ہو تو چل کر تیرے پاس اور صرف دُعا سے نہیں جاتا سو جو دل ہوا سے خالی ہو
 يذجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرده الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر
 تو شیطانی وہاں سے صرف ذکر سے چلا جاتا ہے کیونکہ شیطانی غفلت ہی کو وقت دل میں جب ذکر اللہ سے خالی پاتا تو جاسکتا ہے پھر جب ذکر کرتا ہے تو
 يخنس الشيطان فاما القلب المعوق بالهوى فلكون الهوى قويا ليشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
 پھیلے بالون بھاگن ہوا جو جمل حواس میں لگا ہوا ہے تو ہوا میں جو شیطانی کی قوت بازو ہے تو وہاں شیطانی جگہ پھرتی ہے اور ذکر سے نہیں ہٹتا
 والحاصل ان القلب مع غلب عليه مقتضيات الهوى يجر الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يتحل
 خلافت ہو کہ دل پر اگر ملازم ہوا کے غالب ہو جاتے ہیں تو شیطانی کا لڑکھانا ہو جاتا ہے پھر اس میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور جب ذکر میں مشغول ہوتا ہے
 عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلصم فيه والتطارد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
 تو شیطانی وہاں سے چلے جاتا ہے اور فرشتہ وہاں آکر اہام کرتا ہے اور قلب کے معرکے میں درمیان دونوں لشکر فرشتہ اور شیطانی کی ہمیشہ جنگ دھماکوں سے
 التي لا ينفذ في القلب احد ما فاذا القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلات بالوساوس الداعية الى اتيار
 آخر کو کسی ایک کھلی ہو جاتی ہے سو اکثر دل تو شیطانی فتح کر کے مالک ہو گیا ہے پھر وہ ایسے وسوسوں سے پھرتا ہے جو گمراہی میں لے جاکر ظن اشتہار کرنے

الدنيا واطراح الاخرة ومبدأ امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتخليتها باذكار الله تعالى
 نيا اور انک کرنے آخرت کے بلائے ہیں اور جب وسوسہ ہونے کا ہوا کی پیروی آ رہا ہے اسکا فتح ہونا ممکن نہیں ہے چونکہ اس کے کہہ اسے خالی کر کے ذکر الہی سے روکنی پڑے
 وذاك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع الى الخير
 اور یہ حالت میں سر نہیں ہوتی بلکہ دریاقت خطرات کو چھوڑنے کے اندر ہوتے ہیں کیونکہ اندرونی خطرات کی ایک بڑی قسم ہے کہ یقینی معلوم ہے کہ وہ خیر کی طرف بلا رہی
 فلا يخفى في كونه الهاما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى في كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا يخفى
 اب وہ بلاشبہ ہمام ہے اور سوسہ ہے کہ یقینی معلوم ہے کہ بدی کی طرف بلا رہی ہے چہرہ بلاشبہ وسوسہ ہے تیسرے زرد یعنی دودلی میں معلوم
 انه من ملة الملك او من ملة الشيطان اذ من مكان الشيطان ان يعرض الشر في معرض الخير ويميز ذلك
 کہ وہ فرشتہ کے اثر سے ہے یا شیطان کے اثر سے کیونکہ شیطان کا مقصد بھی ہونا ہے کہ بدی کو خوبی کے لباس میں پیش کر دے اسکی تیز بہت
 غامض في ذلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاعنياء وسائر اصناف الخلق ممن يكون
 و شوارہ اور اس کو سے بہت لوگ غائب اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت بلکہ لوگ جو کچھ
 ظاهر الذنب لا يرضون لانفسهم الخوض في المعاصي الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوهم الى الشر الصريح فيصوبه
 کما ہے گناہ کو ناپسند کرتے ہیں اور اپنے لیے صریح گناہ میں خوض کرنے پر ہاضمی نہیں ہوتے تو شیطان کی طاقت نہیں ہے کہ انکو صریح گناہ پر بلا لے اب اس گناہ کو
 بصورة الخير وتلبساً به من هذا الجنس لا نهاية لها وانه كان له فيما يتعلق بالعقائد والاعمال لاحصر لها فان
 تیرکی صورت دے دیتا ہے اور اس طرح کے تلبیسات کی کوئی نہایت نہیں ہے اور شیطان کو کچھ عقائد اور اعمال سے علاوہ رکھتے ہیں بشمار میں تلبیس
 تلبسه في الاعتقادات والعبادات وقد انتشر في البلاد وشاع بين العباد فينبغي للعباد ان يتقوا عند كل هم
 شیطان کے کما عقلوں اور عقائد تمام شہر و زمین منتشر اور تمام خلقت میں مشہور ہیں اب انسان کو چاہیے کہ ہر ہر ہم کو جو اس کے دل میں گذرتا ہے
 يخطر بباله ليعلم انه من ملة الملك او من ملة الشيطان ويؤمن النظر فيه بنور البصيرة لا بهوى الطبع لان الوساوس
 شامل ہر سوچے ہوئے کو فرشتہ کا اثر ہے یا شیطان کا اثر ہے اور ہر شے کے نور سے اس میں خوب غور کرے ہوا تلبیس ہے جو چاہے اسے کوسو
 يجاذب لقلب يباغية يلهيه عن ذكر الله تعالى فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخير لها الى الموت ولا يتخلص
 بلکہ کھینچتا ہے اور امدد کر کے بھلا کر لو میں ڈالتا ہے سو اس میں مجاہدہ ضرور چاہیے اور یہ مجاہدہ موت تک پورا نہیں ہوتی اور زندگی بھر شیطان سے
 احد من الشيطان مادام حيا فانه مادام حيا فابواب قلب الشيطان منفتحة غير متغلقة ومهما كان لها منفتحة
 کوئی نہیں چھوڑتا کیونکہ آدمی جتنا زندہ رہتا ہے تو شیطان کے واسطے دروازے دل کے کھلے رہتے ہیں بند نہیں ہوتے اور جب دروازہ کھلا ہوا
 والعدو غير غافل لا يدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال جل للحسن يا ابا سعيد ايناه ابلت تبسم
 اور دشمن جو کس ہوا تو بدو نہ گھمائی اور مجاہدہ کے دفع نہیں ہو گا اور یہی ہے جب کسی شخص نے حسن سے پوچھا کہ ابی ابو سعید کیا ابلت تبسم
 وقال لو كان ينام لوجدنا راحة فان قيل هل يقاوم العبد جميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يقاوم بعضها
 کما اگر ابلت تبسم ہو یا تو ہم کرام سے ہی نہ رہتے اگر کوئی پوچھے کیا انسان سے تمام وسوسوں دلی اور خواطر کا مواخذہ ہو سکتا ہے یا سب کا مواخذہ نہیں ہے
 بل بعضها فالجواب ان ذلك غامض لا يوقف عليه ما لم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدأ وقوعها
 بلکہ کسی کسی کا ہر جواب یہ ہے کہ یہ امر بہت مشکل ہے معلوم نہیں ہو سکتا جب تک تفصیل دل کے وسوسوں اور خطرات کی ابتدا پیدا ہونے سے معلوم نہ ہو
 الى ان يظهر في الجوارح آثارها فان ما يقع في قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالي في الاحياء على اربع مرات اوله
 یہاں تک کہ اعصاب پر کیا اثر ظاہر ہوا اس لیے کہ انسان کے دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کے احمار میں چار مرتبہ ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے
 ان يرد على قلبه ابتلاء من غير قصد وهو الخاطر وليس حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امر آفة كانت
 کہ اس کے دل پر چھوٹتا ہی ہے بقصد خیال آوے اور اسکو حديث النفس کہتے ہیں جیسے اس کے دل میں یہ خیال آوے کہ وہ

بعضها

وراء ظهورة في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها
 جزيئية استهين بدنيا بابيه ايضا ان كانت البتة ويكفله اوروسام تبه زليين اس كالم كى عزيت كاجوسن كرتا ليغى عزيت اس عورت كود كمنه كى
 وهو حركة الشهوة التي تكون في الطبع وتقلد من الخاطر الاول وليس ميل الطبع والثالث تحكمه بان هذا الفعل
 اورى شهوت كى حركة كى جوفه بخود طبيعت بين جون اور اس پي خيال سے پيدا هوتا هو اسكو ميل طبع كيتي بن پوچھرا مرتبه حكم كرتا كى كام
 الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسى اعتقادا والرابعة تضميم عزمه على الفعل الذي
 يعني اس عورت كاد كمنه بابيه اورى مرتبه خاطر اور ميل دونون كى بچھے هوتا هو اور اسكو اعتقاد كيتي بن اور جوفه ختم تبه اس كام پر عزم كام صوم كرتا
 هو النظر اليها وليس هذا هيا وقصدا ونية وهذا لهم قد يكون له مبداء ضعيف لكن اذا الصفى لقلب الخاطر حتى
 يعني عورت كى ديكھنے بر اور اسكو هم اور قصد اور نيت كيتي بن اور اس هم كام مبداء كجھي ضعيف هوتا هو ليكن اگر دل خاطر كى صاف كرتا هي
 طالت محادثته للنفس يتأكد هذا الهتم ويصير ارادة مجزومة اذ اثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه
 آسپين بت كسا و نفس كى دراز هوتا هو سے تو هم كچھ تها هو اور اراده يا جزم هوتا هو تها هو بيه معلوم هوتا هو چكا تو خاطر پر بندہ سر مواخذہ نيت كرتا هو كرتا هو
 لا يدخل تحت الاختيار وكذا الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
 اختياري نيتن هو اور ايسه هي ميل يعني جوش شهوت كى آدمى سے مواخذہ نيتن هي كيتي كى اختياري نيتن نيتن هو اور اس حديث من هي
 المراد بقوله عليه السلام عفى عن امتي ما تحدثت به انفسها كان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي تقع
 مراد هو ميرى امت سے حديث النفس معان هو اهو
 في القلب لا يتبعها عزم اذا ليس على لحم والعزم حديث النفس اما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمراد بدين ان
 اور انپر كچھ عزم نيتن هوتا كيتو كى هم اور عزم حديث النفس نيتن كسلاتا اور ايسه مرتبه كه وه دل كا اعتقاد وكلمه سر سووه دو حال سر نيتن كرتا
 يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختياري ولا يؤاخذ بالاضطراري واما الرابع وهو لهم فيؤاخذ
 يا اختياري هو كا يا اضطراري هو اختياري من آدمى سے مواخذہ هو اور اضطراري من مواخذہ نيتن هو اور يا جوفه ختم تبه نيتن هو
 به العبد لانه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان
 بندہ سے مواخذہ هو اننا هي كى اگر اپنے هم پر نادم هوتا هو اس كام كو الله تعالى كى خوف سے ترك كيا تو اوب هوتا هو اسوا سطي كى هم انسان كا اگر هم
 سيئة لكن امتناعه ومحاهده نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تحقق
 بر پر اس بزرگنا اور ايسه نفس كا مجاہدہ حسنة بين هو كچھ عزم بين انسان مستحق ثواب كا هوتا هو اور اگر وه كام
 الفعل بعائق وتركه بعد لاخوف من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري للقلب فيؤاخذ به صاحب
 كسى اور مانع كى سبب هوتا هو اور كسى عذر سے نه كيا كچھ خوف اكى سے نيتن چھوڑا تو گناه هوتا هو كيتو كى هم تو دل كا فعل اختياري هو سو ايسه مواخذہ هوتا هو
 فان من عزم على معصية وتعد عليه فعلمها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
 بيشك جبنه معصيت پر عزم كيا اور كسى سبب سے ايسر عمل دشوار هوتا هو غفلة سے رگيا تو يه خوف اكى كى سبب سے باز نيتن رباب
 له حسنة وقد روى انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح و
 اسكو ثواب كيا هو او ايوي ايت هو كى نبى عليه السلام نے فرمايا هو كى آدمى اپنى اپنى نيتون پر اچھلے اور اسين فكر نيتن هو كى اگر رات كى كسى نيتن عزم كيا كيتو كى صبح هوتا هو نيتن
 يقتل مسلما او يذبحه او يشرط الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مضرا على الدنيا
 سلم كرتا هو كى فلان عورت عزنا كى شرب هوتا هو كيتو كى كولا اور گناه كرتا هو كچھ اسه رات بين مرغا تو كيتو كى رگنا هوتا هو پر دشا هو امر يكا
 ويحشر نيتن مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه نرى انه عليه السلام قال اذا
 اور اپنى نيتن پر اچھلے او جوفه ختم نيتن سے صرف گناه كا عزم واقع هوتا هو كيتو كى كچھ نيتن هو اور اسكى دليل يه روايت هو كى نبى عليه السلام نے فرمايا هو

القتل المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اسرا
 دو مسلمان تلوار بیکر مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل تھا مقتول کی کیا خطا ہو گی کہ وہ بھی
 ان یقتل صاحبہ و هذا نص في كون المقتول من اهل النار بحجج الالاداع انه قتل مطلوبا فكيف لا يؤخذ
 تو یہ کہ قاتل کیا جاتا تھا اور یہ صاف بیان ہے کہ صرف ارادہ سے مقتول بھی دوزخی ہے اور جو دیکر مطلوب ہوا گیا وہ اب

العبد بالذنب والغرم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مؤاخذ به الا ان يكفره بحسنه ونقض الغرم بالندم
 بندہ سے نیت اور عزم پر کبوتر کو مواخذہ نہیں ہوگا اور جو بات اختیاری ہو سو امین مواخذہ ہے اسکا عوض کسب سے کر دے اور عزم کا ناسخ کر دے تو وہ بھی
 فلذلك يكتب حسنه و اما فوات المراد بعاقق فليس بحسنه فلذلك يكتب سيئه فيؤاخذ بها العبد فكيف لا يؤاخذ
 اسی لیے تو اب لکھا جاتا ہے اور یہ کام کا فوت ہونا کسی باغ سے سوچنے نہیں ہے اس لیے گناہ لکھا جاتا ہے اور اس پر آدمی سے مواخذہ ہوا آدمی سے

العبد باعمال لقلوب والجبر والحب والرياء والحسد والتفك وجلة الخبايا من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى
 اعمال قلوب یعنی کبر اور خود بینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کبوتر کو مواخذہ ہوا اور خباہت تمام اعمال قلوب میں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مستو ولا فانه تعالى اخبرني هذه الاية ان العبد بكل واحدة من
 بیشک کان اور اکبر اور دل ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ آدمی سے بعض ہر عضو سے

تلك الاعضاء يكون مستو لا عنه فيما يدخل تحت اختياره مثلا لو وقع بصرك على محرمة بغيا خبيرا لا يؤاخذ
 جو باتیں اختیاری میں پوچھ ہوگی مثلا اسکی کچھ کسی حرام پر بے اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچھ مواخذہ نہیں ہے پھر اگر اس کے بعد دوبارہ
 بهذه النظر فان اتبعها نظرة ثانية يكون مؤاخذ بهذه النظر الثانية لكونه مختارا فيها وكذلك حياطة القلوب
 لکھا کہ تو اس نگاہ و ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اس میں اختیار تھا اور ایسے ہی دل خطرات کی

تجرى هذا الجري بل لقلب بالمواخذة لانه الاصل ان من حكم قلبه بشيء كان مخطئا فيه يصدر خيرا او يفسد
 یہی راہ ہے بلکہ دل پر مواخذہ اور نہ ہو کیونکہ سب کی اصل ہر شے کے لیے کسی عبادت پر عزم کیا تو اسکا عوض ہوتا ہے اگر نیک ہے
 فخير وان شرافته من ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاتها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله ان
 تو نیک اور اگر بد ہے تو بد جیسے کوئی خیال کرے کہ میں پاک ہوں اور جا کر نماز جمعہ آئی پھر یاد آیا کہ میں پاک نہ تھا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

تركها ثم تذكر يكون معاقبا بتركه ومن وجد على فراشه امرأة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن يكون عاصيا
 یو تین ترک کی پھر یاد آیا تو نماز چھوڑنے کا عقاب ہوگا اور اگر کسی نے اپنے بستر پر عورت دیکھی گمان کیا کہ میری بی بی ہے پھر اسی خیال پر اس سے جماع کیا تو اس پر عیب لگتا ہے
 بوطئها وان كانت اجنبية وان ظن انها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون عاصيا بوطئها وان كانت حقة كل ذلك بالنظر
 اگر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پھر اسی خیال پر جماع کیا تو اس پر عیب لگتا ہے اگر وہ اسکی بی بی ہی ہو یہ تمام باعتبار عزم

الى القلب من الجوارح فان الوسوسة انما تكون مرفوعة من هذه الامة اذا لم يبلغ مرتبة الغرم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
 دل کے ہر جوارح پر نہیں ہے کیونکہ وسوسہ اس امت کو عیب عزم کے درجہ کو نہ پہنچنے معاف ہے اور اگر اس درجہ کو جا پونہما
 فلا تكون مرفوعة بل يؤاخذ بها العبد فيجب عليه ان ينقضها بالندم والاستغفار حتى تنقلب حسنة والا يكون
 تو پھر صاف نہیں ہے بلکہ آدمی سے اس پر مواخذہ ہوگی اور اسکو واجب ہے کہ عزم کو نہ امت سے توڑے اور استغفار کرے تاکہ ثواب اور نسیان

الشیطان مستوليا على ملكة القلب فينجس اللعين وعدة الذي حكاها الله تعالى عنه حيث قال لن اخرجنك الى
 شیطان دل کی ملکات پر غالب ہو جاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کرے گا جسکی اللہ تعالیٰ حکایت کرتا ہے چنانچہ فرمایا اگر تو مجھ کو دھمیل دے
 يوم القيمة لا تخينك ذنبيته الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لا تؤدبتم حيث ما شئتم و
 قیامت کر دن تک تو اسکی اولاد کو لگام دے لوں مگر تھوڑے ہی آدمی ہیں کہ اگر تو مجھ کو قیامت تک نہ بانی رہے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے انکو جان و مال کا کچھ نہ بچاؤ

لاستولین علیہم استیلاء قویاً الاثلیلا منهم وهم المخلصون من عبادك الصالحین هذا كقول اللعین لا زینت لهم
 فی الارض ولا غوینام اجعیج وانما عرف اللعین حصول هذا المطلب له مع انه لا یعلم الغیب استیلاء الامارات
 فیہم من كون مبدأ الشر متعدياً او مبدأ الخیر واحد الاذ فی نفس الانسان قوة بهیمة شهوانیة وقوة سبعیة
 غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلاثة مستولیة علیہ من اول الخلق داعیة له الی الشر وبعد هذه
 الثلاثة فیہ قوة عقلیة ملكیة وهی وان كانت داعیة الی الخیر لکن انما تكمل بعد استیلاء الثلثة اولاً علی القلب
 فلما رأى اللعین ذلك علم ان ما یریدہ يمكن حصوله فان الشهوة والغضب قلیت لقلدان للانسان انقیاداً تاماً
 فیعینا نہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویجسنان عرفقته فی سفرۃ الذی هو بصدحة وقد یستعصیان علیہ استعصاء
 لبغی وترجحت حتی یلکانہ ویستعبدانہ وفیہ ہلاکہ وانقطاعہ عن سفرۃ الذی بہ وصولہ الی سعادة الابد فینبغی لہ
 ان یستعین عینہما بالاعقل وان ترک الاستعانة بہ وسلطہما علی نفسیہ یسلك ہلاکہا بیئنا ونحیرنا تعظیما و
 ذلك حال کثر الخلق فان عقولہم صارت مسخرة لشهواتہم فی ستنباط الحیل لقضاء الشهوة وكان من حقیقہم ان
 خاطر الایمان فیمنعہ عن الشر ویدعوه الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرة خاطر الشر فیقوی داعی الہوی فیخین
 والسنعم بلاذ الدنیا فیفیل النفس الیہا فینبعث العقل الی نصرة خاطر الخیر ویوج النفس فیقہم فعلہا وینبہا الی
 الجہل ویشہبہا بالہا ثم فیجعی علی الشر وعدم اکثر اثارہا بالعواقب فیفیل النفس الی نصرة العقل فیجمل الشیطان علی النفس حملة و
 یقول لہا مالک تمنعین عن ہواک وهل یوجد احد من اهل عصرک یخالف ہواہ اما توین ان اکثر علماء زمانک لا
 یحذرون عن الہوی ولو کان شراً لا متنعوا عنہ افتدرك لہ ملاذ الدنیا یتمتعون بہا وتبقى محرماً متعباً یضربک علیک
 بدہیز نہیں کرتے اگر عیش و آرام بڑا ہوتا تو وہ بھی باز رہتے کیا عیش اور لذت دنیا کی انکو دیتا ہے کہ وہ عین ادا دین اور تمشق میں محروم رہیں

بزرگ عبادت اور تائبان کونین بزرگ عبادت

اهل مكة فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيميل العقل على النفس حيلة ويقول الساهل هلك الامن مع هواه ونسى
 اب نفس كوسوسة الشيطان في رمت آتة كهي في سحر عقل نفس بر حمله كرسيمها ان في كره في خراب هو اجموع هو اكله في يحبه ك
 الاخرة وما والا ان تفعلين بلاه يسيرة وتلكين لذة الجنة التي لا يتناهي نعيمها ابدا لا يدام تستحقين الم النار
 آخرت كسحك كسجول كالتواخي في لذت بر قناعت كركبت كالي استمالذت كركبتي تمام منووس كجورس دتيا هو كيا سزاوار ووزع كعذابا كجواها سزاوار
 تغترين بعقلة الناس تباعن هواهم مع ان عذاب النار لا يخفت عندك بمعصيتك اذ قد ان الناس كلهم لو وقفوا في
 لوكون كخفت كانهي هو ادهوس كسحبه كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 الشمس يوم الصيف وكان لك بيت بارد اذ كنت تسعدهم على القيام في الشمس ثم تخالفهم وتذهب من الشمس فكل من
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 فانك اذ كنت تخالفهم فكل من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرار من حر النار فخذ ذلك فيميل النفس الى العقل كركبته من ادهوس
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 تتردد متجادبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولي به فان كان الغالب عليه الصفات التي
 اسي دورا في من كسبي او صر كسبي او صر كسبي او صر كسبي او صر كسبي او صر كسبي او صر كسبي او صر كسبي او صر كسبي
 يميل الى الشر ويحري على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب بعدك من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى في هذه الطاعات والمعاطة الخيرات
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 تكون علاقات يعرف بها سلوك القضاء والقدر وهي نما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 لربها اهلها فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلها فاستعملهم بالمعاصي ثم عرف الخلق على اهل الجنة واهل
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 النار فقال ان لا يرارني نعيم وان النار هي التي نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس

المجلس الرابع والسبعون في بيان ظهور اسلام غريبا وسيد غريبا قال رسول الله صلى الله

عليه سلم بدأ الاسلام غريبا وسيد غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابين والابو هريرة ومخارجه
 اسلام ابدا من غريب شروع هو اجماع كسحبه كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 ان الاسلام في ابتداءه ظهر في احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك بسبل حقه النقص و
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس
 الاختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس قلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من لقبان الغنة
 كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس كركبته من ادهوس



انہم الذین كانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلۃ منهم الا الواحد الاثنان بل لا یوجد احد منهم فی القبائل والبلدان
 ۷۰۰۰۰ لو کہیں جو قبیلہ میں انہیں سے سوا ایک یا دو کے نہیں ہوتے بلکہ ایک بھی انہیں کا
 کماکان كذلك فی اول الاسلام و فی حدیث اخر انہم الذین یصلحون اذا فسد للناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون بالسنۃ
 جیسے اول اسلام میں انہیں تھے اور ایک اور حدیث میں آکر وہ لوگ ہیں جو بلال کثرت میں جب لوگ بگڑ جاتے ہیں مراد ہے ہرگز وہ اصلاح پر نہیں ملتے کہتے ہیں
 فی زمن فساد الناس فی حدیث اخر انہم الذین یصلحون ما فسد للناس بعدی من سنتی فہو کما ہم لغرباء المہل و ہون
 جس زمانہ میں لوگ فساد کرتے ہیں اور ایک اور حدیث میں آکر وہ لوگ ہیں جو کہ میرے بعد میری سنت کو بگاڑ دینے کے سوا جماعت غریب ہے
 المعبوطون و قلتہم فی الناس جدل سموا غریبا و ہم قسمان احدهما من یصلح نفسہ عند فساد الناس الثانی من یصلح
 جسک مع ہولی اور انکے سے مراد ہے کہ لوگ سمیت کثرت میں تو انکا نام غریبا ہوا یعنی وہ جو اپنے حال درست کر لیں جب لوگ بگڑ جائیں تو وہ
 ما فسد للناس من السنۃ و ہوا علی القسمن ہم القائمون بوظیفۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فہو کما اقل الناس
 ہر دو لوگ ہیں جو بگاڑی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہ دونوں اعلیٰ درجہ کے ہیں یہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وظیفہ پر قائم ہونگے سوا اسے لوگ
 فی اخر الزمان كذلك و صفوا بالغرۃ لقلتم کما جاء فی بعض الروایات انہم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من
 آخر زمانہ میں بہت کتر ہونگے اور اسی لیے غربت انکا و طفت بکثیر اور کیونکہ قلیل ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا کہ کچھ لوگ صالح ہیں اور کتر ہیں کراہت جو بہت
 یبغضہم اکثر من یطیعہم فی ہذا اشارۃ الی قلتہم و قلة المستجیبین لہم و کثرة المنکرفین لہم العاصین لہم و ہذا
 انکہ بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنے والوں کی بہت زیادہ اور انہیں انکی اطاعت کی قلت کا اور تنہائی اور زمانہ مانوں کی کثرت کا اشارہ ہے اور اس
 الفضل العظیم الموعود لاهل المغربیۃ انما ہو لقربتہم بین الناس و تمسکہم بالسنۃ بین ظلم الہواء فاذا رأی المؤمن کان
 فضل بزرگ کا جو اہل غربت کے لیے وعدہ ہوا ہے کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور سواد ہوس کی تاریکی میں وہ سنت کو پکڑ لیں جس سے کونسا مومن
 علیہ الناس فی ہذا الزمان من البدع والضلالات عدلہم عن الصراط المستقیم الذی کان علیہ سول اللہ علیہ السلام
 اس زمانے کے لوگوں کا حال دیکھیے یعنی بدعتیں اور بے راہ بیان اور سیدھی راہ سے الگ چلنا
 واصحابہ و دعاهم الیہ و قدح فیما ہم علیہ من منکرات فہناک تقوم قیامتہم او ینصبون لہ الحمائل و یجلبون علیہم
 اور انکے اصحاب بھی اور انکو اسراہ ستیم پر بلا لے اور انکے عمل منکرات کو توڑے پس اسوقت انہیں قیامت برپا ہوگی اور اس مومن کے لیے جہاں بجاوے اور اس پر
 بنحیابہم و رجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تمسکہ بالسنۃ لتمسکہم بالبدع غریب فی اعتقادہ
 اپنے سوا اور بلا لے چڑھا دینگے اب وہ شخص پھر میں غریب ہو کیونکہ انکے دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت سے متکرتے ہیں غریب ہو کیونکہ وہ لوگ بدعتوں سے
 لفساد اعتقادہم غریب فی طریقہ لفساد طریقہم غریب فی معاشرۃ معہم لانہ لا یعاشرہم فیما تہوی نفوسہم و بالجملة
 کیونکہ انکے عقائد تمام فاسد ہیں چنے طریق میں غریب ہے کیونکہ انکے سب طریق فاسد ہیں ان میں غریب ہے کیونکہ انکے ساتھ گذران میں غریب ہے کیونکہ انکے ساتھ نہیں ہو چکا جو کہ انکے خواہش کرتے ہیں
 فہو غریب فی امور دنیاہ و اخرتہ لا یجد مساعدا ولا معینا و قد قال اللہ تعالیٰ یعاونک علی البر و التقویٰ لا تعاونوا
 کہ وہ کام سونہ دنیا میں اور غریب میں غریب ہے نہ اسکا کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی مسہین اور مشیک اللہ تعالیٰ فرمائے اور آپس میں مدد و نیک کام پر اور پھر ہر گارجی اور مدد نہ کرے
 علی الاثر و العذر انہم عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحب سنۃ بین اہل بدع داع الی اللہ تعالیٰ رسولہ
 گناہ پر اور نہ زیادتی پر نہیں وہ ہر ایک اس قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتے اپنے دین کا عالم ہے بدعتوں میں صاحب سنت ہر اللہ اور انکے رسول کی طرف
 بین دعاۃ الی البدع والضلال امر بالمعروف نایہ عن المنکر بین قوم المعروف عندہم منکر و المنکر معروف اولہذا قال
 بلا تاہم اس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلا لیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہایت لوگوں میں کہ معروف انکو عند یہ میں بدعت اور بدعتوں میں نیک ہر اسی لیے
 النبۃ علیہ السلام یا تی علی الناس ان لصابرہم علی دینہ کالقابض علی الجمرۃ علیہ السلام بین ہذا الحدیث ان الذی یاخذ النار
 نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جو صبر کرنے والا ایسا ہے جسے آگ میں نہ لگائے ہو بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص آگ میں آگ لے لیرے

اس زمانے کے لوگوں کا حال دیکھیے یعنی بدعتیں اور بے راہ بیان اور سیدھی راہ سے الگ چلنا

بالكف كما يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصدر الشديد فكذلك من يترك بالسنة ويعمل بها في اخر الزمان كما يمكنه الحفظ
 جیسے اسکو آگ کا لینا بدون سخت سبر کے سہل نہیں ہے ایسے ہمارے جو سنت سے متناہی کرنا اور سنت پر عمل کرنا ہوا آخر زمانہ میں اسکو
 على دينه بالسهولة الا بالصدر الشديد لذلك كان اجرة كثيرا كما قال النبي عليه السلام من يترك بسنتي عند فساد
 ديني كمن حافظ بدون سبر کے سہل نہیں ہے اسی واسطے اسکا ثواب بھی بہت بڑا ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کرے جب میری
 امتي فله اجر مائة شهيد روى عن ابى امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالا وادبارا وان من اقبال لدين ما كانت
 امت فاسد هو جالس لو انك لیتے توستہید کا ثواب ہے اور ابوامامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر شے کا اقبال ہوتا ہے اور ادب اور مٹنا ہے
 عليه من العصى الجمالة وما بعثني الله به وان من اقبال لدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
 اور اقبال دین کا ہے کہ تمام قبیلہ دانا ہو گیا ہو تاکہ کہ اس میں فاسق نہ ہو ایک
 والفاسقان فمهما مقهوران ذليلان وان من ادبار لدين ان تجفوا القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه والفقهاء
 بارو کر نہیں ہے سو ہی مغلوب اور خوار اور دین کا ادب ہے کہ تمام قبیلہ میں جو ٹوٹے پھرو تو اس میں سوائے ایک یا دو فقیروں کے نہ رہے
 وهما مقهوران ذليلان لا يجدان على ذلك اعوانا ولا نصارا فانه عليه السلام وصف المؤمن لعامل بالسنة الفقيه
 اور وہ بھی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاویں گے کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نے مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کرے دین کا نقیب ہو
 في الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد عينا ولا نصيرا وذلك قال الثوري اذا ائتمت العالم
 یہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ میں جب تک عالم فاسد ہو جاوے گا تو غلوب ہوگا اور خوار ہوگا اور نہ مددگار اور نہ کسی سے لڑی نہ کہتا ہے تو دیکھ کر عالم کہ
 كثيرا الا صدق فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن كعب بن جابر انه قال لياتيكم زمان تكثر فيه الموعظة
 بہت دوست ہیں تو جو سچے لوگوں سے غلامی ہے کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو انکے سب دشمن ہو جاتے اور کعب بن جابر سے روایت ہے کہ اس نے کہا اب آتی ہے ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ تم لوگوں کو
 حتى يخفى المؤمن يامانه كما يخفى الفاجر فجوره ويعيد المؤمن بايمانه كما يعيد الفاجر فجوره وانما يعظم ذل المؤمن في
 یہاں تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسا چھپتا چھپتا چھپتا جیسے بدکار بدکاری لیکر چھپتا چھپتا چھپتا ہے ایمان میں سطون ہوگا جیسے بدکار خجور سے سطون ہوتا ہے اور کرم کی ذلت
 اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غيرهم بالكلام بقرهونه ويؤخذونه لمخالفة طريقه لطريقهم
 آخر زمانہ میں اسی لیے بڑھ جائے گی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہو جائیں گے اور وہ انہیں تنہا ہو کر سب سے سب اسکی تحقیر کر کے ایذا دینگے کیونکہ اسکا راستہ
 ومباينة مقصودهم وعدم موافقة لهم فيما هم عليه لا سيما ان امرهم بمعرفتهم عن منكر كما قال حذيفة
 انکے راستے سے مخالفت اور اسکا مقصود انکے مقصود سے الگ ہو گیا اور انکو جلال علیہ کے موافق نہیں ہوگا تا مگر اسوقت کہ معرفت کا انکو حکم اور کفر سے انکو خبر نہ چنانچہ حذیفہ
 الي ما ياتي على الناس من ان يكون فيهم جيفة حمار احب اليهم من مؤمن يامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ورور عراب عباده
 میں الیا جیے گا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آوے گا کہ انکو مردار کے برابر زیادہ محبوب ہو گیا ایسے مؤمن سے کہ انکو نیک بات بتا دے اور گناہ سے نہ کرے اور امین غماض روایت ہے
 انه عليه السلام قال اتى على الناس من ان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل به ذلك يا رسول الله قال
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آوے گا کہ مؤمن کی دل ایسا گھل جائیگا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے کسی نے عرض کیا کیسے یا رسول اللہ فرمایا
 مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من ان منكر ان لم يقدر على ازالته فبال حيا ومنهم من عرض
 ایسے کہ منکرات دیکھیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضے متقدمین نے منکر کو دیکھا اور مخالف کی قدرت نہیں ہوئی تو خون سوتنے لگا اور بعضا مدت تک تیار رہا
 اياما وقد قال النبي عليه السلام امثال الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لهم يخلو عن الابداء بل جاء حد
 اور بیشک نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام لوگوں سے زیادہ بلا میں انبیاء ہیں پھر صلحا
 كذلك لا يخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنكر عن الابداء بالمعاصي فان من
 ایسے ہی علماء اور صلحا اور معروف کے ار کرنے والے اور منکرات سے روکنے والے ان لوگوں کے ابتلا میں ہیں جو معاصی پہاڑے ہوئے ہیں بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونہی عن المنکر فی هذا الزمان یكون قائما بالبرکة الاعظم فی الدین المہم الذی بعث اللہ بہ جمیع
 اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تواتر سے دین کا بڑا اہم رکن سمجھا رکھا ہے اور بڑا ضروری کام جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام
 امر سلین و قد ذلک قال النبی علیہ السلام من امر بالمعروف ونہی عن المنکر فهو خلیفة اللہ فی أرضہ و خلیفة
 رسول اللہ کو بھیجا ہے اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا جسے امر بالمعروف کہا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ
 کتابہ و رسوله وانما کان كذلك لان الانبیاء ما بعثوا الا لامر بالمعروف والنہی عن المنکر و ذلك وظيفتهم التي
 اور اسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہونا اور یہ درجہ اس لیے ہے کہ انبیاء اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ ایک بات بتا دیں اور بد سے منع کریں اور یہی انکا وظیفہ ہے
 جاء و ابہا فمن تبعہم فیہا و امر وہی یكون نائبا عنہم فی هذا الامر العظیم و تلی منزلتہ منزلتہم فی هذا الخطاب الحسیم
 جو لیکر آئے ہیں پھر جو شخص انکا تابع ہو اس باب میں امر کیا اور نہی کی تو اس عظیم بین انکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ انکے مرتبہ سے اسکا بڑے بڑے میں قریب ہو جائیگا
 كما الشیر الیہ قولہ تعالیٰ ان الذین یكفرون و یبایئ اللہ و یقتلون التائبین یغفر حق و یقتلون الذین یأمرون
 چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت میں ہے جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے
 یا لقسطن من الناس فبئس لهم بعتاب لیلہ فانه تعالیٰ ذکر الذین یأمرون بالعدل بعد الانبیاء فی الترتیب
 انصاف کو لوگوں میں سے سوائے خود نبی ہی کے دوسرے کو لوگوں کا جو عدل کا حکم کرتے ہیں بعد انبیاء کے ترتیب سے ذکر کیا
 وقد ذکر فی تفسیرہ هذا الایمان علیہ السلام قال قتل بنو اسرائیل ثلثہ و اربعین نبیا فی اول النہار فی ساعۃ واحدہ
 اور اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت میں قتل کیے
 فقام مائة و اثناعشر رجلا من عباد نبی اسرائیل فامر وہم بالمعروف و نہوہم عن المنکر فقتلواہم جمیعا فی اخر
 پھر ایک سو بارہ شخص نبی اسرائیل کے غائب ہوئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت انکو قتل کیا
 النہار و ہم الذین ذکرہم اللہ تعالیٰ فی قولہ و یقتلون الذین یأمرون بالقسطن من الناس فان اهل الدین من
 وہ لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے یہ اس آیت میں کیا اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے انصاف کو لوگوں میں سے بیشک دیندار امر
 بالمعروف و الناہین عن المنکر فکما ینفک عن ضروب الاذی انواع البلاغ بالخراج من البلاد و السعیۃ
 بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اقسام تکالیفوں سے اور انواع بلیات سے بہت کم بچتے ہیں شہروں سے نکالے جاتے ہیں
 الی السلاطین و الحکام و الشہادۃ علیہم بالکفر و الخروج عن الدین و نسبتہم الی ما یوجب فسقہم من ابداع و
 سلاطین اور حکام کے ان انکی پھٹی کھاتے ہیں اور انہیں کفر کی اور دین سے بے دینی کی گواہی دیتے ہیں اور ایسے عمل کی نسبت کر دیتے ہیں جن سے کفر کا سبب ہو
 المعاصی غیر ذلک مما ہو خیرہم فی الدنیا و الاخرۃ فعلمہ هذا ینبغی للامر بالمعروف و الناہی عن المنکر ان یوطن
 معاصی غیر وہ جو کہ انکے حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہو سو اس بیان کے موافق ہوا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہو اسکو لازم ہے کہ خلیفہ کی حیثیت سے
 علی الصبر علی مصیبة من اذی الخلق لانه تعالیٰ قد ذکر الصبر فی مواضع من کتابہ امر بہ بعضہا و قال لایسأل الذین
 حکمین پر اس پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب میں بھی ذکر کیا ہے اور بعض جگہ صبر کا حکم فرمایا ہے ای ایمان والو
 امنوا صبروا و اصبروا و اولیوا اللہ لعلکم تفلحون و قال فی آیۃ اخری و اصبروا ان اللہ مع الصابریں
 ثابت رہو اور مقابلہ میں سنبھلو کر دو اور گئے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم کو پونہ جو اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے و صبروا علی ما نزلنا من احکامہ
 وقد جمع اللہ تعالیٰ للصابریں من الاجور ما لم یجمعہم بالغیرہم و قال ولعلکم علیہم صلوات من ربکم رحمۃ
 اور اس لیے ہے کہ صبر کرنے والوں کے لیے اتنا اجر جمع کیا ہے جو اور دن کے لیے جمع نہیں کیا اور فرمایا ایسے لوگ ان ہی پر نازل ہوتے ہیں جسے رسالہ کی اور سہ ہوتی اور
 اولیاءکم المہتدون قال لعلماء کفی بالصبر اجر ان الاعمال کلہا تضاعف بعشر امثالہا و السبعۃ الا
 عملا کہتے ہیں صبر کا ایسا اجر بہت ہے کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جائے ہیں سات سو تک سوائے

یونہی عن المنکر اور

الصبر فان اجرة يوفى بغير حساب كما قال الله تعالى استمأثروني الصبرون اجرهم بغير حساب وقد جعل الامر
 صبرك ان اسكوا ثواب ب حساب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے واسطے سے ان کا نیک کام کو ان کی نیت اور نیت
 بالصبر معارنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر مصراحي قوله تعالى امر بالمعروف والنهي عن المنكر واصبر على ما
 صبر کا حکم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ اس آیت میں صاف ہوا ہے اور سکھلا بھلا بات اور منع کر برائی سے اور ہر حال میں
 اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهي عن المنكر قد يوذى فاذا
 تجر پورے بیشک یہ ہیں بہت کے کام اور اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو تکلیف دیتے ہیں جب
 اوذى يوجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجرى عليه من اذى لخلق فهو بمثابة الله تعالى تضاده وقد افاضه كالناذى
 اسکو تکلیف دیوں تو اسکو واجب ہے کہ صبر کرے اور سمجھے کہ جو اس پر خلقت کی طرف سے تکلیف گذرتی ہے سوائے مشیت اور تقدر الہی کے سوا اسکو ایسا سمجھنا چاہیے
 بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يتبرح ويتيقن ان خلق كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجوز
 گرمی چلنے کی دیکھ باری کی جب یہ سمجھتا تو رنج سوز لگا اور یقین کر لیا کہ یہ تکلیف بالضرورت ہونی ہی تھی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے اسکا ہونا واجب ہے
 وما لم يشأ لا يكون بل يمتنع ويجوز فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه
 اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اسکا ہونا محال ہے اب گریہ کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اس میں صبر ضروری ہے اس لیے کہ جو شخص مصیبت پر بالاختیار صبر نہیں کرتا
 اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان
 حالانکہ مجبور ہو کر تو وہ اسے بڑی مصیبت بڑا چار ہو کر صبر کرتا ہے اور یہ مذموم ہے سو یہی چاہیے کہ صبر کر کے انتقام کے درپے نہو اس لیے کہ اگر
 يترك الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذم والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقلة يا من من عداوة
 انتقام معاف نہ کر لیا بلکہ انتقام میں مصروف ہو لگا تو اس کے بعد خوف اور ندامت ہو گی اس لیے کہ عداوت پیدا ہو جائے اور درمقابل دشمن سے
 ولو كان حقيرا فاذا غفر وعفى لم يشغل بالانتقام يا من من حصول العداوة ويتخلص من وقوع الندامة مع ان العفو
 اگرچہ حقیر ہووے ڈرتا رہتا ہے اور اگر بخشد لگا اور معاف کر دیا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سے کچھ خوف نہوگا اور ندامت سے بھی بچے گا باوجود بڑے عفو میں
 عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال اذا د الله عبدا يعفوا لا عز بل ينبغي له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
 بڑی عزت ہوا اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والے بندے کو عزت ہی دیتا ہے بلکہ اسکو چاہیے کہ اس پر کچھ احسان کر دے کیونکہ ان سے
 اهدى اليه حسنة وتقبلها من صحيفة نفسه الى صحيفة ويرى ان اسلمته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
 اپنے حسنت تحفہ دیے ہیں اور اپنے نامہ اعمال میں سے اس کے نامہ اعمال میں بدل دیے ہیں اور سمجھے کہ میرے ساتھ اسکی برائی میرے حق میں اللہ کی نعمت ہے کیونکہ
 جعله مظلوما ايرتقب المضرب في الدنيا والاجر في العقبى لم يجعله ظالم ايرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقلة
 مجھ کو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اس کے لیے نصرت ہے اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہوتی اور جس حالت میں
 لو خير بين هاتين الحالتين لاختر ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى لخلق تكون كفارة لخطاياها اذ
 ان دون من مالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کرے اس لیے کہ اسکو جو تکلیف خلقت سے ہو چھوگی اس کے گناہوں کا عوض ہو لگا کیونکہ
 لا يصيب المؤمن هم ولا غم ولا اذى لا كفر الله تعالى به من خطاياها وذلك في الحقيقة دواء يستخرج به دواء الخطايا
 مومن کو جو ہم باغم یا کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ اتار دیتا ہے اور حقیقت میں یہ اسکی دوا ہے کہ اس سے بچتا ہو سکے
 لان ما يصيبه من اذى لخلق يكون له كالذم اعلم الكريمة فينبغي له ان لا ينظر الى مرارة الدواء وكرهته لا الى من
 دیکھ سکتے ہیں کیونکہ اسکو جس قدر خلقت سے تکلیف ہوگی گو یا وہ بے مزہ دوا ہے سو یوں چاہیے کہ دوا کی نمن اور بزرگی پر نظر کرے اور نہ اسے جسکی طرف سے کوئی ہر
 يصل اليه من جهة بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصول اليه من جهة من ينفعه بمضرة المجلس الخامس
 بل یوں چاہیے کہ نفع پر نگاہ کرے اور جسکی طرف سے آئی وہ اپنی مضرت سے فائدہ دیتا ہے

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغبوتية صاحبهما قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من صحاح المصائب واياه ابن عباس

عليه وسلم في رواية اخرى نعمتین ہیں کہ ایمن اکثر لوگ خسارہ ہی اٹھانے میں تندرستی اور فراغت یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ابن عباس کی روایت سے

و معناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظیمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ما داموا في ملحيت لا يعلمون

اور کیا معنی ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں پر اکثر لوگ انکی قدر نہیں جانتے جب تک تندرست اور فراغ رہتے ہیں کیونکہ نہ اعمال

الصالحات ولا يتهيأون ليوم المات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببدنه وماله

صالح کرنے میں اور موت کے دن کا کچھ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت میں اپنے بدن اور مال دو نون سے خیرات حاصل کر سکتا ہے

واذا مرض يضعف بدنه عن العمل ويقصر يده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببدنه ولا على

اور جب بیمار ہو تو بدن تو عمل سے ٹھک رہتا ہے اور ساتھ تہائی مال کے زیادہ سے کو تاہ ہو جاتا ہے اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہے اور نہ

التصرف في ماله الا مقدار الثلث فيدبغى له ان يعتم صحته ويجهد في اكتساب الخيرات ببدنه وماله وكذا في

مال پر قابو سوائے تہائی حصہ کے سو لائق یہ ہے کہ اب صحت اور قیمت جان کر بدن اور مال سے خیرات کرنے اور ایسے ہی

حال فراغه يقدر على الطاعة بلا ماع فاذا بدل الفراغ بالاستغفال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان الانسان قد يكون

فراغت پر بے روک روک قدرت ہوتی ہے پھر اگر فراغت کے بعد دھندے میں لگ گیا تو موانع پیدا ہو جائیں پھر طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہے کیونکہ

صحيحاً لكن لا يكون متفرغاً بل يكون مشغولاً بالمعاش وقد يكون مستغنياً لكن لا يكون

بملا جگہ کا بیوقوف لیکن فراغ نہیں ہوتا بلکہ کمائی کے کاروبار میں لگا ہوتا ہے اور بعض وقت تو نگر ہوتا ہے پر تندرست نہیں ہوتا

صحيحاً فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن اطلعة فهو مغبون بيان ذلك ان الدنيا فرعة الاخيرة وفيها التجارات

اور جب ایسکو صحت اور فراغت دو نون ہوں پھر کستی کے مارے طاعت نہ کرے تو وہ لوٹے میں ہے اسکا بیان یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا میں

التي يظهر فيها الاخيرة فمن استعمل فراغه وصحته طاعة لله تعالى فهو المصطفى ومن استعملها في معصية الله تعالى فهو المغبون

جسکا فالگہ آخرت میں ملتا ہے جس نے اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کیا تو وہ ضبط والا ہے اور جس نے انکو اللہ کی معصیت میں کھیا تو وہ

لان الفراغ يعقبه الشغال الصحة يعقبها السقم ومن استرسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الى الراحة

سلیے کراغت کرے گا کاروبار گجاتے ہیں اور تندرستی کے بعد بیمار یا لگی ہوئی ہے اور شخص صحت میں بہراہ نفس المارہ کے جو ہمیشہ آرام طلب ہے بے شمار پھر تاربا

فترك المحافظة على الحد والمواظبة على الطاعات يكون مغبوناً وكذلك اذا كان فارغاً فان المشغول قد يكون

اور نگہبانی محدود ہے اور مداومت طاعات پر نہی تو وہ خسارہ اٹھاویگا اور ایسے ہی اگر فارغ ہووے کیونکہ کاروباری کو بعض وقت

له معدة بخلاف الفارع اذ يرتفع عنه المعدسة ويقوم عليه الحجة فيدبغى له ان يعتم فراغه ويسعى في تحصيل

عذر ہوتا ہے برخلاف فارغ کے ایسے کہ فارغ کو کوئی عذر نہیں ہوتا اسپر حجت قائم ہوتی ہے اب لائق یوں کہ فراغت کو غنیمت سمجھ کر

الاعمال الصلوات ولا يضيع عمرة فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس لعمر جوهره نفيسة لا قيمة لها لانها

صالح اعمال میں حزب سعی کرے اور عمر کو بیہودہ بر باد نہ کرے کیونکہ عمر میں سے ہر ہر دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہوتا ہے اسواسطے

صالحة لان توصله الى سعادة الابد تتقده من شقاوة السرد فأي جوهره انفس من هذه الجوهره فاذا ضيعها

کہ لگے وسیلہ سے سعادت ابدی میسر ہو سکتی ہے اور ہمیشہ کی بد بختی سے بچ سکتا ہے پھر اس جوہر کو نسا جوہر ہوتی ہوگا

في الغفلة قد خسرنا عظمتها واذا صرفنا الى المعصية فقد هلك هلاكاً مبيناً فان عمر الانسان ميدان لاعماله

غفلت میں کھو رہا تو بڑی ہی بڑی ہمتا اٹھایا اور جب اسکو معصیت میں لگا یا تو بیشک ظاہر مار گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کے لیے فراخ میدان ہے

انسان صحیح
اسی تجارت ہوتی ہے
واللہ اعلم



الصالحۃ المقربۃ له من الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذا هم السعادة التي ليس

للا انسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالی فان ليس للا انسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح
اور قیامت کے دن ہر ایسی نواب واجب کرے اور بھی ہے وہ سعادت

یكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة ياتي على لعبد الا يذكر الله تعالی فيها الا كانت
اسپر قیامت کے روز انوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی پہ ایسی ساعت گذرتی ہے کہ اسے کس یاد نہیں کرتا اور جو

علي حسرة وروى عن ابی هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندمت قالوا وما ندمته يا رسول
اسپر حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو آدمی مرتا ہے سو نادم ہو رہتا ہے اور ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازاد وان كان مسيئا ندم ان يكون نزع وروى عن ابن عباس انه
فرمایا اگر وہ نیکو کار ہے تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ کیا اور اگر بدکار ہے تو یہ ندامت ہوگی کہ کچھ میں باز نہ آیا اور ابن عباس سے روایت ہے

قال في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازاد احسانا
کہ نفس اللوامہ کی تفسیر میں کہا ہے جو کوئی ہے سو قیامت کے دن اپنے آپ کو ملامت کرے چنانچہ نیکو کار کو یہ ملامت کہ کچھ میں باز نہ آیا کیوں نہ ہے

ويوم المسمى نفسه ان لا يكون رجح عن اساعته فيايرها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة فاجتهد في تحصيل المتعدي الاخرة
اور بدکار اپنے آپ کو یہ ملامت کرے کہ بدی سے باز کیوں نہ آیا سو اے عاقل اپنی عمر غفلت میں مت کھو اور آخرت کا سامان حاصل کرنے میں کوشش کر تسوکت سے

قبل ان يحج يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمرك في
پہلے کہ ایسا دن آجائے کہ تو اس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد اس دن کو دیکھ لے گا اور گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سے خالی تھی یہ ندامت ٹھایگا اور ندامت

غير طاعة ربك لا ينفعك الندم فان العبد اذا كان مشغولاً في الدنيا وكان مشغولاً في العمل في حال ذلك العمل على
کہ چنانچہ ہنوکا بیشک جب آدمی دنیا کے کسی حصہ میں لگا رہتا ہے اور وہ مشغولہ عمل سے روک رکھے اور اس عمل کو

فراغت قال فراغت عملت فذلك من حياته من جهين احدهما انشا الدنيا على الاخرة وليس هذ من شان العقلاء وقد
فراغت کے وقت پرستی رکھ کر کے فرصت ہوگی تو کر دیکھا سو یہ اسکی حماقت ہے دوجہ سے ایک دنیا کا بسند کرنا آخرت پر یہ عقلاء کی شان سے نہیں ہے اور

قال الله تعالی بل تؤثرون الحیوة الدنيا والاخرة خيرا وابقى وثانها تسولفها العمل الى اوان فراغت فانه قد لا يجد
اللہ تعالی فرماتا ہے کوئی نہیں تم آگے رکھتے ہو دنیا کا جینا اور پھیلانا گھر بتر کر اور رہنے والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کے وقت تک مہلت میں نہ رکھنا کیونکہ بوقت

مهلة بل يختطفه الموت قبل فراغته ويزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فبقی بلائنا د ليوم المعاد
فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلے آگیا یعنی ہے یا دھندھا جاتا ہے کیونکہ دنیا کا کاروبار آپس میں ہے جبکہ مسلسل ہوتے ہیں بعض بعض سے معاد کے لیے خالی تو نہ رہتا ہے

قالوا يجب على العبد ان يبذل الاعمال لصالحات على اى حال كان قبل حصول الموت حصول الفوت لقوله
پس آدمی پر واجب ہے کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرے کیسے ہی وقت ہووے موت سے پہلے اور فوت ہونے سے آگے

تعالى سارعوا الى المغفرة من ربكم وجنّ عرضها السموات والارض أعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا واخذ
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ دوڑو اور بخشش سے اپنے رب کی اور جنّت پر جسکا پھیلاؤ ہے آسمان و زمین طیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے بیشک جسکا دل دنیا میں الجھتا ہے اور

منها القدر لا تدعى حاجته من الطعام والشراب اللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا میں سے حاجت سے زیادہ کھانا پینا اور لباس حاصل کر چکنا ہے تو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے

طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغدا لله تعالى بعد
تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوئی ہے اور حاصل کر لیتا ہے تو بالآخر اس سے جلا ہو رہتا ہے اگر ایک محبت سوائے اللہ کے اور وہ جسے تمہاری اسکا فوت ہونا

مواته من الالم فضلا عما اعد الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الدنيا ورضوا بها والحاصل
 علاوة اس سے جو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہو انکے لیے جو دنیا کی زندگی دوست رکھتے ہیں اور پسند کرتے ہیں فلاں یہ ہے
 ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا يكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
 کہ سو کسی شے کو محبوب رکھتا ہو اور اس کی محبت واسطے اس کے حق اور نہ اس لیے کہ وہ طاعت الہی بہ امداد کرتی ہے تو اس سے
 له به الضر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بفضته ولا يسترعج من التعب وان ظفر به
 ضرر حاصل ہوتا ہو برابر ہے کہ وہ ٹخرا حاصل ہو یا نہ حال ہو کیونکہ اگر نہ ہوتا تو غصہ میں رہتا اور تعب سے آرام نہیں پاتا اور اگر پسند کرتی
 يكون ملحصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد وفاته اضعاف اضعاف ملحصل من اللذة ولو انال
 تو میرا آنے سے پہلے کا الم جو ہو چکا اور بعد اس کے گم ہونے کی حسرت جو لذت سے چند در چند ہو گی اور اگر
 العبد كل حظ من حظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الآخرة يصير
 آدمی کو دنیا کی تمام عیش اور دنیا کے ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نہ کر
 عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ والذات عذابا له يصير معذبا
 تو مرتے ہی گویا کچھ نہ تھا نہ کوئی عیش نہ تھا اور نہ کچھ لذت تھی اور نہ ہی عیش الہی میں عذاب ہو جاوے گا اور دو وجہ سے عذاب بھگنے کا جبکہ
 بنفسه كان منعا به من جهتين من جهة فوته مع شدة تغلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
 آرام پاتا تھا اس جہت سے کہ وہ فوت ہوئے اور دل کو اس سے بڑا لگاؤ تھا اور اس جہت سے کہ جو بہت مانع
 وادوم فالهوى المحاصل يفوت عنه والمحبوب لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب مواته من
 اور دوام کے لیے تھا حاصل ہوا سو محبوب ہاتھ آیا ہوا جہاں پہنچا اور بڑا محبوب حاصل ہو گا یہ تو وہ عذاب ہے جو مرتے ہی دوزخ کے
 العذاب قبل عذاب النار لان المعتد ليس بعد محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى
 عذاب سے پہلے بھگنے کا اس لیے کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہے بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہے اور اللہ کے سامنے ہونا اور
 لا يتبقى مع العبد عند الموت الا شيان العلم والعمل هما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلان
 آدمی کے ساتھ موت آدمی کو وہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہی آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیکیاں پس ماندہ ہیں اور
 الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذا هي السعادة التي تتجلى له عقيب الموت ويصير قبلة روضة من رياض
 اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہی سعادت ہے کہ مرتے کے بعد جلدی سے حاصل ہوتی ہے اور اس کی گور ایک چین
 الجنة الى ان يدخل وان الروية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى صفاته وافعاله وملكته وكتبه و
 بہشت کا نبجانی ہر سہا تک کہ وقت دیدار کا جنت میں آجانا اور علم سے مراد علم معرفت الہی کا اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور
 رساله وسائر ما يجب العلم به من الاعتقادات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموقفة
 رسولوں کا اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادات اور عملیات کا اور عمل سے مراد عبادت ہے جو خالص اللہ اور
 لكتاب الله تعالى سنة رسول الله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل لابقاء البدن وصحته وقاؤه وصحة لا يتيسر
 کتاب اللہ اور سنت رسول کے موافق ہو چکر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بدون باقی رہنے بدن اور تندرستی کے اور بدن کی بقا اور تندرستی میں یہ سب
 بالقوت والبأس المسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلاثة ان اخذ العبد
 کھانے اور پینے اور گھر کے اور ان کے لیے اسباب ہر چیز پر پھروہ مقدار جو ان تینوں کے لیے کافی ہو اگر آدمی نے
 من الدنيا والآخرة لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه مزرعة الآخرة فان الدنيا والآخرة
 دنیا میں ہر آخرت کے لیے پیدا کیے تو یہ نفس دنیا داروں میں نہیں رہتا بلکہ دنیا اس کے حق میں آخرت کی کھیتی ہے
 کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتین من احوال الانسان فالقرب لدانی یسمى دینا وهو کل ما ینقضی لذتہ قبل الموت والمترافی
 انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں سواطل حالت نزدیک کی دینا کہلاتی ہے یعنی جسکی لذت موت سے پہلے مہولی اور
 المتأخری یعنی آخرتہ وهو کل ما لا ینقضی لذتہ بعد الموت فعلی هذا ان جمیع ما یکون للانسان الیہ میل ویکن لہ
 بجعلی مات ورنگ کی آخرت کہلاتی ہے جسکی لذت بعد موت کے تمام ہنوسے اس بیان کے موافق جو چیزیں کہ آدمی کو آخرت میں ہوتی ہے اور اسکا
 حظ عاجل لیس مذموم بل کل ما کان لہ فیہ حظ عاجل قبل الموت ولا یبقی لہ ثمرتہ بعد الموت فهو من الدنیائی حقہ
 حظ اچھے ہے سب مذموم نہیں ہیں بلکہ جیسوں کہ اچھی حظ ہووے موت سے پہلے اور اسکا ثمرہ موت کے بعد باقی نہ رہے وہی اُسکے حق میں دنیا ہو
 وکل ما یکون لہ فیہ حظ عاجل قبل الموت ویبقی ثمرتہ بعد الموت کالطاعات والعبادات ما یکون لہ اعانۃ علیہا فی
 اور جسکا حظ اچھی موت سے پہلے ہو اور اسکا ثمرہ موت کے بعد بھی باقی رہے جیسے طاعات اور عبادات اور جہاں سبب عبادت کی مدد کار ہیں سو وہ طاعات ہیں
 لیس من الدنیائی حقہ بل هو من الآخرۃ اذ روی انه علیہ السلام قال حبیب لی من دینا کم نلت الطیب النسا
 نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمہارے دنیائی حقہ سے تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں
 وقرۃ عینی فی الصلوۃ فانه علیہ السلام جعل لصلوۃ من جملة ملاذ الدنیاء ولذا کما اضافنا الیہ لان التلذذ بتجسس
 اور خوشبو کی میری آنکھوں کی نماز میں ہے اب نبی علیہ السلام نے ملاذ دنیا کی لذتوں میں بھٹرایا اس واسطے کہ
 الجوارح فی رکوع والسجود انما یکون فی الدنیاء وکل ما یدخل فی الحسن المشاہدۃ فهو من عالم الشہادۃ فیکون من الدنیاء
 اسکا پائون ہلے کار رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہے اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہوتی ہے سو وہ عالم ظاہری سے ہے دنیا کی ہوگی

لکن لا یعد منہ ابل بعد من الآخرۃ لبقاۃ ثمرتہ یرنا اللہ تعالیٰ عملا موافقا لرضائہ المجلس السادس لتسعون
 لیکن آخرت میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اسکا ثمرہ باقی رہتا ہے اسی کو عمل موافق اپنی پسند کے آسان کر
 مجلس سادس

فی بیان کلی ما فیہ رائحة کریمہ من دخول مسجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من
 بی بیان کلی ما فیہ رائحة کریمہ من دخول مسجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من

ہذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقرین مسجدنا فالملئکۃ تنادی ہا تباذی منہ الانس ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابو ہریرۃ واسم
 اس درخت بدبو سے کھادے تو ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آوے کیونکہ فرشتے ایزد پاتے ہیں جس سے آدمیوں کو ایزد ہونے کا یہ شہادت ملے گی کی صحیح حدیث میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما
 الاشارة الواقعة فیہ اشارة الی جنس مالہ رائحة کریمۃ والمعنی ان من اکل شیئا مما لہ رائحة کریمۃ فلا یقرین مسجدنا و
 اشارہ یعنی لفظ ہذہ جو اس حدیث میں آیا ہے اشارہ ہے طرف جنس بدبو کے اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص بودار چیز کھادے تو ہرگز ہماری مسجد کے نزدیک نہ آوے اور
 الظاہر من الاضافة ان یکون المراد من المسجد مسجد النبی علیہ السلام لکن الجمہور قالوا هو عام لکل مسجد لقولہ علیہ السلام
 امانت سے ظاہر ہے کہ مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے علیہ السلام لیکن تمام علما کہتے ہیں کہ یہ سب مسجد کے حق میں عام ہے
 فی حدیث آخر فلا یقرین المساجد بل الخوف بہ کل جمع الخداری کما سئل لعلہ مصلی العید الجنائزۃ وخیرھا لو حج لعلہ
 اسلیے کہ ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ مسجدوں کے نزدیک نہ آوے بلکہ علمائے تمام انہوہ غیر کو جیسے مجلس علم کی اور عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد میں داخل کرنا
 التي ہی تادی الملئکۃ والناس فیہا لقران ہذا لیس نہیا عن دخول المسجد حضور الجماعة لان الجماعة سنیۃ ہو کذا تشبہ
 کیونکہ علت موجود ہے یعنی ملائکہ اور آدمیوں کی تکلیف پھر یہ مسجد میں آنے سے اور جماعت میں سفر سے مانعت نہیں ہوتی ہے اسلیے کہ جماعت سنیۃ ہو کذا تشبہ
 الواجب فلا یبغی ترکھا باستعمال ما یمنع من حضورھا بل هو منی عن تناول ما یمنع من دخول المسجد حضور الجماعة
 سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کہ استعمال سے جو جماعت سے بند رکھے لائق نہیں ہے بلکہ یہ مانعت ہے ایسی چیز کہ کھانے کی جو مسجد میں آنے اور حضور جماعت سے منع کرے
 وقد روی انه علیہ السلام کان اذا وجد من جل فی المسجد یریح البصل والثوم امریہ فاخرج الی البقیع لہذا قال
 اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں سر بو یا زبالہ کی پانے تو حکم کرتے کہ اسکو بقیع میں نکال دیتے اور اسلیے فقہا کہتے ہیں

الفقهاء کل من وجد فیہ رائحة کرهية یتأذى به الانسان یلزم اخراجه من المسجد لو بجره من یدہ اور جلدہ
 جس میں سے ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اسکا مسجد میں سے نکال دینا لازم ہے اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کھینکے
 دون اللحية وشعر اسہ فعلى هذا یلزم ان یمنع من قربان المسجد من یتناول الدخان الذی ظهر فی ہذا النمان
 برداڑھی اور سر کے بال نہ کھینچے سو اس بیان کے موافق لازم ہے کہ مسجد میں آنے سے جو لوگ دھواں کھینچے ہیں یعنی حقہ نوش منع کیے جاویں گے اور اگر
 من قبل الكفرة العدو لاہل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص العوام لكرهته رائحته اشد من
 کفار کی طرف سے جو اہل ایمان کے دشمن ہیں پیدا ہوا اور تمام خلقت خاص اور عام اسی میں مبتلا ہو گئیں ہیں کیونکہ اسکی بو
 كراهة رائحة البصل والثوم بل یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یدہ اور جلدہ كما هو ای الفقهاء فی کل من یوجد
 پیاز اور لہسن کی بو سے بڑے بلکہ اسکا مسجد میں سے نکال دینا لازم ہے اگرچہ ہاتھ یا پاؤں سے کھینکے چنانچہ فقہاء کی ایسے ہی ہر شخص میں
 فیہ رائحة کرهية یتأذى به الخلق واما عند عدم اتيان المسجد من اجل استعماله كما یحل کل البصل والثوم لا
 کہ ایسی بو آتی ہو کہ خلقت کو ایذا ہووے اور جس صورت میں کہ مسجد میں نہ آوے تو آیا اسکا استعمال حلال ہے یا نہیں جس سے پیاز لہسن کھانا حلال ہے
 لا شك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام وما یكون للفقراء الغذاء والادام وهذا الدخان
 آسین کچھ شکر نہیں ہے کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کے نہیں ہے کیونکہ پیاز لہسن سے تو کھانا سنو تاہر اور فقرا کے لیے غذا اور سالن ہے اور حقہ میں ہرگز
 لا یصل الشئ من ذلك اصلا وقد كثر فيه الاقاويل والحوال الذی علیہ لتعويل ان الفعل الاختیاری لصاحبه عن
 کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور آسین گفتگو بہت ہر اور حق بات جس پر اعتماد ہر یہ ہے کہ اختیاری کام
 المكلف ان لم یترتب علیہ نكدة دينية او دنیویة فهو دائر بین العیب واللعب واللعو فی کتاب اللغۃ لم یفرق بین هذه
 اگر آسین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہیں ہوتا تو وہ باعیت ہے یا
 الثلاثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القرآن هو علی ما ذكره بعض الفحول كان حقیقا بالقبول العیب
 تینوں میں کچھ فرق نہیں بیان کیا لیکن فرق ضرور جاتا ہے کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق ذکر بعض علماء کا ہے کہ باعیت اور عیب کا وہ کام ہوتا ہے
 الفعل الذی لیس فی لذة ولا فائدة واما الذی فیہ لذة بلا فائدة فهو لعب مثل اللغو الا ان فیہ زیادة حظ
 کہ جس میں نہ لذت ہوتی ہے اور نہ فائدہ اور جس کام میں لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہے اور ایسا ہی لغو ہوتا ہے پر آسین حظ
 النفس فیحیث تشتغل بہ عما یمہرہا والکلی حرام لانہا لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللغو واللغو
 نفس زیادہ ہوتا ہے ایسا کہ آسین ضروری کام رہ جاتے ہیں اور یہ سب حرام ہیں اس واسطے کہ جہاں قرآن میں آئے ہیں سو بطریق مجہول آئے ہیں پھر عیب اور لغو
 والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب والعبث وذل اللغو هو بالعبث ان سبب الخلوۃ عن
 اور عیب کی حرمت معلوم ہو کر اسے کچھ بھی حرمت معلوم ہونے اس لیے کہ حقہ یا لعب یا عبث ہر یا لغو ہے بلکہ وہ عیب سے زیادہ مناسب ہے کیونکہ آسین
 اللذة التي فی اللعب واللغو اللهم الا ان یستلذہ نفوس بعض المستعملین له بلسوا بل شیطان یجیب علی ذلک
 لذت نہیں ہے یا الہی شاید کہ کسی حقہ پینے والے کو بسبب تسول شیطان کے کچھ لذت آتی ہو
 فی اللعب فی اللغو مع کونه عار یة عن الفائدة الدینیة وهو ظاہر وعن الفائدة الدنیویة ایضا لانه لا یصلی لشیئ من
 اب لعمدین داخل ہوگا یا لغو میں باوجودیکہ فائدہ دینی سے خالی ہے یہ تو ظاہر ہے اور فائدہ دنیوی سے بھی کیونکہ ہرگز کچھ نہیں بن سکتا
 الغذاء والدعاء اصلا بل هو مضر لا یفاد الا طبایع علی ان مطلق الدخان مضر قال ابن سینا لولا الدخان المقام
 نہ غذا اور نہ دعا بلکہ مضر ہے اس واسطے کہ تمام طبیب متفق ہیں کہ مطلق دھواں یعنی سب مضر ہیں شیخ ابن سینا کہتا ہے کہ دھواں اور گرد و غبار سنو تا
 لعاشل یزادہ الطعام وقال الجنون اجتنبوا الثلثة وعلیکم بأربعة ولا حاجة لکم الی لطیب اجتنبوا الدخان الغبار والنتن
 نو آدمی ہزار برس جیتا اور جانے کتنے چیز سے بچو اور چار چیز ایسے اور لازم کہ لو اب تکو طبیب کی حاجت ہوگی دھواں اور غبار اور بدبو سے بچو

وعلیکم بالدسم والحلوی الطیب الحام ذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بحوہرہ الارضی و فیہ اور پکنائی اور عثمانی اور خربو اور عام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہے کہ تمام قسم کے دھوئیں اجلاس اور مکانی تاثیر سے خشکی کرتے ہیں اور اگر کسی نارویہ سیدرہ قال بعض لفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان مجففاً لیرطوباً البتہ تصور ہی ثابت یعنی حرارت ہوتی ہے بعض فضلاء کہتے ہیں جب تمام قسم کے دھوئیں مجفف یعنی خشکی کرنا ہو تو حقہ رطوبات بدرجہ کو خشک کرنا ہوگا

فیكون مؤدیاً لخصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لوجوب صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاقسام پھر تو اس سے بہت ہی امراض پیدا ہوتے ہیں اسکا پینا جائز نہیں ہے ایسے کہ ضرر سے جان کا بچانا واجب ہے اور نصاب لاحتساب میں مذکور ہے ان استعمال المضر حرام وان قبل بعض الاطباء قد یعالجون بعض الامراض ببعض صنایع الدخان یشاہد نفعه کہ بعض شراہر بنا حرام ہے پھر اگر کوئی اعراض کرے کہ بعضے طیب کبھی کبھی بعضے مضمون کا استعمال کے دھوئیں سے علاج کیا کرتے ہیں اور اسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوا کرتا ہے

نکف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انہم یعالجون لحظہ یسائرہ لاعل الدوام حتی یحصل اذکر التجفیف پھر منافعت تمام قسم کے دھوئیں سے کیونکہ درست ہر سو جواب یہ ہے کہ وہ دم بھر کے لیے علین کرتے ہیں ہمیشہ کے لیے نہیں کرتے تاکہ اس میں خشکی پیدا ہو جاوے

فان قبل اذکر من التجفیف لا یضر فی البطن لکثرة رطوبانہ وانتفاع تجفیفہ انما وجہ المنع عن هذا الدخان فالجواب پھر اگر کوئی کہے کہ خشکی بلغمی مزاج والے کو ضرر نہیں کرانی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہے اور خشکی سے نفع ہوتا ہے اگر اب حقہ کی منافعت کی وجہ ہے تو جواب یہ ہے ان حدیث انتفاع بہ عجول فلا ید من معرفة ذلك ومن طیب حاذق عارف بالاضرحة والقد الذي ينتفع به الا بالاقدم کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہے سوا اسکا معلوم کرنا ایسے طیب حاذق سے جو مزاجوں سے واقف ہو اور اس مقدار کا معلوم کرنا جس میں نفع ہو ضروری ہے اور ہر

علیہ حرام مطلقاً لوقوع التردد بین السلامة وعدمہا فان العدل من کان یستعملہ قد خفف فیہ فہم من یقول بضرہ بنیامطلق حرام کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہر بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتے ہیں اختلاف کرتے ہیں بعضا ضرر کا قائل ہے

ومنہم من یقول بعدم ضررہ ومنہم من یشک فیہ لکن الفرق الاغلب لذي جانب الحق الیقر لمزید یا کتم یقول اور کوئی کہتا ہے ضرر نہیں کرتا اور کسی کو اس میں شک ہے لیکن فریق اغلب جسکی طرف باعتبار افزونی دہانت کے حق باہم ہے کہتا ہے

انہ یجد فی ابتداء قوة فی الجسم حدة فی البصر ونشاط فی الاعضاء وهضم فی الطعام فاذا حصلت المدرومة یورث کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بنیائی امین تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہے اور جب عادت بڑھاتی ہے تو بنیائی پر

عشاوة فی البصر تقلا فی الاعضاء وامساک فی الماضة وضعفا فی البدن لانه كما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة پردہ سا اور اعضا میں بوجہ اور ہضم میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہے ایسے کہ موافق قول طبیبوں کے حرارت کے ساتھ خشکی کرتا ہے

فی فعلی ابتدا ما ذکرہ او لا فی التمام ما ذکرہ الخ اعلیٰ انہ لو تحقق نفعہ فبعد النفع ینع من استعماله لانه حیث ان سواد اول توڑی تاثیر ہوتی ہے جو اول بیان کیا اور انجام کو وہی ہوتا ہے جو پھر بیان کیا علاوہ یہ ہے اگر نفع ثابت بھی ہو تو بعد نفع کے مینا منع ہے ایسے کہ اب

یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم یجد مرضاً یزیدہ یاخذ من البدن الا تری الخ الخ الخ دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کے جائز نہیں ہے ایسے کہ دوا جب مرض میں ہوتی ہے تو اگر کسی کو دیکھو تو شراب نفس حرام ہے اور

بالنص قد اخبیر القرآن بنفعها كما قال الله تعالیٰ سیئلونک عن الخمر والیسر فیہما اکثر کبیراً وصانع للناس لئلا یحرموا نفعهما قرآن سے اسکا نفع ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم سے پوچھتے ہیں حکم شراب اور خمر کے کا تو کہہ انہیں گناہ بڑا ہے اور فائدہ بھی ہے لوگوں کو اور انکا گناہ فائدہ سزا ہے

لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر محمی جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شیء وجہ کثیرة توجب الحلال والجواز وجہ لیکن نفع کی جانب جب ضرر کے مقابل بر آتی ہے تو ضرر کا لحاظ کیا کرتے ہیں بیان تک کہ فقہا کہتے ہیں اگر ایک شرمین کمی وجہ حلت اور جواز کے ہوں اور

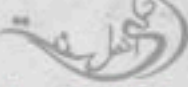
واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطاً لثری معرفة حرمة الاشیاء وابطحها وجمیعہم یوجع ایک وجہ سے جواز اور حرمت لازم آتی ہے تو احتیاط کے لیے حرمت کی جانب کو قائم رکھیں گے پھر اشکال حرمت اور اہمیت دریافت کرنے کی اچھی وجہ ہے چنانچہ

الی الاصول هو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلاثة اقول
 اصول کی طرف سے دیکھتے ہیں کہ کیا اشیا میں بہت سے پہلے کسی طرح کا خاص حکم نہ ہو اور بعد نبوت کے علماء کے مختلف میں قول ہیں
 الاول انما متصف بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انما متصفه بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على
 قول اول ہے کہ اشیا ہر مہر میں سوائے ان کے کہ شرعی دلیل انکی اباحت بیان کرے دوسرا قول کہ تمام اشیا مباح ہیں سوائے ان کے کہ شرعی دلیل
 حرمتہ والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل هو ان المضار متصفه بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع متصفه
 حرمت پر دلائل کرے اگر تیسرا قول ہے کہ اشیا میں تفصیل ہے کہ ضرر کی چیزیں حرام ہیں یعنی اصل میں حرمت ہے اور نفع دینے والی چیزیں مباح ہیں اصل میں
 بالا باحة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان لا يمتن الا
 اباحت ہر پہلے اس آیت کے
 بالحلل الجائر فكان تعالى قال هو الذي خلق لكم في الارض المنافع لتستغفروا بها وهذا القول الثالث الصحيح في حكم هذا الخبر انما
 حلال اور جائز کہ نہیں ہوتی سوائے خدا کے اور یہ فرمایا کہ اسدوم جو کہ تمام چیزیں میں منافع ہیں منافع سے پہلے پیدا کیے ہیں تاکہ ان سے فائدہ لو اور اس میں جس طرح قول ہے حکم کے
 لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحدائق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه
 اگر مفید ہوتا تو اصل میں اباحت ہوتی لیکن حائق طبیوں کے بیان سے ثابت ہوا کہ وہ مضر ہے اگرچہ انجام میں
 الحرمة بل لو وقع الشك في امره لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه لسلام قال الحلال بين والحرام بين وبينهما
 حرمت ہی ہوگی بلکہ اگر اس میں شک بھی ہو تو بھی حرمت کی جانب غالب ہوگی جتنا تہم ہی تا عدہ شرعی ہو کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ طلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور اگر تہمیں
 مشبهات لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه فمن وقع في الشبهات كان
 مشبهات میں اکثر لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا پھر جو شخص شہات سے بچتا رہتا ہے انہیں دین اور عزت بچائی اور جو شخص شہات میں پڑ گیا تو ایسا ہے
 كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي حُكْمِ هَذِهِ الشَّبَهَاتِ فَذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى حُرْمَتِهَا لِأَنَّهَا
 جیسے چرواہا بڑھکے گرد جراتا ہوا ابھی بیڑگنہ رہا گھسیگا اور علماء کو ان شہات کو حکم میں اختلاف ہو سکتا ہے تو حرمت کی طرف گئے ہیں اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے
 انفرد في هذا الحديث ان من ترك ما اشتبه عليه حكمة لم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما مما يفسده
 اس حدیث میں خبر دی ہے کہ جس نے ترک کیا عمل جس کا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اسکی معلوم نہ ہوئی ہو تو اسکا دین مفسدہ
 او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلازم عليه ومن لم يترك بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حكمه
 اور نقصان سے سلا اور اسکا نفس عیب اور طاعت سے بچا ہوا ہے اور جس نے نہ چھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام میں مبتلا ہوگا اور حق کا حکم مشتبہ ہے
 ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد والنقصان نفسه ناجيا مما يعيب
 اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہوئی پھر جس نے چھوڑا اور نہ پایا تو اسکا دین وساد اور نقصان سے اور اسکا نفس خلقت میں عیب
 والوم بين الا نام ومن لم يتركه بل استعمله يكون اقعا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهتها لما لجاء في حديث اخر انه عليه السلام
 اور طاعت سے بچا رہا اور جس نے چھوڑا بلکہ پلا تو وہ حرام میں واقع ہوگا اور بعضے نے علامہ کوہ کہتے ہیں کیونکہ ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال لا موزة لثمة امرت بدينك ردتا فاتبعه كما امرت بدينك غيبه فاجتنبه وامر اختلف فيه فدع ياربك الى ما لا يريبك
 فرمایا امر میں طبع کے میں ایک روہ کی خوبی ظاہر ہو سوائے اسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کوئی ظاہر ہو سوائے بچتا رہ اور ایک اور ہے جس میں اختلاف ہو سکتا ہے
 ولا شك ان اموال الدخان مما ارب واقع في الاضطراب فاقبل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتجمل
 اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حق کا حکم مشکوک ہے اور اضطراب میں ال کھارو اسکا حکم کرے کہ مرتبہ کراہت کا اور یہ گمان نہیں ہے کہ اباحت کو درجہ پہلے
 كثير ما يتعاطا انه نافع ودواء لكل اء وانهم وجدوا في استعماله دواء لامر اصم كان ذلك من تلبيس علي بن ابي طالب
 اور لال کو کھانے کے ہر کھانے کو نافع اور دوا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حق کا حکم مشکوک ہے اور اضطراب میں ال کھارو اسکا حکم کرے کہ مرتبہ کراہت کا اور یہ گمان نہیں ہے کہ اباحت کو درجہ پہلے
 ان لال کو کھانے کے ہر کھانے کو نافع اور دوا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حق کا حکم مشکوک ہے اور اضطراب میں ال کھارو اسکا حکم کرے کہ مرتبہ کراہت کا اور یہ گمان نہیں ہے کہ اباحت کو درجہ پہلے

ایسا کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حق کا حکم مشکوک ہے اور اضطراب میں ال کھارو اسکا حکم کرے کہ مرتبہ کراہت کا اور یہ گمان نہیں ہے کہ اباحت کو درجہ پہلے

لہم حتی تتولد من تکاتفہ الا دواء فی عاقبہ امرہ لان تکرار لا یؤذی ما یقابله فیقول منہ الحرارۃ فیكون فی عاقبہ امرہ داء
 تاکہ آخر کو اسکی کثافت سے پیدا ہو جائے کیونکہ اسکا تکرار اپنے مقابل کو ایذا دیتا ہے پھر اس سے حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور آخر کو مرض ہو جاتا ہے
 کادواء تقریرم علی قولہم ان یكون الناس کلہم مرضی وان یكون مرضہم فی جمیع الفصول الاربعۃ من نوع واحد وان یكون
 دوائیں ہوتا ہے انکے قول کے موافق لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور انکا مرض بھی تمام جوارن مصلون میں ایک ہی طرح کا ہووے اور انکا
 معالجہم فیما بشئ واحد علی حہہ واحدہ و بطلانہ غیر خفی علی احد من العقلاء تفریہ اضاعۃ المال لانہ یشتد
 علاج بھی تمام مصلون میں ایک ہی شے سے ایک ہی طرح ہووے اور اسکا بطلان کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے پھر اس میں ال ضلع ہوتا ہے کیونکہ خوب
 بتمن غالی فیدخل فی الاسراف المحرم وقد کتب بعض مالکیۃ فی لیدیار الحجازیۃ جوابا عن سوال متعلق بالدخان ہون
 منکافرتہ تاہر اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہے اور کسی مالکی مذہب والے نے دیر حجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو دعویٰ کے باب میں ہے یعنی
 استعمال لدخان حرام کا صلہ لان اصلہ الخشب و لکن لکونہ اجزاء من الخشب فمروجۃ باجزاء من النار و ہون حرج
 استعمال کرنا حرام ہے جیسے اسکی اصل ایسے کہ اسکی اصل کڑی ہے اور آل کیونکہ کھلی ہے اور آل کے اجزاء ہوتے ہیں اور وہ باعتبار اجزائے
 الناریۃ التی فیہ حرم استعمالہ لقولہ تعالیٰ ان الذین یا کون اموال لیس فیہم ظلماً انما یا کون فی بطونہم نار قد ابلت
 ناری کے استعمال کرنا حرام ہے بریل اس آیت کے جو لوگ کھانے پینے میں سے مال ناحق وہ یہی کھانے پینے میں آگ اب اس فقرے
 علی حرۃ النار فیخرج الدخان الحاصل منها وایضاً انہ تعالیٰ جعلہ ما یغذب بہ حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیہ السلام
 حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دعویٰ بھی حرام ہوا جو آل سے نکلتا ہے اور یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کو عذاب کی اسباب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یونس بنی علیہ السلام
 لما اوتوا کفراً عنہم عذاب الخزی فی حیوۃ الدنیا فان العذاب المکثوف عنہم کان دخاناً وقال فی آیۃ اخری کانت تفت
 جب یقین لائے کھول دیا تبنے انہ سے ذلت کا عذاب دنیا کے صیغے کیونکہ جو عذاب بائیس سے دفع ہوا تھا دعویٰ ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے
 یوم تاتی السحاب بدخان مبین یغشی الناس ہذا عذاب الیم والذین کانوا یحذرون الذین کانوا یحذرون
 جب دن آئے آسمان سے دھواں سرخ ہوگا جو لوگوں کو پھیرے گا کی مار اور دھواں سے اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کے موافق حقیقی معنی راہ میں
 وحی ہذا القول یكون النظم الکری صریحاً فی کون الدخان عذاباً الیما و ما بہ البعد یحرم استعمالہ فان الفقہاء قد اتفقوا
 اور اس قول کے مطابق معنی آیت کا صریح ہے کہ دھواں سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شے سے عذاب واقع ہوا ہے اسکا استعمال حرام ہے کیونکہ تمام فقہاء متفق ہیں
 علی وجوب الفرار من محل العذاب کبطن محسرقانہ علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالى
 کہ محل عذاب سے بھاگنا چاہیے جیسے بطن محسرقانہ اسم فاعل کے وزن پر تحسیر سے ایک جنم کا نام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے
 فیہ اصحاب الیقین فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار ما بہ العذاب اولی لان المستعملین لہم ان یرکبوا
 اصحاب یقین کو ہلاک کیا تھا اور جب محل عذاب سے بھاگنا واجب ہے تو جس شے سے عذاب ہوا ہو اولیٰ تر بھاگنا واجب ہے پھر حقہ پینے والوں کو تو دیکھتا ہے کہ کبھی حق
 من حلوتہم وانوفہم وفیہ تشبیہ باهل النار والذی یملکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الخبر انہ یكون فی اخر
 اور ناک سے دھواں نکلتا ہے اور اس میں دوزخیوں کی مشابہت ہے اور انکی مشابہت ہے جو آخر زمانے میں شریر لوگ ہلاک ہونگے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر
 الزمان دخان یملأ الارض یقیم علی الناس ربیعین یوما اما المؤمن فیصیہ منہ کھیتۃ الزکام واما الکافر فیخرج من انفسہ
 زمانے میں دھواں پیدا ہوگا تمام زمین کو بھر دے گا لوگوں پر چالیس دن تک رہے گا تو اسکا ناساں اشر ہوگا جیسے زکام اور یہاں اسکا ناساں ناک میں اور اس میں
 وعینیۃ حتی یصدر لاسل حدہم کالاس الحنیدی المسموی فلا یبغی للمؤمن ان یشبہ باهل العذاب وکان یستعمل
 اور آنکھوں میں سے دھواں نکلیگا یہاں تک کہ ایک ایک کا سر جلا ہو جاوے گا اب سو من کو لائق نہیں ہے کہ عذاب والوں کے مثل بنے اور نہ وہ چاہے کہ ایسی چیز
 ماہون نوع العذاب واما ہون من ملبسات اهل العذاب وقد ذکر جمع من العلماء التفتیم بالحدیث النحاس الثبت فی
 جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جواہل عذاب کے مناسب ہو اور اکثر علماء اہل سنت نے اور تانبے کی انکو کھینچی کہ وہ کہتے ہیں کہو کہ حدیث میں ثابت ہے

وہاں تک کہ آگ سے



الحديث انما حلية اهل النار وهم على ما ذكره البلاغ في مختصر الاحكام في غيبة النبي عليه السلام كرم كحاناً مكره جانتے تھے کہ وہ دونوں دوزخیوں کے زیور ہیں اور موافق بیان بلاغ کے مختصر الاحكام میں ثابت ہو کہ نبی علیہ السلام کرم کحاناً مکره جانتے تھے

ويقول ان الله تعالى لم يطمئنا ناراً وهذا الدخان اولى الكراهة لانه فحطط باجزاءه كما مر فلو لم يكن استعماله
 اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ کھانی نہیں بتائی اور یہ دخان تو اور تر مکرہ ہے اس لیے کہ اجزائے ناری کر لا ہوا ہے چنانچہ گذر چکا ہو پھر اگر اس کے استعمال میں

الا احاد سنة الكفار الذين اخرجوا واظهروا في بلاد الاسلام توصل الى اضرار اهل الايمان لكان باعثة للعاقل
 کہ یہ سنتوں کا روناق طریقہ کفار کے جنہوں نے ایجاد کر بلاد اسلام میں پھیلا دیا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہووے اتنا بھی عاقل کے واسطے

على اجتنابه وما نفعنا عن ارتكابه بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد للثياب والابدان كراهة الريح والانتان لكان
 اجتناب کرنے کو بڑا باعث تھا اور اختیار کرنے سے بڑا مانع تھا بلکہ اس کے استعمال میں اگر کچھ سنتوں کا سیاہ ہونے کی طرح اور بدن کو اور بو اور سڑا ہونے کی طرح

زاجر للعاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبائعهم جامدة صعبة الانقياد مماثلة لظالم الى ما لا يعينهم ان نصحو
 عاقل کے استعمال سے روکنے والا موجود تھا لیکن اس زمانہ کی طبیعتیں اگر کچھ غیر مطیع ہیں ہمیشہ پیودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہیں اگر کچھ بابت کو

لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا بما فهموا وهم من الذين انزلنا السبل الرشيد
 نمانند اور اگر سیکھا تو نہ سیکھیں اور اگر سمجھا تو نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو اس کے موافق کبھی عمل نہ کریں اور یہ ان لوگوں میں ہیں اگر دیکھیں راہ سوا سلام

لا يتخذون سبيلاً الا ان يروا سبيلاً الذي ينزلون الله تعالى عملاً موافقاً لرضائه بلطفه وفضله وكرمه
 نہ لیں یہ راہ اور اگر دیکھیں راہ الہی اس کے ٹھیک اور بہتر راہ الہی ہم پر عمل موافق اپنے رضا کے اپنے لطف اور فضل اور کرم سے آسان کر

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل قال رسول

الله صلي الله عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه هذا الحديث من حسان المصايح رواه ابو هريرة و
 اس بیان میں کہ ترک پیودہ کا لازم ہے بات ہو یا کام

مغناه ان اسلام الرجل يكون كاملاً وحسنه الا اذا ترك من الاقوال الافعال لا منفعة له فيه صلاة في الدنيا ولا
 معنی ہیں کہ اسلام آدمی کا کامل در خوب نہیں ہوتا اگر جب وہ اقوال اور افعال چھوڑ دے جن میں اس کا ہرگز کچھ فائدہ نہ ہووے

في الآخرة وما لا منفعة له فيه صلاة الذخاں الذي ظهر في هذا الزمان من قبل كفرة العدو لاهل الايمان ابتلى
 آخرت کا اور جسم میں کہ ہرگز کچھ منفعت نہیں ہے ایک حق یہ ہے جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سے جو اہل ایمان کے دشمن ہیں پیدا ہوا ہے اور اس کے

بمقده كافة الانام من المخاصم العوم فانه قد ظهر في وائل لقرن الحادي عشر وصار فتنة عظيمة على البشر
 پہلے میں تمام خلق خاص و عام مبتلا ہو گیا ہیں بیشک حق گیارہویں قرن کے اول میں نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہو گیا ہے

اذ شاع تناوله في بلدان بين الرجال والنساء والصبيان فخرم على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين بل استعماله
 اس واسطے کہ اس کا پورا پورا شہرتوں کے اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں میں پھیل گیا ہے سو علماء دین پر مسلمانوں کے لیے اس کا حکم بیان کرنا لازم آیا اس کے نتیجے

ان يجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الابواب يقال لكم في هذا الباب قد كثرت فيه الاقوال التي التي عليها القبول ان
 یا اہل اختیار یا جبکہ سوا ہر پیش والو جو اس باب میں مذکور ہوتا ہے سنو ان میں بہت کچھ گفتگو ہے اور حق جبراً اعتماد ہو سوتا ہے

الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دينوية فهو اثر بين العتق واللعب
 کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سے صادر ہوتا ہے اگر ان میں کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہ ہووے تو اس تفصیل پر ہے کہ عتق اور لعب

الله في كتبه للغتلم يفرق بين هذه الثلاثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القرآن هو على ما ذكره
 سوا رفت کی کتابوں میں ان میں فرق کچھ نہیں بیان کیا ہے فرق ضرور علیہ ہے کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفحول كان حقیقاً بالقبول ان العیب الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة قاما اللذی فیہ لذة بلا فائدة
بعض علماء کے جوہر بل قبولیت کے یہ ہے جو عیب وہ فعل ہوتا ہے جو عیب نہیں ہے بلکہ وہ اور نہ لذت اور جس کام میں لذت ہو وہ بلکہ فائدہ
فیہ لذة ومثله اللذی لان فیہ زیادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما یصحبها والکل حرام لانہم انما تذکر فی
ترغیب ہوتا ہے اور ایسا ہی ہو اتنا ہے کہ اس میں نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہے ایسا کہ لو میں ضروری کاریجی رہتا ہے میں اور یہ سب حرام ہیں ایسے کہ ایسا نہ
القران الاعلیٰ طریق الذم فلما علم حرمة هذه الثلاثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی العیب فی اللغو والقران
قرآن میں جہاں آیا ہے سو بطور حج کے ہے پھر جب ان تینوں کی حرمت معلوم ہوئی تو حق کی بھی حرمت معلوم ہوئی ایسے کہ حق یا عیب ہے یا اللغو ہے یا
العیب بل هو بالعبث لنسب الخلو عن اللذة التي فی العیب اللغو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملین لغير
عبث بل عیب سے زیادہ تر مناسب ہے کیونکہ حق میں وہ لذت نہیں ہے جو عیب اور اللغو میں ہوتی ہے یا کسی شاید کہ بعض نے اپنے والد کو
بتسویل شیطانی فخذ بذم الذم في اللغو والذم في العیب اللغو علی ای وجهه كان فهو عار عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر عن الفائدة
شیطانی تسویل یعنی دھوکے سے لذت حاصل ہوتی ہے پھر اب لعب یا اللغو ہوگا اور بہر صورت فائدہ دینی سے تو خالی ہے یہ بات تو ظاہر ہے اور دنیا کے فائدہ سے بھی
الدنیویة ایضاً لانه لا یصل لشي من لذة او الدواعی اصلاً بل هو مضر ولا تفاق الا طباء علی من مطلق الدخان مضر
خالی ہے کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہیں ہے نہ غذا ہو اور نہ دوا ہو بلکہ وہ مضر ہے کیونکہ تمام طبیب سب متفق ہیں کہ سطلی دھواں مضر ہوتا ہے
قال بن سینا لا الدخان القمام لہاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم بأربعة ولا حاجة
شیخ ابن سینا کتاہر اگر دھواں اور گرد و غبار نہ ہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کتاہر تین چیز سے بچتے رہو اور چار چیز کو لازم کر لو پھر
لکم الی لطیب اجتنبوا الدخان العبار والنتن وعلیکم بالدم والحلوی الطیب الحمام و ذکر فی القانون ان جمیع
طوبییب کہ کچھ حاجت نہیں ہے دھواں اور غبار اور بدبو سے بچتے رہو اور چکنائی اور ٹھالی اور خوشبو اور حمام لازم کر لو اور قانون میں مذکور ہے
اصناف الدخان محقق بچوہر الارضی فیہ ناریة سیدرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جمیع اصناف الدخان محققاً یكون
کہ دھواں کی سبب تین جہر مرضی کی تاثیر سے خشکی کرتی ہیں اور اس میں کچھ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہے بعضے فضلاء کہتے ہیں جس صورت میں کہ دھواں کے تمام اقسام
هذا الدخان محققاً للربو البدنیة فیکون مؤدیاً الی حصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لو یوجب صیانة
تو حق برنی ربو البدنیة کو خشک کرنا ہے اب اس میں بہت امراض پیدا ہو دیکھو سوا اسکا پنا جائز نہیں ہے کیونکہ مضر شے سے
النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قبل بعض الاطباء قد یجوز
نفس کا بچانا واجب ہے اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہے اگر کوئی کہے کہ بعضے طبیب کچھ کہیں
بعض الامراض بعض اصناف الدخان نیشاھد ان نفعه فکیف یصر المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انہم یعالجون
بعضی ربو کا علاج کسی قسم کے دھواں سے کیا کرتے ہیں اور اسکا نفع ظاہر ہوتا ہے اب مانعت تمام قسم کے دھواں کی کیونکہ وہ سب مضر ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ
به لحظة لیسرة لاعلی اللہ ام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فانیقلاً ما ذکر من التجفیف یضر البلیغی لکثرة رطوبی بآئذ
دم بھر کے لیے علاقہ کرتے ہیں مداوت کر کے نہیں کرتے تاکہ اس سے خشکی پیدا ہووے اگر کوئی کہے خشکی بلغمی مزاج والا کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ اس میں رطوبت بہت آتی ہے
وانتفاع بتجفیفها فسا وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد فی معرفة ذلك من طبیب
اور خشکی سے فائدہ ہوتا ہے اب حق سے وجہ مانعت کی کیا ہے جو جواب یہ ہے کہ حد انتفاع کی معلوم نہیں ہے اب اسکی معرفت کسی طبیب
حاذق عارف بالامزجة والقد الذي ینفع به والا فالاقدام علی حرام مطلقاً الوقوع التردد بین السلافة وعدمها
حاذق سے جو مزاجوں کو جانتا ہو اس مقدار کی معرفت جیسے فائدہ ہو ضرور چاہیے اور نہیں تو اُدھر کو قدم رکھنا مطلق حرام ہے کیونکہ صحت اور مرض میں وہ
فان العدل من مستعملیه قد اختلفوا فیہ فمنهم من قال بضره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شك فیہ لكن
کیونکہ عادل لوگ حق نے والے اس میں اختلاف کرتے ہیں بعضے کہتے کہ ضرر کے قائل ہیں اور بعضے کہتے ہیں ضرر نہیں کرتا اور بعضوں کو اس میں شک ہی نہیں

بعض اصناف

الفرق الا طلب لذي جانب الحق اليه قرب قال نصحدرث في ابتدائه قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاط في
فرق اغلب جنك جانب قريب حتى ہے كتهون كحظ پہلے پہلے جسم میں قوت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط
الأعضاء وهضمها في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث ضعفا في البدن وثقلا في الأجزاء وعشاوة في البصر
اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہے پھر جب مداومت ہو جاتی ہے تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجھ اور نظر پر پردہ
وامساكها في ليأصنفة وذلك لانه كما قال الأطباء محقق مع نوع حرارة في فعله في ابتدائه ما ذكره الأئمة في استئذان
اور ہضم میں اساک پیدا کر دیتا ہے اور یہ ثابت ہوا سلیے کہ طبیب اُسکو کچھ حرارت کے ساتھ مجفف کہتے ہیں سوال میں تو وہی پیدا کرتا ہے جو اول
ما ذكره الخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد المنفع يمنع من استعماله لانه حينئذ يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء
بیان کیا اور انجام کو جو پھر بیان کیا علاوہ یہ ہے کہ اگر نفع ثابت بھی ہووے تو بعد نفع کے پنا منوع ہے اسلیے کہ اب دوا ہو وگیا اور حجت میں دوا کا استعمال کرا جائے نہیں
بعد والمرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيد به يأخذ من البدن قوی الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعمال الاثرى ان
اسلیے کہ دوا جب بیماری کو نہیں ہلی کہ جسے دور کرے تو بدن میں اثر کرتی ہے پھر ضرر ہو جاتا ہے اور جو چیز نقصان کرتی ہے اسکا استعمال جائز نہیں ہے دیکھو تو
المضرة المحرمة بالنظر قد اخبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع
شراب نصیح و حرام ہے اور اسکے نفع کی قرآن خبر دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تجسے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جو بیگا تو کہہ کہ انہیں گناہ بڑا ہے اور فائدہ بھی ہیں
للناس لكن جانب النفع اذا قابل جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شئ وجوه كثيرة توجب الحل في الجواز
لو كان في شئ وجوه كثيرة توجب الحل في الجواز لو كان في شئ وجوه كثيرة توجب الحل في الجواز
ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون
اور ایک وجہ سے حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا علیہ دیکھتے اگر کوئی کہے کہ حق پینے والے کہتے ہیں کہ ہم حق ہی کر
عقيب استعماله نخفة في البدن فكيف يصح القول بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتأولين له تجرئة نفعه
بدن میں سخت پائز ہیں اب بیجا کہہ کرنا کیونکر صحیح ہے تو جواب موافق بیان حق پینے والوں کے جو نفع ضرر کا تجربہ کر چکے ہیں ہے
وضررة ان المستعملين له يحصل لهم حال استعماله لم شديد عند شرعهم عنه فيجوز من ذلك الا لم يحصل لهم
کہ حق پینے والوں کو حق پینے ہوئے سخت الم ہوتا ہے اور جب پنی چکتے ہیں تو اس الم سے نجات اور راحت ہوتی ہے
راحة فيظن هؤلاء المساكين ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدون انما حصلت من خلاصهم عن
سو یہ بیجا کہے پورے سمجھتے ہیں کہ یہ راحت حق پینے سے ہوئی یہ نہیں سمجھتے کہ حق بند کرنے سے ہوئی ہے
استعماله تم في معرفة حرمة الاشياء وابطاحتها وجه حسن يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعث ان يكون
تجربہ اشیا کی حرمت اور بابت دریافت کر سکی خوب وجہ جسکا مرجع اصول ہے یہی کہ حدیثوں میں کہ نبوت سے پہلے اشیا میں کوئی
فيها حكم وقبل البعثة اختلف العلماء في ما على ثلثة احوال الاول انها متصنفة بالحرمة الاما دل على الشرع على اربعة احوال انما
حکم نہوا اور نبوت کے بعد ملکہ مختلف تین قول ہیں قول اول یہ ہے کہ اشیا سب حرام ہیں بجز اسکے کہ دلیل شرعی سے سباح معلوم ہو جاوے اور دوسرا قول یہ ہے
متصنفة بالاباحة الاما دل على حرمته والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل فوان لمضار متصنفة بالحرمة
کہ سب اشیا سباح ہیں بجز اسکے جو دلیل شرعی سے حرام معلوم ہووے اور تیسرا قول یہ ہے اور یہی صحیح ہے کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سباح
معنى ان الاصل في الحرمة وان المنافع متصنفة بالاباحة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم في الارض
یعنی اصل اسمیں حرمت ہے اور نفع کی چیزیں سب سباح یعنی اصل اسمیں اباحت ہے یہ دلیل اس آیت کو
جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان لا يكون الامتنان الا بالنافع المباح فكانه تعالى قال هو الذي خلق لكم لاجلكم
سب کہیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت احسان کی جگہ فرمائی اور احسان جب ہی ہوتا ہے کہ نافع اور سباح ہو تو اب گویا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ وہ ہے جسے نفع دے

جميع ما في الارض من المنافع لتستفوا بها وعلى هذا القول لثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا انه لو كان
 نافع كان الاصل فيه الاباحة لكن قد ثبت باخبار الخلق من الاطباء انه مضر ولو كان في الاجل فيكون الاصل فيه
 الحرمه بل لو وقع الشك في امره لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية اذ روي انه عليه السلام قال الحلال بين والحرام
 بين وبينهما مشبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه وصدق في الشبهات
 وقع في الحرام كالاراعى حول الحسى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم الى حرمة ما لا ي
 عليه السلام قد اخبرني هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه لم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما
 ما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا ما يعيبه ويلاهم عليه فمن لم يتركه بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه
 حكمه لم ينكشف حقيقة امره فمن تركه لم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد والنقصان نفسه ناجيا من العيب
 واللوم بين الايام من لم يترك بل استعمله يكون اقوا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهته لما جاء في حديث اخر انه
 عليه السلام قال لا مورثه لثمة امر يتن لك رشده فابتعه وامر يتن لك غمته فاجتنبه امر اختلف فيه
 ادستهي الى مرتبة الاباحة بتعلل كثير من يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لا مريض
 غير خفي على احد من العقلاء تعرفه اضاعة المال لانه يشترى بثمن غال فيدخله الاسراف المحرم مع ذلك ان
 غير خفي على احد من العقلاء تعرفه اضاعة المال لانه يشترى بثمن غال فيدخله الاسراف المحرم مع ذلك ان

الاجل فيكون

مختر فانه على لفظ اسم الفاعل من التمسيد اسم واد اهلك الله تعالى فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفوار من
محر اسم فاعل کے وزن پر تخمیر سے اُس وادی کا نام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اصحابِ فیل کو ہلاک کیا تھا جب محلِ عذاب سے بھاگنا واجب ہوا

محل لعذاب فوجوب لفرار صابہ العذاب ولی واحری تقان المستعملین له ترہام انه يخرج من انوفهم حلوقهم
تو عذاب کی چیز سے بھاگنا اولے اور لائق تر ہے پھر تو حقہ نیشن کو دیکھتا ہے کہ انکی ناک میں سے اور خلق میں سے دھواں نکلتا ہے

وفیه تشبیه باهل النار بالذین یمیکون فی اخر الزمان من الاشرار كما جاء فی الحدیث انه یكون فی اخر الزمان
اور اس میں دوزخیوں کی اور انکی جو اخیر زمانہ میں شریہ لوگ ہلاک ہونگے مشابہت ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسا دھواں پیدا ہوگا

یسل الاارض یقیم علی الناس ربیعین یوما ما المؤمن فی صیبه منه کمیئة الزکام واما الکافر فیخرج من صخره اذا
کہ زمین کو بہ کر دیگا اور لوگوں کو چالیس روز تک قائم رہیگا مومن کو لو اتنا اثر ہو دیگا جیسے زکام اور رہا کافر انکی نھنوں میں سے اور کافر نہیں سے

وعینہ حتی یصیر رأس احدہم کالرأس الحنیدالی لمشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبہ باهل العذاب اولان
اور انکھنوں سے نکلیجی یہاں تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہو دیگا جیسے سر جلا ہوا سو مومن کو لائق نہیں ہے کہ اہل عذاب سے مشابہت پیدا کرے اور نہ یہ لائق ہے

ماہون نوع العذاب ولا ماہون ملا بسات اهل العذاب قد کره جمع من العلماء التخمیر بالحدید والنحاس لجم فی
کہ عذاب کی چیز کو استعمال کرے اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کو مناسب ہے اور تمام علماء بالاتفاق لوسے اور تانبے کی انکو کھجی کو مکروہ کہتے ہیں

الحدیث انہا حلیة اهل النار و صح علی ما ذکرہ البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیہ السلام کان یکرہ الطعام سخن
حدیث میں آیا ہے کہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے اور موافق بیان بلالی کے مختصر الاحیاء میں ثابت ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کان یکرہ الطعام سخن

ویقولن الله تعالی لم یطعمنا ناراً فهذا الدخان ولی لکرهہ لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلولم یکن فی
اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگ کھانا نہیں بتائی اب یہ دھواں اور تڑکروہ ہر کیونکہ اجزائے ناری سے ملا ہوا ہے جیسے گدڑ کا اور اگر انکی

استعمالہ الاستویا لثیاب والابدان و کرهة الریح والانتان لکنی زاجر للعاقل عن استعمالہ بل لولم یکن استعمال
استعمال میں جو سیاہی کپڑوں اور بدن کے اور سوا سے بدبو اور سہرا ہند کے اور کچھ نہوتا تو بھی عاقل کے واسطے اسے استعمال کا بڑا زاجر تھا بلکہ اگر اسے آسمان میں

الاحیاء سنہ الکفار الذین خرجه و اظہر وہ فی بلاد الاسلام توصلوا الی اضرار اهل الایمان لکنی باعتبار العاقل
کچھ نہوتا سوا کہ رونق طریقہ کفار کے جو انکو نکال لائے ہیں اور واسطے ضرر دینے اہل اسلام کو بلاد اسلام میں مزاج دیا ہے تو بھی عاقل کے لیے

علی اجتنابہ وما غلغلت کتابة لکن اکثر اهل لرفان طبایعہم جامدة صعبة الانقیاد مائلا الی ما لا یعینہم
اسکے اجتناب کرنے کو کافی باعث اور اسکے اختیار کرنے کا بڑا مانع تھا لیکن اس زمانہ میں اکثر طبیعتیں گندہ ہیں اور شبہ می نافرمان ہمیشہ ہوتی کی طرف متوجہ

ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فہموا لم یفہموا ان فہموا لعلوا و اہم من الذین ان یروا سبیل الی سبیل
اگر انکو نصیحت کیجئے کبھی نہ مانیں اور اگر سکھائیں کبھی نہ سیکھیں اور اگر سمجھائیں کبھی نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو کبھی عمل نہ کریں یہ ان لوگوں میں ہیں اگر دیکھیں

لا یجدوا سبیل الا ان یروا سبیل الی سبیل المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیة فی
سزا کی راہ وہ نہ دیکھیں اور بہ راہ اور اگر دیکھیں کبھی نہ راہ الہی اسکو ٹھیک اور بہ راہ

حق النساء حال معاشرۃ لمہن قال سول الله صلی الله علیہ وسلم فی خطبۃ حجة الوداع انقولہ
عورتوں کے حق میں انکی ساتھ گزرا کر تے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع کی خطبہ میں فرمایا انکو

فی النساء فانکم اخذتہن بامان الله واستحللتم فروجہن بکلمۃ الله و لکم علیہن ان لا یوطئن فرسکم احدا
عورتوں کے حق میں تم نے انکو اللہ کے امان میں لیا ہے اور انکی فرج کو کلمۃ اللہ سے حلال کیا ہے اور تمہارا حق ہے انپر یہی کہ تمہارے پیٹ پر قدم نہ رکھنے دین جس سے

تکروہونہ فان فعلن ذلک فاضر یوہن ضربا غیر مبرح و ہن علیکم ذر فہن کسوفن بالمعروف و هذا الحدیث من
تم بیزار ہو اگر وہ ایسا کریں تو انکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوڑے اور انکا حق تمہارے اوپر کھانا اور پہننا موافق دستور کو یہ حدیث

صحیح المصابیح رواہ جابر فکانہ علیہ السلام قال تقوا اللہ فی امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشر وہن
 مصابیح صحیح حدیثوں میں ہے جابر کی روایت سے پس گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سے عورتوں کی بابت میں سوئم آگے نہ سٹاؤ بلکہ اگر مانتے ہو تو ان کو
 بالمعروف حکما قال اللہ تعالیٰ عاشر وہن بالمعروف فانکم اخذتموهن بعہد اللہ علیکم فہن من لرفق بہن و
 اچھی طرح جیسے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے اور گڈران کرو عورتوں کے ساتھ معقول کیونکہ تم نے انکو اللہ کے عہد پر لیا ہے جو انکو حق میں تمہارا ساتھ ہے اور انکو اس قدر سزاوار
 الشفقتہ علیہن وسفالتہ فرجہن بامر اللہ تعالیٰ وحکمہ فان نقضتہ عہدہ الذی عہد الیکم ونختم فی امانتہ ینتقم
 انہر شفتت برتو اور تم نے انکی فرج امراتہا اور انکی حکم سے حلال کر لین ہیں اگر تم نے اسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہارا ساتھ ہو چکا ہے اور تم نے اسکی امانت میں خیانت کی
 منکم وہن وذلك لا من امانہ اللہ تعالیٰ فاذا تزوجتموهن بامر اللہ تعالیٰ وحکمہ یکن عندکم امانۃ ووجبتہ من
 تو انکے لیے نیسے انتقام لیا اور یہ ایسے کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی لوث یا ان ہیں جب تم نے انکو اللہ کے امر اور حکم سے اپنا جوڑا بنا یا تو وہ تمہارا پاس امانت ہیں اور
 اللہ تعالیٰ فاذا اذیتموہن بالباطل لم تعاشر وہن بالمعروف فانکم نقضتہ عہدہ تعالیٰ ختمہ فی امانتہ فینتقم منکم
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہیں پھر اگر تم نے انکو ناحق ستایا اور دستور کے موافق گڈران نہ کی ہو گویا تم نے اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ ڈالا اور اسکی امانت میں خیانت کی سو
 ہن ولکم علیہن من الحق ان لا یاذن احد ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلك فاضربوہن ضربا بلیغ
 انکے لیے تم سے انتقام لیا اور تمہارا حق انکے اور یہ ہے کہ کسی کو یہ اجازت نہ دین کہ تمہارے گھروں میں تمہارا سر لے آئے اور اگر وہ آئے تو انکو اتار دو
 صبر حیح یولمہن ولا یکسر عظمہن ولا یدعی جسمہن فہن علیکم من الحق ان یرفقن کسوتہن بالمعروف ففعل من ہذا
 بڑی نرمی سے اسطور کہ دیکھو پونے اور بڑی نرمی سے اور انکا بدن لہو لمان نہو جاوے اور تمہارا حق ہے کھانا اور ہینا دستور کے موافق اس سے معلوم ہوا
 ان یلین الروجین حقوقا یحیی صراعاتہا اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فلا تفاق علیہن بالمعروف اذہا قال
 کہ زوج زوجہ میں ایسے حقوق ہیں کہ انکی رعایت واجب ہے اور عورتوں کے حق جو مرد پر ہیں تو انکا فرج ہے دستور کے موافق ایسے کہ
 الفقہاء یحیی علی الرجل نفقۃ زوجتہ سواء دخل بہا ولم یدخل بہا وسواء کانت مسلمۃ او ذمیۃ او فقیرۃ او غنیۃ کما عا
 فقہا کا قول ہے کہ مرد پر نفقہ لیاں کا واجب ہے برابر ہے کہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہے کہ باہن مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کفار ہو یا دولت مند ہو یا مسکین
 لا یطل حقہا فی النفقۃ علی زوجہا سواء کانت کبیرۃ او صغیرۃ قابلۃ للوطی ان لم تکن قابلۃ للوطی لا یجب علیہ نفقۃ
 باطل نہیں کرتی برابر ہے کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل و طلی کے ہو اور اگر قابل و طلی کے ہونگی تو اسکا نفقہ واجب نہیں ہے
 والنفقۃ الواجبۃ علی ماویہ ہتام عن محمد الطعام والکسوة والسکنی اما الطعام فالذیق والماء والحطب والملح والذہن
 اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کے امام محمد سے کھانا ہے اور کپڑا اور مکان رہنے کا کھانا تو آٹا اور پانی اور ایندھن اور نمک اور روغن
 فان قالت المرأۃ لا طبخ ولا اغبر قال قاضیان فی فتاواہ لا یغبر علی الطبخ والغبر علی الرجل ان یأتیہا الطعام المصحح او یأتیہا
 پھر اگر عورت کہے میں سالن نہیں پکاتی اور نہ روٹی پکاون قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں لکھا کہ روٹی اور سالن پکانے پر زبردستی نہیں ملتی مرد پر لازم ہے کہ اسکو تیار کھانا لادو
 من یکنہا علی الطبخ والغبر هذا فی القضاۃ واما فی الدیانۃ فیحیی علیہا ان تفعل کل خدمۃ فی داخل الدار من الطبخ والغبر
 یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکادیا کرے یہ حکم تو فقہا کا ہے اور دیانت میں عورت پر واجب ہے کہ جہاں وہ رہے اندر کا ہر کام جیسے سالن روٹی پکانا
 وغسل الثیاب وغیرہا حتی لو لم تفعل شیئا منہا تكون اثمۃ وان لم یغبر علیہا وان کان لہا خادم یحیی علی زوجہا نفقۃ
 اور کپڑے دھونے اور سوئے اسکے تمام کیا کرے یہاں تک کہ اگر کچھ بھی نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اُسپر زبردستی نہیں ہے اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو تو خاوند پر اسکے
 خادمہا ان کان الخادم یطبخ ویغبر وان کان لا یطبخ ولا یغبر لا یجب علیہ نفقۃ لان نفقۃ فی مقابلۃ خدمۃ فاذا
 خادم کا بھی فرج واجب ہے جب وہ خادم سالن روٹی پکایا کرے اور اگر وہ سالن پکائے اور نہ روٹی تو اسکا فرج واجب نہیں ہے ایسے کہ خادم کا فرج خدمت کرنا تھا
 لم یطبخ ولم یغبر لا یجب علیہ نفقۃ بخلاف المرأۃ فان نفقۃ بالیسیت فی مقابلۃ الخدمۃ بل فی مقابلۃ الاحتماس
 اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکاتا تو اسکا فرج بھی واجب نہیں ہے بخلاف لہائی کے کیونکہ اسکا فرج خدمت کرنا نہیں بلکہ اپنے گھر روک رکھنے کے ہوتے ہے

توضیح کا جو ماہی ہے

فقد حبست نفسها حتى زوجها فكانت تفقهها على زوجها وبينغى له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
 سورة اپنے آپ کو خاوند کے حوالہ کر چکی اب اسکا خرچ خاوند پر لازم ہو چکا اور خاوند کو چاہیے کہ خرچ میں لباہی پر زامی کرے جب خدا اسکو زیادہ غایت کرے
 و يعتدل فيها من غير تقدير ولا امراف كما قال الله تعالى كواوا سربوا ولا سربوا او اهم ما يجب عليها ان يطعمها
 اس میں اعتدال رکھے بدون کسی زیادتی کے چنانچہ اسد قتال فرماتا ہے کہ اور سرب اور سربو اور مت اور او اور خاوند پر بڑا ضروری ہے لازم ہے کہ اسکو
 من الحلال ولا يدخل لاجلها داخل السوفان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وبينغى له ان يامرهاب التصدق
 حلال کھانا دیا کرے اور اسکی خاطر بڑا طریقہ پوری وغیرہ کا اختیار نہ کرے کیونکہ یہ لباہی کی حق یعنی حق کی رعایت نہیں ہے اور خاوند کو چاہیے کہ اسکو لباہی
 بتغايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقد رها محج بدسعين وخمسين وعلففة في كل سنة واد بالذعين
 کو نیک کھانا اور جو چیز رکھنے سے بڑا مائے غیرت کر دیا کرے اور کپڑے کا انمازہ امام محمد نے یہ کیا ہے دوسرے جیسے تری اور دو اور یعنی اور ایک لحاف ہر سال ہر سال اور دین
 والخضارين صيفيا وشتويا فالصيف ما يكون رقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخيناً يصلح
 اور خضارین سے مراد گرمی جاوے کے ہین سولہ می کے دنوں کا بار یک ہو جو گرمی کے لائق ہے اور جاوے کے کجاوے کا
 لدفع البرد ولم يذكر الخف والعب لان ذلك مما يتجلب اليه للخروج وليس على الزوج تهئية اسباب الخرج
 جو سردی کو دفع کرے اور موسم سے اور جو سے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ انکی حاجت باہر بچکنے کے لیے ہوتی ہے اور خاوند کا ذمہ باہر بچرنے کے سامان کا نہیں ہے
 ولم يذكر الراءيل ايضا ولا بد منه في الشتاء حتى قال قاضيان في فتاواه اذ هذا في عرفهم واما في دارنا في البراءيل
 اور باہر بچارے کا بھی ذکر نہیں کیا اور جازوں میں اسکی ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ قاضی مان نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ لباہی اس کے جان کا اور تندرست رہاں تک سو باہر بچاں
 وثياب اخر كالجبة والفراس الذي ينام عليه والحق وما يدفع الحر والبرد ويوجب خادما قبيضا وان اوكسا وخفلاها
 اور کپڑے جیسے کرتا اور ستر جیسے سوتے ہین اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جازے کو دفع کرے واجب ہے اور عورت کے خادم کے لیے تمیز اور رازار اور جان اور تندرستی
 تحتلج الخرج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين نحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى
 کیونکہ خادم کو کاروبار کے لیے باہر جاننا ضروری ہے کہ لباہی اپنے مان باپ کے پاس نہ اور کسی کام کو سمجھے اور خاوند کے لیے اور یعنی کی حاجت نہیں اکیلے کر اسکے بال عورت نہیں ہر طرح
 فحقها في الدار ببيت على حدتها من على متاعها ولا يستحق عن غيرها في معاشرته زوجها فان كان للزوج احماء من الدار واخت
 اسکا حق اما طہ کے اندر علیحدہ کو بھری چاہیے جس میں اسکا اسباب محفوظ رہے اور خاوند کے ساتھ معاملہ میں غیر ہے بڑا رستہ اور اگر خاوند کو کوئی بھائی ایسا ہو تو
 وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدتها كان لها ذلك لانها لا تمان على متاعها وتستحق عن معاشرته مع زوجها
 اور دوسری لباہی سے اولاد اب لباہی کو بچ کر کھے علیحدہ تجویز کر دے تو لباہی کا یہ حق ہے جیسے کہ اسباب کے گم ہونے کا خوف ہے اور خاوند کے ساتھ معاشرت میں شرم آوگی
 ان كان لبيت الدار واحد وان كان متعدد فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن
 اگر اماط کے اندر ایک ہی کو تھا ہو تو اور اگر کئی کو تھے ہون اور خاوند نے ایک کو تھا اسکو دیر یا کہ جب چاہیے بند کرے اور جب چاہیے کھولے تو اب اسکا یہ حق نہیں کہ اور کو تھما
 في الدار من احماء الزوج من يوقظها الا ان يكون الزوج يضرها ويؤذيها فشكت الى القاضي سئلت ان يسكنها ببيت قوم
 ملک کے اور اماط کے اندر علیحدہ دیر یعنی خاوند کے بجائی بندستانے والے نمونہ کاس صورت میں کہ خاوند اسکو مارتا ہو اور ستا ہوا ہو وہ قاضی کے سامنے ناش کرے اور کہے کہ کھلو
 صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك فيمنعه عن التعداد وان لم
 ایسے مسلمان قوم میں مکان دیوے کے کہ اسکے بھلے بڑے کو دیکھتے رہیں سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہے تو خاوند کو کھڑک دیوے اور قاضی سے منع کرے اور اگر
 يعلم ان الامر كما قالت في نظر جيران الدار ان كانوا صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت
 یقین ہو کہ عورت سچی ہے تو اب اس گھر کے ہمسایوں کو دیکھے اگر وہ مسلمان ہوں تو ان سے دریافت کرے کہ آیا یہ عورت سچی ہے اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہے
 يزجره عن ذلك فيمنعه عن التعداد وان قالوا ليس كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا صالحين
 تو اسکو کھڑک دے اور قاضی سے منع کرے اور اگر وہ کہیں کہ عورت غلط کہتی ہے تو اسکو اسکا گھر میں رہنے دے اور اگر مہاجر مسلمان ہوں

مکان سکونت میں

او کافوا یمیلون الیه یا ہرہ ان لیسکنہا بین قوم صالحین کی یہ نواحوالہ فی حقہا ونیجہ واعین لک عند الحاکم اذک
یا عاوند کی طرفدار ہوں تو خاوند کو حکم دے کہ لڑائی کے لیے صلح کے قوم میں مگر تجویز کر دے کہ خاوند کا معاملہ لڑائی کے حق میں دیکھتے رہیں اور حکم کو خیر کر دیا کریں
یجوز للرجل ان یتعدک فی حق النساء بل یلزمہ حسن الخلق معہن احتمال الاذی منہن عدم الالتفات الی بعض
اس واسطے کہ مرد کو جائز نہیں کہ عورتوں کو حق میں تعدی کرے بلکہ مرد کو عورتوں کے ساتھ خوش خلقی برتنی چاہیے اور انکی ایذا کی برداشت کرے اور انکے بعض
معائبہن مالم یکن اثباتا ترجح علیہن لقصو عقولہن بل ینبغی لہ ان یزید علی احتمال الاذی للملاعبة فیلا
عیبوں پر جب تک محبوب گناہ کے نہ ہوں انہیں رحمت کے لیے توجہ نہ کرے کہ عورتیں بے وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہیے کہ ایذا کی برداشت پر بلااعتبار جاد بچھڑے اور عیبوں کو
بما لا یشرفیہ فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللہ والباطل الذی نھی عنہ فی الذبیل فی اللہ والواجب ان یرخص
میں گناہ نہ ہو بیشک مرد کی ملاعبت لڑائی کے ساتھ لہو باطل کی قسم نہیں ہے اور جو دین کے اندر ممنوع ہے بلکہ یہ لہو جائز ہے دین میں اسکی اجازت ہے
فیہ فی الدین فانہ علیہ السلام کان ینزع مع نسائه ویذلل الی درجات عقولہن حتی روی انہ علیہ السلام کان
کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کے ساتھ ہنسا کرتے تھے اور انھوں کی وضع پر کام کرنے لگتے مہیا تک کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
یسابق مع عائشہ فی العدو وجاء فی الخبر انہ علیہ السلام کان من افکہ الناس مع نسائه ای من اطہم ورحم
عائشہ کے ساتھ شرط کر دیتے اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام سے زیادہ ازواج کے ساتھ ظرافت اور ہنسی کرتے یعنی بہت خوش مزاج آنے لگے اور ہنستے
معہن روی انہ علیہ السلام قال کل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ فی حدیث اخر انہ علیہ السلام
اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مومن وہ ہے جو ایمان اہل سے خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے
قال خیرکم خیرکم لاهلہ لکن ینبغی لہ ان لا ینبسط معہن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقہن ینسقط
فرمایا تم میں اچھا وہ ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہو لیکن مگر یوں چاہیے کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت بھی نہ کرے کہ عورتوں کی عادت بگڑ جائے اور انہیں سے بہت
بالکلیۃ ہیبتہ عندہن بل یراعی الاعتدال فی ذلك فلا یدع الہیبة ولا نقیاض ہمارای منکر او لا یفتیہ باب
سرسر جانی رہے بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکھے سو بہت اور دھمکی کو اٹھانے سے جب بڑی بات دیکھے اور بری باتوں میں امداد کا مدد لہ
المساعدۃ فی المنکرات البتہ بل ہمارای منہن ینخالف الشرع یتمرح ویغضب لان اللہ تعالی جعلہ قواما علیہن حیث قال
ہرگز نہ کہو بلکہ اتنے ہیبت سے کہ شرع کے خلاف دیکھے تو منع کرے اور غصہ کرے اسلئے کہ مرد کو اللہ تعالی نے عورتوں پر حاکم بنایا اور خیاخچ فرمایا ہے
الرجال قوامون علی النساء فیلزمہ ان یقوم علیہن بالامر والنہی ولا یتغافل عن مبادی الاموال التي یخشی
مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہے کہ بیبیوں پر امر
غوائلہا بل ینبغی لہ ان یكون صاحب غیرۃ لکن لا یبالغ فی لتعنت ساءة الظن بحسن البواطن اذ ہری انہ علیہ السلام
بلکہ یوں چاہیے کہ صاحب غیرت رہے لیکن کمال درجہ کی جب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش بھی نہ کرے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے
نھی ان یتبع عورات النساء فی لفظ اخر ان یتعنت النساء فان غیرۃ الرجل علی اہلہ من غیر ریبۃ یتغضبا للہ
عورتوں کے عیب ڈھونڈنے سے منع کیا اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کے عیب کی تلاش سے منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کے اللہ تعالیٰ کرنا چاہتا ہے
کما جاء فی الحدیث نہ علیہ السلام قال غیرۃ بغضہا اللہ تعالی ہی غیرۃ الرجل علی اہلہ من غیر ریبۃ لان ذلك
خیاخچ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسی غیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کے کیونکہ یہ
من سوء الظن الذی وقع النہی عنہ فان بعض الظن التمر واما الغیرۃ فی محلہا فلا بد منہا وہی محوہ کما روی انہ علیہ السلام
بد باطنی ہے جسکی ممانعت آئی ہے اسلئے کہ بعضے گمان گناہ ہیں اور یہاں غیرت جو بیشک موجودہ تو ضرور چاہیے اور محمد ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
قال ان اللہ یغار وان المؤمن یغار وغیرۃ اللہ ان یأتی المؤمن ما حرم اللہ علیہ وحدثت اخرا فان علیہ السلام قال
فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہے اور بیشک مومن غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن نہ عمل کرے حرام کیا تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

انی لقیوہا امر لا یغارا لامنکوس لقلب الطریق المعنی عن الغیر ان لا یدخل علیہن رجل ولا ینخرجن لے
بین بست غیرت والاہون اور نہیں ہر کوئی جو غیرت نہ کرے مگر اونڈے دل اور وہ راہ میں غیرت سے بچے یہ ہر کہ انکے پاس کوئی مرد نہ آوے اور وہ

الطریقات لان خروجہن بعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان ینزع زوجتہ عن الخروج من البیت لا یاذن لہا
رستوں پر نہ بھرنے کیونکہ انکا نکلنا بغیرت ہو سو رد کو لازم ہو کہ نہ نکلے بلکہ کو گھر میں سے نکلنے نہ دے اور سوائے کسی خاص جگہ کے نکلنے کی اجازت نہ دے
بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وہی ما قال صاحب خلاصة نقل عن مجموع النوازل يجوز للزوج ان یاذن لہا
وہ جگہ جو ملامت والا مجموع النوازل سے نقل کرتا ہے اور خاوند کو جائز ہے کہ ایٹھا لہا کو

بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوين وعیادتہما وتغزیتہما او احدہما و زیارة المحارم وبعد بیان ہذہ
سات جگہ جاتے کی اجازت دیوے آن باب کی ملاقات اور دونوں کی بیار پر سی اور دونوں کی یا ایک کی تغزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہ
السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كانت لہا حق علی اخرا ولا خیر علیہا حق تخرج بالاذن بغیر الاذن
سات جگہ بیان کر کے پھر عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئے یا اسکا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسی کا حق اسپر آتا ہو تو جابا کر سے اجازت سے اور یہ اجازت

وقیما عدل ذلك من زیارة الاجانب عیادتہم والولیة لا یاذن لہا ولو اذن خرجت کنا عاصیین و الاذن
اور نکلے سوا غیروں کی ملاقات کے واسطے یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ میں جانے کی اجازت سے اور اگر اسے اجازت دی اور وہ گئی تو روزوں گنہگار ہونگے اور اجازت
قد یكون بالسکوت وهو کالقول لان النہی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
کبھی چپ رہنے سے بچا ہوتی اور سکوت ماند ہونے کے ہوتا ہے اسلئے کہ ممانعت بڑی بات کی فرض ہے اور اگر عورت علم کی مجلس میں بغیر خوشی خاوند کے جانا چاہے تو امتیاز نہیں ہے

لہا ذلك الا ان تقع لہا نازلة وامتنع الزوج من السؤال لہا فیندیسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
یا ان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذرے اور خاوند اسکو نہ پوچھے دیوے تو اب مضائقہ نہیں کہ یہ رضی خاوند کو چاہیے یا نہ اسلئے کہ علم کی ملاقات
فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمة فیدم علی حق الزوج وان مسئل الزوج من العالم واخبرہا بذلك لیسعہا
حاجت کے وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہے سو یہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہے اور اگر خاوند نے کسی عالم سے پوچھ کر جواب دیا تو اب نکلنے کا اختیار نہیں ہے

الخروج وان لم یقع لہا نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان کان
اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہیں کیا پر مجلس علم میں اسلئے جابا چاہتی ہے کہ کچھ مسئلے وضو اور نماز کے سیکھے اگر اسکا
الزوج یحفظ المسائل یدکر ہل عندہا فلہ ان ینہا وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لہا احیانا وان لم
خاوند مسائل یاد رکھتا ہے اور اسکو بتا دیتا ہے تو خاوند کو اختیار ہے کہ نہ جانے دے اور اگر اسکو مسائل نہیں آتے تو بہتر ہے کہ کبھی کبھی جانے دے اور اگر نہ

یاذن لاشیء علیہ ولا یسعہا الخروج ما لم یقع علیہا نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه بلعینہا
جانے دیوے تو اسکو کچھ گناہ نہیں ہے اور نہ اسکو جانے کا اختیار ہے جب تک کوئی واقعہ پیش نہ آوے اور اگر وہ خاوند کے گھر میں سے اسکی بغیر اجازت جانا ہو
کل ملک فی السماء وكل شیء یتبر علیہ الاکاسن الجن فخرجہما من بیتہ بغیر اذنه حرام علیہما قال ابن امام حیث
تو آسمان زمین کے فشنے اور ہر شے پر جبہ گذرے تو وہ لعنت کرتے ہیں سو انسان اور جن کے سو عورت کا نکلنا خاوند کے گھر میں سے اجازت حرام ہے ابن امام کتابت ہر مرد عورت کو جہاں

ایحی لہا الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینة وتغییر الهيئة الی ما لا یكون داعیا الی نظر الرجال واستہ التعمم اذ قال اللہ تعالیٰ
مباح ہے اور بشرط نہ زینت کے ہے اور بیرون ایسی صورت کے جس سے مردوں کو اذھر دیکھنے کی رغبت اور جابا ہو اسواسطے کہ انڈر نہ لیا ہو
ولا یترجن بزوج الجاہلیة الا ولی التزوج علی ما ذکرہ فی الصحیح اطہار المرأة زینتہا وحاسنہا للرجال فالمرأة کلمة
اور دکھائی نہ بھرنے کی وجہ سے گناہ مستبر تھا یہ وقت نادانی کے اور تہرج موافق بیان صحاح کے عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنے مردوں کا سو عورت

كانت مخفیة من الرجال کان دینہا اسلم لہا روای نہ علیہ السلام قال ابنتہ فاطمة ای شیء خیر للہم الآلات ان
ہر ایک مردوں سے پوشیدہ ہے تو اسکا دین سلامت ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ سے پوچھا عورت کے لیے کیا بات بہتر ہے عرض کیا

لا تزي جلا ولا يرها رجل استحسن فجلها وضمها اليه وقال تدبريها من بعض وكان اصحاب النبوة
 نهوه كسروا كود كيجي اور نه كوني مروا سكو ديجي اور ايدي انكا نول سب كر سينه سے لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سے ہے اور اصحاب نبی
 صلے الله عليه وسلم ليدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال فرأى معاذ
 صلوات الله عليه وسلم کے پلاروں کے سوراخ اور جھروکے بند کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتوں میں مردوں کے سامنے نہ آویں اور معاذ نے اپنی
 امراته تطلع في كوة فنصرها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك يمنع امراته عن مثل ذلك ثم ان كان قلبها بدمعة يزيلها
 بی بی کو دیکھا کہ سوراخ سے مجھمتی تھی سو اسکو مارا اب مرد کو چاہیے کہ ایسا ہی کیا کرے اور نچا لیا کہ ایسی حرکات کو منع کرے پھر عورت کو دل میں کوئی بڑبڑ
 ويلقها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفس ما تحتاج اليه ان تساهلت
 تو دفع کر دے اور اسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا تبادے اور احکام نماز کے اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکھا دیوے اور اگر عورت دین کے
 في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤجرها لکن يتدبر في تأديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى
 بات میں سستی کرے یا بے نماز ہووے تو اسکو اوب دیوے لیکن آہستہ آہستہ تدریج سے پہلے سمجھاوے اور خدا سے ڈراوے
 فان لم تنجع لولي ايتها ظهرة في لمضجع او يفرح عنها بالفراش فيحجرها الى ثلث ليال فان لم تنجع يضرها بغير صبيح
 اگر وہ نہ مانگے تو سوتے ہوئے اسکی طرف سے پتھر پھینک کر پیٹھ کر دے یا اس سے جدا سوتے اور تین رات تک چھوڑے رکھے پھر بھی نہ ملے تو اسکو انکار کر دیا
 ولا يضر وجهها لورد النهر عنه فان لم تنجع يطلقها كما قال قاضينا ان في فتاونه رجل له امرأة لا تصل
 اور پتھر نہ مارے اسکی صاف آئی ہو پھر بھی نہ مانے تو طلاق دے تو اسے چنانچہ قاضیان اپنے فتاویٰ میں کہتا ہے ایک مرد ہے کہ اسکی بی بی بے نماز
 يطلقها وان لم يكن له مال يوفي مهرها وقال لبرازي لان يلقي الله تعالى مهرها في عنقه اولى من ان يطع
 طلاق دیدے اگرچہ اتنا مال نہ ہووے کہ اسکا مہر پورا کر دے اور برازی کہتا ہے اگر مرد گروں پر لیکر اسد سے ملے تو اس سے بہتر ہے کہ بے نماز عورت سے دھمی کرے
 امراته لا يصلي وقد ملح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام في قوله وكان يأمر أهله بالصلوة والزكاة
 اور یہی اللہ تعالیٰ نے اسمعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت میں مدح کی ہے اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا
 وقال لاصل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على
 اور کہتے ہیں اپنے اہل بیت کو نماز پر قائم کرنا سبب کشادگی دروازہ رزق کا ہے اور خلاصہ والا کہتا ہے خاوند کو اختیار ہے کہ بی بی کو
 اربع خصال وما هو في معنى الاربع احدنا خروجهما عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة
 چار عبادتوں پر پابندی کوئی اور بات ان چار کے مانند ہو ایک تو خاوند کے گھر سے بے اجازت باہر جانا بعد مہر لینے اور دوسرے سنگار نہ کرنا
 اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وعبرية
 اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہے اور تیسرے کمانہ ماننا سبقت خاوند جماع کا ارادہ کرے اور وہ عورت پاک ہو اور چوتھے نماز نہ پڑھنی اور قائم مقام
 ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى علم انه يعدل بينهما يحسن
 ترک نماز کرے جنابت یا حیض سے غسل نہ کرنا پھر مرد اگر اور عورت سے نکاح کیا جائے اور جانے کہ میں دو تونوں میں عدل کرے گا تو یہ امر
 له ذلك لکن لم يفعل فهو باجور لتركه ادخال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعفتها تقوية
 لیکن اگر نہ کرے تو خواہ اب باوجود کیوں کہ اپنی بی بی کو غم نہیں دیا خاص یہی صورت میں کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک عورت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہے
 لا يكا فيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى ان جعل له ذلك حلالا
 اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر بیخوف ہووے کہ دونوں میں عدل نہ ہو سکیگی تو دوسرے نکاح جائز نہیں ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ حلال تو کر دیا ہے
 حيث قال لا يحل ما لان لكم من النساء من ثلث فربح الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفت ان لا تعدوا فواحدة
 چنانچہ فرمایا ہے کہ نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتوں میں دو تین میں علم چار میں اس کے بعد فرماتا ہے پھر اگر دیکھو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی میں ہے

فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهما سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل

نفسه كسك نكاح من دو عرتين یا زیادہ ہوں تو اُس پر واجب ہے کہ انہیں وقت کی تقسیم اور عدالت کرے برابر ہو کہ اچھی نہیں ہوں یا بیمار سو ہر ایک کے پاس

واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها ولا يقسم عند احد من ذلك الا باذن من الثلث

ایک دن رات یا تین دن رات رہا کرے اور کسی کے پاس اس سے زیادہ نہ رہا کرے مگر اوروں کی اجازت سے اور اس تقسیم وقت میں رات اور

البكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والكتابية والصحيحة والمریضة سواء في القسم كذا

کنواری اور قریب بچوانی اور حیران اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتیبہ اور اچھی بچی اور بیمار سب برابر ہیں اور ایسے ہی

الجديدا والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدا بكر او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدا ثلثة

نئی اور پرانی قسم میں ہمارے نزدیک برابر ہیں برابر ہے کہ نئی بکر ہو یا رائہ اگر چاہے کہ نئی کے پاس

ايام او سبعة ايام يقم عند العتيقة كذلك لا يميل الى بعضهن كما روى انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان

دن یا سات دن رہے تو چاروں کے پاس بھی آٹھ ہی رہے اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نہ رکھے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا جسکے پاس دو عورتیں

فما الى احدتهما دون الاخرى في رواية ولم يعد بينهما جاء يوم القتمة واحد شقيقه ساقط العين ان احد جنبيه

بجرا بک طرف پارکھے سو دوسرے کو اور ایک روایت میں ہے اور دونوں میں برابری نہ کرے تو قیامت کی دن آوے گا اور اسکی ایک کوٹ کر دی ہوگی مراد یہ ہے کہ ایک کوٹ

يكون عجزها ساقط بحيث يراه اهل العرصات ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الاقصر اسد العدا

زخمی ہوگی گری ہوگی ایسا کہ اس میدان والو سے کھینکے تاکہ یہ اور زیادہ عذاب ہووے کیونکہ بخیرتی کا عذاب ہوتا ہے

لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والبیت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار

لیکن چاہئے چاہیے کہ تقسیم اور برابری خرچ دینے میں اور سونے میں واجب ہے محبت میں اور صحبت میں واجب نہیں ہے ایسے کہ محبت اختیار نہیں ہوتی

والوقاع يبغى على النشاط فلا يقدر على التسوية فيهما كما روى انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل لثم

اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہے سو ان دونوں میں برابری اختیار میں نہیں ہے ایسے کہ روایت ہے نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں عدالت سے قسم کرتے تھے پھر

يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قيل اراد به الحكيم ان عائشة رض كانت حبسائه

زانی آئی یہ میری تقسیم ہے جس میں مختار ہوں سو مجھ کو ملامت نہ کرنا جسکا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں کہتے ہیں اس محبت پر ایسے کہ عائشہ کو سزا دیا گیا

اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهما فيعدل في العطاء والبیت حتى

اور تمام ازواج اس طرح سے آگاہ تھیں لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینے میں اور سونے میں برابر برابر رکھتے تھے

في مرضه الذي توفي فيه اذ روى انه عليه السلام كان يطاف به حمولا في مرضه في كل يوم ليلة فبنت عنده

اس مرض میں بھی حسین وفات پائی ایسے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مرض کے اندر ہر روز شب اٹھائے پھر تو تھے پھر انہیں سے ایک ایک روز ہر ایک کے پاس بیٹھ کر

واحدة منهن كان يقول اين انا عند فعلت واجه انه يريد يوم عائشة فاذا ن له ان يكن تحت شاق

اور پوچھا کرتے کل کمان کی باری ہر سوازواج سطرہ سمجھ گین کہ عائشہ کی باری پوچھتے ہیں پھر نے اجازت دے دی کہ چم چاہیں رہیں پھر بچے بچھا

فقد رضيت بذلك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة وكان في بيته حتى مات عندا وما يجب على الزوج

تم سبیل پر امن ہوئے عرض کی مان فرمایا کہ تم کو عائشہ کے گھر لے جاؤ سو عائشہ نے بھی اسے گھر سے بیٹھ کر اپنے پاس دفات کی صلہ اور علیہ السلام اور ایک

من حرمها ان يودي اليها مكرها كما ملا ان كان قادر على ادائه وان لم يكن قادر على ادائه يتوهم ان يودي اليها اذا

حق بنانی کا فائدہ یہ ہے کہ اسکا مہر پورا ادا کر دے اگر ادا کر سکتا ہے اور اگر ادا نہیں کر سکتا تو ادا کرنے کی نیت رکھے جب طاقت پاورے

قد لانه تعالى قال اتوا النساء صدقاتهن نحلة اي فرضية من الله تعالى فان عطاء النساء هو من مافرضه الله تعالى

ایسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور دے دو العورتوں کو مہر انکی خوشی سے یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہے بیشک عورتوں کا مہر سے دنیا اللہ تعالیٰ نے ملت اور دین میں

في الملة والدين فمن نوى ان لا يجرى اليها مهرها يعني يوم القيمة لانها لما روي انه عليه السلام قال بما دخل تزوج

فمن كذا بغير مهر من بيت هو دوسه كذا لبي كذا امر اذ انكره في قيامت كذا دن راينون كذا صورت من اذ كذا ابي كذا روات بركه نبى عليه السلام فز ما كذا كذا

امرأة على اقل من المهر اكثر ليس نفسه ان يؤذى ليها حقها لعل الله تعالى يوم القيمة وهو زان ولا يطيب منها

عورت سے نکوح کرے مقدار مهر سے کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ اسکا حق ادا کرنے کی قدرت نہ ہو تو قیامت کے دن خدا کر سائے ایسا ہو دیکھا جیسا زانی اور لیبی

المهلة كلاء مهرها الا ان يكون فقيرا او يوجب له المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تصب له مهرها لان الله تعا

اداسے مہر کے لیے سات نہ مانگے بان اگر نکال ہو یا لیبی انہی خوشی سے نسلت دیسے زور سوزین اور لیبی کو کھینک دیکر نہ بخشوا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ

بعد ما قال واتوا النساء صدقتم بنحاة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فضاه

بعد اس آیت کر اور دوسو اور عورتوں کو مهر اگر خوشی سے یہ فرما تا بجز مہر اگر وہ آمین سے کہہ تمہیں پور دین مگر دل کی خوشی سے تو وہ کھاؤ قیامت اس کے منہ

على ما في التيسير وانما التزويل انهن ان وهبنا لكم بعضا من الصلح عن غاية الرضا وطيب لقلب بلا كراه ولا افتداء

موافق تیسیر اور انزال التزویل کی یہ ہیں کہ عورتیں اگر کچھ تمہیں مہر میں سے اپنی عین رضامندی اور دل کی خوشی سے ازور اور زخون بر معاملی کے بخندین

من سوء العشرة فان تقو به بلا تبعة فغلم من هذا ان لا تستكثروا في الاستيهاب مكرهه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج

تو کھاؤ پیو اس سے معلوم ہوا کہ بہت کہہ کر بخشوا تا مکر وہ ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ سے عقد نکاح کو فائدہ اختیار میں رکھا ہو

ان شاء يسرها وان شاء يرسها بلا اختيار رضا كذلك جعل سلسلة المهر في رقبته ودمته ففقد النكاح بجرها اليه

چاہے عورت کو رکھے اور چاہے چھوڑ دے عورت کو کچھ اختیار نہیں ایسے ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اسکی گردن میں اور زور پر رکھا ہو سو عقد نکاح سے عورت کو فائدہ نہیں

وسلسلة المهر تحرق اليها فاستيهاب كل مهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو يوقع من الظلم ولا

اور مہر کی زنجیر سے عورت خاوند کو کھینکتی ہے سو تمام مہر کا بخشوا لیبیا اسکی حق یعنی اور اپنا حق باقی رکھا ہو اور آمین بے انصافی ہو اور یہ ایک طرح کا ظلم ہے اور

بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسد الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من البغض

بے ضرورت ہی ہی کو طلاق نہ دے بان اگر بد خو بد دین بے نماز ہو دے ایسے کہ طلاق اگرچہ مباح ہے یہ مباح اللہ کے بیان ناپسند ہے

المباحات عند الله تعالى بما فيه من ايداء الغير ولا يباح ايداء الغير من غير ضرورة الا بعناية من جانبها فاذا عزم

ایسے کہ آمین غیر کلا ایذا ہو اور بے ضرورت کسی کو ایذا دینی مباح نہیں ہے بان اگر اسکی کچھ خطا ہو تو کچھ اگر ضرورت ہو

على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعي عدة المهور اعداها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض

طلاق کا ارادہ کرے تو لائیوں میں ہو کر کہی باتوں کا لحاظ رکھے ایک یہ کہ اسکو ایسے طہر میں طلاق دیوے جس میں جماع نہ کیا ہو ایسے کہ طلاق حیض میں

والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجزم الثلث لانه بدعي صحيح والطلقة الواحدة

اور جس طہر میں جماع کیا ہو حرام ہے دوسرے یہ کہ ایک ہی طلاق پر اتنا کرے تین طلاق نہ جمے کہ ایسے کہ طلاق بدعی صحیح ہے اور ایک طلاق میں بھی

بعد نقضاء العدة تفيد القصور مع انها بعد من الذم لتمتد من التدارك بالرجعة في اعدة وتجدد النكاح

بعد گذر جانے عدت کے مقصود حاصل ہو سکتا ہو باوجودیکہ ندامت سے بچا ہے کیونکہ عدت کے اندر رجعت ہو اور بعد عدت کے اندر سزا نکاح سے خدا کی اختیار

العدة واقاما اذا اطلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منى عنه ويكون هو الساعي فيه

اور اگر اسکو تین طلاقیں میں تو بعض وقت شرمسار ہو تا ہو اور اسکا تدارک نہیں ہوتا اور عقد الحلة اس سے تدارک کا اختیار

ويحتج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجة الغير ليرجوان بطلانها حتى يعقود اليه بعدا نقضاء عدتها وكل

اور عورت کو صبر کرنا پڑتا ہو اس حال میں اگر اسکو دل بچائی ہی سے لگا رہا ہو اس واسطے کہ طلاق دے تو بعد عدت کے میرے پاس آوے

ذلك ثمرة الجمع في الواحد يحصل المقصود من غير محذور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استعفاء

یہ تمام خرابی طلاق سے بچانے کا پھل ہے اور ایک طلاق میں بلا کراہت مقصود حاصل ہو تا ہے یہ کہ طلاق دینے میں لطف برتے خوشی اور عفت سے

بتمام خرابی طلاق سے بچانے کا پھل ہے اور ایک طلاق میں بلا کراہت مقصود حاصل ہو تا ہے یہ کہ طلاق دینے میں لطف برتے خوشی اور عفت سے

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئاً زاد على مهرها على سبيل ملقعة وهي صرع وخمار وطعفة عوضاً عن ايحاشتها
 اور اسکا دل خوش کر دے اس طور کہ مہر سے زیادہ کچھ چیز اور غیر بطور ملقعة کے
 والرابع ان لا يفتي سرها ثم انهم يطبقها على مال هو خلع يكره له ان ياخذ ذلك الما لان كان النشوز من جانبه
 اور چوتھے یہ کہ اسکا بھید نہ ظاہر کرے پھر اگر اسے مال کے بدلے طلاق دی جائے کہتے ہیں تو غنا وند کو کہہ دو پھر اس مال کو ایسے اگر یہ خوالی ہاں ساز کا غنا وند
 لانہا وحشها بالارسال فلا يزيد في ايحاشها ياخذ الما قد قال الله تعالى وان اردت ان تبدا ال زوج مكان
 ایسے کہ اسکو بھیج دینے سے ایک تو رنج دیا پھر اسکا مال لیکر جو بہت بڑا جاوے اور اسے تعالو فرمائنا اور اگر یہ لایا جاوے ایک عورت کی جگہ
 زوج وان تبدا ال زوج فلا تاخذ منه شيئاً فانه تعالى هي عن اخذ شيء يسير من القطار الذي هو الما
 دوسری عورت اور سے جگہ ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھر نہ لو اس میں سے کچھ بیشک اللہ تعالیٰ نے قنطار میں سے جو بہت مال ہوتا ہے فقہور اس میں سے منع کیا ہے
 الكثير فضلا عن الكثير ان كان النشوز من جانبها يكره له ان ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان
 بہت لینکا تو کیا ذکر ہے اور اگر بنا ساز کا ری عورت کی جانب سے ہو تو اس سے زیادہ لینا جو مہر اسکو دیکھا ہو مکروہ ہے
 اكره على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه او اسقطت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا الزوم
 اس پر خلع کی زبردستی اور عورت نے انجا بلہ چھوڑا لے کو مان لیا کہ مال دو گنی یا جو خاوند کے ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیا تو بدون لازم ہونے
 ما التزمت من الما بلا سقوط ما عليه من المهر ونحوه لان الرضا شرط في لزوم الما سقوطه والا كراهه لعدم
 مال مانے ہوئے کے اور بدون ساتھ ہونے مہر وغیرہ کے جو خاوند کے ذمہ تھا طلاق پڑ جاوے گا ایسے کہ مال لازم ہو جانے میں اور ساقط ہونے میں رضامندی شرط ہے
 الرضا على ما بين في موضعه هذا الذي ذكر الى ههنا ما كان على الزوج من حقوق الزوجة وامامان كان على الزوجة
 رضا مندی نہیں ہوتی چنانچہ اپنی جگہ میں بیان ہو چکا ہے یہاں تک وہ حقوق بیان ہوئے جو لہائی کے حق خاوند کے ذمہ ہیں اور رہے خاوند کے حقوق
 من حقوق الزوج فالقول الثاني في ان النكاح نوع رقيق والزوجة رقيقة الزوج كما قال النبي عليه السلام
 جو لہائی کے ذمہ ہیں سو قول ثانی اس میں ہے کہ نكاح غلامی کی قسم ہے اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 النكاح رقيق فلينظر احدكما ين يضع كرهية فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها اهم
 کہ نكاح غلامی ہو سو تم دیکھ لو کہ اپنی پیاری بیٹی کو کہاں دیتے ہو بیشک نبی علیہ السلام تو اس حدیث میں بیان فرمایا کہ عورت کو حق میں احتیاط ضرور ہے
 لكي نه رقيقة بالنكاح لا يخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطيق الزوج فاما الزوج فهو قادر على الخلاص منها
 کیونکہ وہ نكاح کے سببے لونڈی ہو جاتی ہے بدون خاوند کے چھوڑنے کسی طرح نہیں چھوڑ سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دے کر عورت سے آپ چھوڑ سکتا ہے
 بتطيقها فاذا كانت المرأة رقيقة الزوج يلزمها ان تصبر على عمرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك
 ہر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوتی تو لازم ہے کہ خاوند کی غیرت پر سبر کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے اور بیشک اسکا یہی
 جهادها الما ورح في الحديث ان جهاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فغلبها ان تطيعه في كل
 جہاد ہے ایسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہے یعنی خاوند کے ساتھ نیک گزاراں پس عورت کے ذمہ ہے کہ خاوند کی اطاعت کرے ل
 ما امرها مالا معصية فيه اذ قد ورد في عظيم حقه عليها اخبار كثيرة من جملتها ما روى انه عليه السلام قال
 جو کہے ہیں گلہ منو دے اس واسطے کہ حدیثیں بہت وارد ہوئی ہیں کہ خاوند کا لہائی بڑا حق ہے ازان جملہ وہ کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 لو كنت امر احداً لیسجد لاجل امرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظيم حقه عليها وقالت عائشة انت فتاة
 اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا کسی کے لیے تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا لہائی بڑا حق ہے اور عائشہ کہتی ہیں ایک عورت
 الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني فتاة اخطب فاحق الزوج على الزوجة فقال النبي صلى الله عليه وسلم
 نبی علیہ السلام کے پاس آئی عرض کیا ان نبی اللہ کے میں جوان عورت ہوں نكاح کیا چاہتا ہوں سو خاوند کا لہائی بڑا حق ہے پس نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر

اور اسکا دل خوش کر دے

اور ساقط ہونے میں رضامندی

كان من قرنه الى قدمه صديداً فحسنته ما أدت شكره وقال ابن عباس انت امرأة النبي صلى الله عليه وسلم
 خاوند کے سر سے پاؤں تک نہ ہوتی ہو پھر باہر چاک لڑ بھی آسکا فکر اور انہیں کیا اور ابن عباس کہتے ہیں ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی
 وقالت يا بنی الله انی امرأة اقرءانی ان تزوج فما حق الزوج علی المرأة فقال النبى علیه السلام من حق الزوج علی
 اور عرض کیا یا بنی اللہ کے میں عورت ہے خاوند ہوں میرا ارادہ نکاح کا ہے سو خاوند کا باہر کیا حق ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک حق خاوند کا
 المرأة اذا ارادها فی نفسها وهی علی طهر البیضاء لا تمنعه ومن حقها ان لا تعطى شیئاً من بیتیہ الا باذنه فان
 فرمایا یہ کہ اگر خاوند اسکا طرف رغبت کرے اور وہ عورت اور پاک ہو تو اسکا نہ کرے اور خاوند کا ایک یہ حق ہے کہ اس کے گھر میں سے اسکا بواہر نہ لے کرے
 فعلت کان الوزر علیها والا جره ومن حقها ان لا تصوم تطوعاً الا باذنه فان فعلت جاعت عطشت
 دیکھی تو وہ گنگا رہو گی اور نواب خاوند کو ہو گا اور اسکا یہ حق ہے کہ نفل روزہ اسکی سے اجازت نہ رکھے اگر روزہ رکھیگی تو بھوک پیاسی مرگی
 ولم یقبل منها ومن حقها ان لا تخرج من بیتیہ الا باذنه فان فعلت لعنتها الملائكة حتی ترجع الی بیتها
 اور قبول نہ ہو گا اور اسکا حق ہے کہ اس کے گھر میں سے اجازت نہ لے کرے اگر باہر لے کرے اور دیکھی اسکو فرشتے لعنت کیے جاویں گے اور روایت ہے
 انه علیه السلام قال انی رأیت لیلة امیری بی امرأة معلقة بلسانها فقدت یا جبرئیل ما شأنها فقال انما
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا آنے کی شب کو میں نے ایک عورت دیکھی کہ زبان کو معلق کر کے لڑائی کر رہی تھی اسکی کیا غلطی ہوئی یا یہ عورت
 كانت تؤذی زوجها وجيرانها بلسانها ورأیت امرأة اخرى معلقة بلسانها وهی ترضع بغير اذن زوجها
 زبان سے اپنے خاوند اور مہمانوں کو ستاتی تھی اور ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی لسان کھینچ کر اپنے
 ورأیت اخرى معلقة برجلها وهی التي تخرج بغير اذن زوجها ورأیت اخرى معلقة بیدها وهی التي تسلك
 اور ایک اور عورت دیکھی کہ اپنے پاؤں سے لڑائی کر رہی تھی وہ خاوند کی سے اجازت نہ لے کرے جلی جاتی تھی اور ایک اور دیکھی کہ اپنے
 زوجها وروی عن ابی ہریرة انه علیه السلام قال اذا دعا الرجل امرأته الی فرشته فابت فیما ترضع لسانها لعنتها الملائكة
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاوے اور وہ نہ مانے پھر وہ روخفا ہو کر سوئے تو صبح تک فرشتے سخت
 حتی تصدق وفي رواية انه علیه السلام قال الذی نفسی بیدها من جل یدها امرأته الی فرشته فتأبى الا
 کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنے مالک کی کہ جو روایتی بیوی کو اپنے بستر پر بلاوے اور وہ مانے تو
 كان الذی فی السماء ساخطاً علیها حتی یرضی عنها والمأصل ان اللازم لها ان تطلب ضاه ولا تمنع نفسها عنه
 جب کہ آسمان میں ہے اس سے بیزار ہو گا جب تک خاوند راضی ہووے خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کو لازم ہے کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہے اور اگر اسکی حوا کر دے
 ولا تغفل بالحیض ولا تؤخره الا جابة بل تطیعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحیض اما فی حال الحیض فنجها
 اور حیض کا ہمارا نہ کرے اسکی حکم کو پھر پڑنے کے بلکہ رت کہتی ہی اطاعت کرے اگر حیض سے پاک ہووے اور حیض کی حالت میں
 عن جالها وتلبس اخلاق نیاہا ثقلاً لا یلیل الزوج الیها ویستحب لها ان تدخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس فی
 اپنا حال بناوے اور پورا کرے یہاں لے تاکہ خاوند کا دل اور ہنر نہ بجاوے اور حالت کو سستی ہے کہ جب نماز کا وقت آوے تو وضو کرے اور گھر میں
 مسعد بیتها وتسهل قدر اداء الصلوة کیلا یزول عنها عادة العبادۃ وقد روی انه علیه السلام قال اذا
 نماز کے چوتھے پر مہینے اور نماز کو گھمبے بجان آتا اور لا آت الا انت جاکرے تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب
 استغفرت الی الخائض فی وقت کل صلوة سبعین مرة کتب له الف رکعة وغفر لها سبعون ذنباً ورفع لها درجة واعطى لها کل
 حاضر ہونے پر نماز کے ہر بار استغفار پڑھی رہے تو اسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہے اور شہ گناہ معاف ہو جاتی ہیں اور اسکا درجہ بڑھ جاتا ہے اور استغفار کے ہر
 حراً من استغفارها نور وکتب بکل عرق فی جسدھا حج وعمرة ووفی غیر حال الحیض تلبس حسن ثیابھا وتطهر الموحدة
 حرن کے ہر نور ملتا ہے اور بدن کی درگاہ کے شمارے حج اور عمرہ لکھ جاتا ہے اور اگر ایک ہو تو اسکا لباس پہنارے اور جہانک ہو سکے یا

یہاں تک کہ لکھی
 یا پستان نکال دے
 یا پستان سے نکال دے
 یا پستان سے نکال دے

الى زوجها ما استطاعت وتكون معطرة متنظفة في نفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج

فانذرت غلاما كياكركي ^{اور خوشبو اور ايكيزه} اور هرت فاوندك اتعك ليه جب وه رغبت كركي تيار باركركي
بها متي شاء وتكون قاعدا في غريبتها ملازمة لمغزليها من حين رقت اليه الى ان توف الى القبر ولا تخرج من بيتها

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج محفية في هيئة رثة وتطلب لمواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
اي اجازت نه جايا كركي اور اگر اجازت جاوے تو چھپكوري مسوت بناك اور فاني اجازت كركي جاوے سوك اور بازارون مين كركي

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تتحدث مع رجل في الطريق كما روى ان عمر امي امرأة مع رجل يتعد ثمان في الطريق

فصبرها بالبره فقال رجل يا امير المؤمنين هي امراتي فقال له عمر لو كانت امراتك فلم لم تدخلها في بيتك

حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها بالاروى عن عائشة انه عليه السلام قال

الحمام حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يتلطف ان تدخل به

ولا تكون فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد احد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج

الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر كما ذكر في نصاب الاحكام القاضية سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر فقال لا

سئل عن الجواز في مثل هذا وانما سئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها كما نوت الخروج كانت لعنة الله تعالى

وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعبها روح الميت واذا رجعت كانت في

والارضين السبع وشمسي لعنة الله تعالى وايماء امرأة دعيت للميت بخير ولو خرج من بيتها يعطيها الله تعالى

نواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فانت

فاطمة فقال لها من اين جيت قالت خرجت من منزلة فلانة التي ماتت فقال عليه السلام فلان هبت

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد اسمعت منك ما سمعت فقال عليه السلام لو زيرت قبرها لم تخرجي الجنة

وروى انه عليه السلام لما قدم المدينة خرج الى جنازة فرائ النساء يتبعن الجنازة فقال لهن حملن مع
 اور روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئے اور ایک جنازہ کے ساتھ چلے پھر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کے پیچھے آگے آگے آگے بڑھا کرتی ہیں ساتھ
 من حمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي فقلن لا فقال عليه السلام انصرفن ما زورات غير
 جنازہ اٹھاؤ گی عرض کیا نہیں پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم سب کے ساتھ نماز پڑھو گی عرض کیا نہیں پھر آپ نے فرمایا
 ما زورات فدلخك على ان المرأة لا يباح لها الخروج الى المقبرة ولا تشيع الجنازة بل يلزمها ان يكون من همتها
 ثواب چلی جاؤ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان میں جانا جائز نہیں ہے اور نہ جنازہ کے ہمراہ جا یا کرے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ نماز پڑھنا حال
 صلاح مشاغلها وتدبير منزلها ولا تدخل في بيت زوجها من بكرة دخوله فيه من الرجال النساء وتقدم حقة
 درست اور گھر کا کاروبار کیا کرے اور خاوند کے گھر میں کسی مرد یا عورت کو سبکا آنا غاوند ناپسند کرتا ہوں آگے آگے اور اپنے اور تمام کے سودھرنے کے
 على حق نفسها وسائر اقرارها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجتمعه بالقول ولا تكون منفعتها عن كسبه اذا
 حق پر خاوند کا حق مقدم رکھے اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کرے اور خاوند کے پیچھے پیچھے نہ گئے اور اپنا فریغ خاوند کی حرام کمانی میں نہ کرے
 كان حراما اذ قد كانت النساء في السلف اذا خرج الرجل من منزله تقوله امراته وابنته اياك وكسب الحرام
 کیونکہ سلف کی عورتیں ایسی تھیں کہ جب مرد گھبریں سے باہر جاتا تو اسکی جو بیوی کدنی تھیں کہ حرام کمانی سے پرہیز کرتا
 فانما نصبر على الجوع ولا نصبر على النار وتكون فلعنة من زوجها بائنا لله لا تكلفه ما لا يطيقه ولا تدخله
 ہم جو کم پر صبر ہو سکتا ہے اگر پر صبر نہیں ہو سکتا اور جو خدا کے تعالیٰ نے خاوند کو رزق دیا ہے اس پر قناعت کرے اور خاوند کو طاعت سے زیادہ تکلیف نہ
 عما في امر النفقة بل تكون صابرة متوكله كما حلن رجال من السلف فهم بالسفر ففكره جيرانه سفره فقالوا زوجته
 اپنے خرچ کا غم نہ ڈال دے بلکہ صبر سے توکل پر رہے چنانچہ حکایت ہے کہ ایک شخص نے سلفین سفر کا ارادہ کیا مہساریوں کو اسکا سفر پسند نہ آیا مہساریوں اسکی بیوی کا
 لم يرضين بسفره ولم يدع لك نفقة فقالت زوجة عفته اكلها وما عرفته زرقا ولى زرقا يذهب الكمال ويبقى الرزق
 تو اسکی سفر پر کیوں راضی ہو گئی اور کچھ تیرے لیے خرچ نہیں دیا جاتا اُسے جواب دیا کہ میں اسکو کھانے والا جانتی ہوں زرقا نہیں جانتی اور میری زرقا اور میری زرقا
 ولا تفاخر بها لها بل تكون كما روى عن الاصمعي انه قال دخلت البادية فرأيت امرأة من حسن الناس وجهها
 اور اپنے جمال پر ناز نہ کیا کرے بلکہ ایسی رہے جیسے اصمعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں جنگل میں گیا تو میں نے ایک عورت نہایت خوبصورت
 تحت رجل قبيل الوجه في الغاية فقلت يا عجبا مثلك تحت مثله فقالت يا هذا قد اخطات في قولك لعله حسن
 پاس ایک مرد نہایت بد صورت کر دیکھی میں نے کہا کاتب ہر تجھ سی بری ایسے دیو کے پاس وہ بولی اور شخص تو نے بیجا کہا شاید کہ اسنے
 فيما بينه وبين خالقه فجعلني ثوابه وعلی اسات فيما بيني وبين خالقي فجعلني عقوبتي فلا رضى الله لي وما
 اپنے خالق کی کوئی عبادت کی ہے سو مجھ کو اس کے لیے اُس عبادت کا عذاب بھرا یا اور شاید مجھ سے اپنے خالق کی کوئی خطا ہو گئی ہو سو اسکو میرے عذاب قرار دیا
 يجب من حقه عليها ديانته ان تفعل كل خدمته في اخل للدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل
 پھر اللہ سے کتنی پسند کروں اور جو حق خاوند کا لی جا پر از رہے دیانت کروا جب یہ ہے کہ گھر میں تمام کاروبار جیسے سالن رولی پکانا کپڑے دھو وغیرہ کیا کرے یہاں تک کہ اگر وہی
 بشيئا منها تكون اثمه وان لم تجبر عليها وترى تقصيرها في خدمته ولا تسأل طلاقا ضرتها لان لها ما قد لها
 نہ کہ گی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اس میں کچھ اس پر زور نہیں ہے اور خاوند کی خدمت میں اپنے آپ کو مقصر سمجھتی رہے اور اپنے سوگن کے طلاق کی خواہش نہ کرے اور نہ اسکی خدمت
 ولا تمنعه عن نكاح ثلث سواها لانه تعالى جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حيث قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء
 اور خاوند کو منع نہ کرے کہ وہ کسی اور سے نکاح کرے اور نہ اسکو اختیار دیا ہے بشرط عدالت عدالت ہے چنانچہ فرمایا ہے تو نکاح کرو جو تم کو خوش آوین عورتیں
 متنى ثلاث درباع فان خفتم الا تغدوا فواحدة وتصبر على غيرة الصرائر راجية من الله تعالى الثواب كما صبر
 دو وقت میں تین بار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی اور سو گنوں کے رخصت کرنا صبر کرنا اسد تعالیٰ سے اسید فار ثواب کی رہے جیسے نبی علیہ السلام کی

اور اسکی بیوی کا

نہ کہ گی تو گنہگار ہو گی



والخيار صيفيا وشتويا فالصيفي يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون تخمينا يصلح لدفع البرد ولم يذكر

الحنف والكوفي ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج نفقة اسباب الخروج ولم يذكر السر او يك لا منه في

الشلو حتى قال قاضيان في فتاواه هذا في عرفهم واما في دارنا فيجب السر او يك ثيابا اخر كالجبة والفرش الذي تنام عليه

والنخاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لهما ما يفيض من اذوا كساء وخف لا يحتاج الى الخروج للمصالح الخارجية من المسألة

ولا يستحى عن غيرها في معاشرته زوجها فان كان للزوج اجماع من الدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني ببيت

حدة كان لها ذلك لانها لا تمنعها واستحى عن المعاشرة مع زوجها ان كان لبيت في الدار واحد وان كان متعدد

فأعطاهما بيتا يخالق ونفقة لم يكن لهما ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن في الدار من اجماع الزوج من يؤذيها الا ان يكون

الزوج يضربها ويؤذيها فاشتكت الى القاضي فسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي

ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعها عن التقدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى حيران الدار فان كان

قوما صالحين يسلمهم هل هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعها عن التقدي وان قالوا

ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه يامر ان يسكنها بين قوم

صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجل ان يتعدك في حق النساء وما روينا انه عليه السلام قال الله

الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحلتم فرجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حدث

امته في هذا الحديث عن سوا العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة ان يقال التقوا الله

في امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايدىكم كالسارى بلعشرتهن بالمعروف كما قال الله تعالى عاشرهن

عشرتهن بالبين العشر وهو سوا الكوناق زنا وكثيرا من قديون كالمثال بن بلانته سائر قولها من كذا ان كذا ان كذا عاشرهن

في بيان قوله عليه السلام استواء

بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذي عهد اليكم من الرفق بهن والشفقة عليهن واستحلاله فزوجهن بامر الله
سفر اولی کہ عمر بن امیر کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نبی کا اور انہیں شفقت کا جسے اللہ تعالیٰ نے انہیں فروع کو اللہ تعالیٰ نے انہیں
تعالیٰ وحکمہ فان نقضتم عہدہ الذی عهد الیکم فی حقہن وخصتم فی امانتہ ینتقم منکم لہن
پھر اگر تم نے اللہ کا عہد توڑا جو تمہارے ساتھ ان کے حق میں کیا ہے اور اسکی امانت میں خیانت کی تو اللہ تم سے انکا بدلہ لے گا

وذلك لانهن اماء الله تعالى فمن تزوجهن بامر الله تعالى وحكمه تكن عندنا امانة ووديعة من الله
اور یہ ایسے کہ عمر بن امیر کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نبی کا اور انہیں شفقت کا جسے اللہ تعالیٰ نے انہیں فروع کو اللہ تعالیٰ نے انہیں

تعالیٰ فاذا ذنبن بالباطل ولم يباشرن بالمعروف يصيركانه نقض عہدہ تعالیٰ خان فی امانتہ فینتقم منہ
پھر جب نے انکو اللہ تعالیٰ اور نبی سے گزران نہ کی تو گویا اسے اللہ کا عہد توڑ دیا اور اسکی امانت میں خیانت کی تو اللہ اس سے انکا بدلہ لے گا

من فعله هذا يلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات لبعض معايبهن فلو لم يكن اثما
اس بیان کے سوا حق مرد کو لازم ہے کہ ان کے ساتھ نیک چلن پرے اور اسکی ایذا کی برداشت کرے اور بعض عیبوں پر ترجمہ کارہ سے جب تک گناہ نہ ہوں تو رجسٹریک

ترحموا عليهن لفتور عقولهن وقد كان بعض العلماء يقول الاحتمال على اذى احد من المرأة فهو الحقيقة احتمال
کیونکہ کم عقل ہوتی ہیں اور بعض علماء کا قول ہے کہ عورت کی ایک ایذا برداشت کرنا حقیقت میں بہت سی

على اذية كثيرة اذ في ذلك الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الكسرة والثوب من الخرق بل ينبغي له
ایذاؤن کی برداشت ہر کیونکہ ایک برداشت کرنا نین نینکھا ظانچہ کھانے سے اور بڑی کی نجات ٹوٹنے سے اور کپڑے کی نجات پھٹنے سے اور بلا خاوند کو لازم

ان يزيد على احتمال الاذى الملاعبة معهم في الاجسام بما لا يضر فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللغو
کہ ایذاؤن کی برداشت پر ان کے ساتھ ملاعبت زیادہ کرے سو ان کے ساتھ وہ کھیل کیا کرے جس میں گناہ نہ ہو ہمیشہ ملاعبت خاوند کی لابی کے ساتھ لہو

الباطل لذی عنہ فی الدین بل ہی من اللغو لجان الذی رخص فیہ فی الدین فانه علیہ السلام کان یفرح مع
باطل میں داخل نہیں ہر جسکی دین میں ممانعت ہو مگر یہ لہو جائز ہے جسکی دین میں اجازت ہو بیشک نبی علیہ السلام فرمے

لنساءه ويذل الى حرجة عقولهن حتى دروى انه عليه السلام كان يسابق مع عائشة في العُدَّ وجاء في الخبر انه
ازواج کے ساتھ خوش طبعی کیا کرتے تھے اور ان کے ہی موافق نجات تھے یہاں تک کہ روایت ہو کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کے ساتھ شکر کے دفعہ ہر وقت میں ہرگز نہیں

كان من أفك الناس مع نسائه اى من اطيهم وافرجم معهن وروى انه عليه السلام قال خيركم خيركم لاهله
ازواج کے ساتھ سب سے زیادہ ظرافت کرتے تھے ان کے ساتھ بہت خوش طبعی اور بہت مزاح فرماتے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا ان میں اچھا وہ جو نبی کی بیوی کے ساتھ

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال كمال المؤمن ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهلهم لكن لا ينبغي له ان يبتسط
اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سب سے زیادہ ایمان والی ایمان والا وہ ہے جو اپنی اہل کے ساتھ نیک خلق اور لطف برتے لیکن ایسا بھی نہ چاہیے کہ

عقوبت حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهم ويستقط بالكلية هيبة عندهن بل يراعى الاعتدال في
ان کے ساتھ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتے کہ انکی عادت بگڑ جاوے اور انہیں سے سراسر ہیبت جاوے بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکھ کر

ذلك فلا يدع الهيبة والانتباه هما رأى منهن منكر ولا يفتر باليساعدة البتة بل هما رأى منهن ما يخالف الشرع
سودھمکی اور ڈراؤ موقوف نہ کرے اگر اسے کچھ بڑی بات دیکھے تو دروازہ امداد کا بالکل نہ کھلے بلکہ اسے جب کوئی امر خلاف شرع دیکھے اللہ تعالیٰ
بغضب لان الله تعالى جعله قوادا عليهم حيث قال الرجل قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم بهن بالامور
توجہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورتوں پر حاکم بنایا ہے چنانچہ فرمایا ہر مرد حاکم اپنی عورتوں پر سو مرد کو لازم ہے کہ انہیں طور پر کہ ساتھ قائم رہے

۱۳۵ ملذ ان السخ و الحق نجاة عن اذية كثير

عليا السلام

الظن بتجسس البواطن اذ روی لانه عليه السلام هي ان تتبع عورات النساء وفي لفظ ان يتبعن النساء فان غيرة
اور باطن کی تلاش نہ کرے اسوائے کہ روایت ہر نبی علیہ السلام سے عورتوں کی چھٹی باتیں تلاش نہ کی جائیں اور ایک روایت میں کہ عورتوں کی عیب جوئی نہ کریں کہ نہ
الرجل على اهل من غير ربه يبغيها الله تعالى كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغيها الله تعالى
مرد کی غیرت نبی پر بدون شہدہ کہ اسے لگا کرنا پسند ہے یا نہ خود مدت میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک غیرت ہو کہ اسے لگا کرنا پسند ہے
وهي غيرة الرجل على اهل من غير ربه لان ذلك من سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن التهمة واما الغيرة
یعنی مرد کی غیرت نبی پر بدون شہدہ کہ کیونکہ یہ صرف ہنگامی ہے جسکی مانعت واقع ہوئی ہے بیشک بعضے گمان گناہ ہیں اور یہاں غیرت
في محلها فلا بد منها وهي محجوة كما روی انه عليه السلام قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي
جو جگہ ہو وہ تو ضرور چاہیے اور محجوب ہے ایسے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک اسے غیرت کرنا ہے اور اسے کو غیرت کرنا ہے
المؤمن ما حرمه الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اني لغيور وما امرء الا يغار الا منكوس القلب
کہ مؤمن ہو کر حرام کام عمل میں لگے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں برا نیت والا ہوں اور کون شخص ہے کہ غیرت نہ کرے گا نہ مذکور اور
الطريق للمغنى عن الغيرة ان لا يدخل عليهم رجل ولا يخرجن الى الطرقات بعد من عدم الغيرة فيلتم للرجل ان يمنع زوجته
وہ طریق کہ بغیرت سے بچاؤ یہ ہر گھوٹی مردانے پاس نہ آنے یا وہ اور عورتیں باہر سے نہ جائیں کیونکہ عورتوں کا ستر بچانا یا بغیرت سے بچاؤ کو لازم ہے کہ باہر سے
عن الخروج من البيت ولا ياذن لها بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
گھر میں سے نہ نکلنے دے اور سوائے کسی خاص جگہ کے نکلنے کی اجازت نہ دے وہ یہ جگہ ہیں جو خلاصہ دار نے نمبر ۱۱۱۱ النوازل میں سے نقل کی ہیں
يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى السبعة مواضع زيادة الا بيمين وعيادةتهما وتغريتهما او احدهما وزيادة المحارم
خاندان کو جائز ہے کہ بی بی کو سات جگہ جانے کی اجازت دے مان باپ کی ملاقات اور انکی بیماری پر کسی کو اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرموں کی ملاقات کو
وبعد بيان هذه السبعة قل فان كانت قابلة لوغسل الثوب وكان لها حق على احوالها حق تخرج بالاذن في غير الاذن
اور یہاں بکھریاں کر کر کہا پھر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اسکا حق کسی پر یا کسی کا حق اسپر آتا ہو تو باجائز اور باجائز میں جا یا کرے
وفيما عد ذلك من زيارتها الاجانب وعيادة الوالدة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين لاذن قد يكون
اور ایسے موقع کے سوا اجنبیوں کی ملاقات اور بیماری اور ولیمہ میں اجازت نہ دیوے اور اگر فائدہ نے اجازت دی اور وہ غائبی تو دونوں گنہگار ہوتے اور باجائز
بالسكوت وهو كقولك ان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضی لزوج ليس لها
خاموشی سے بھی ہو جاتی ہے اور یہ خاموشی ماننے والے کو ہوتی ہے ایسے کہ مخالفت بری بات سے فرض ہے اور اگر عورت چاہے کہ علم کی مجلس میں بیٹن رضی فائدہ کرے تو اسکو اختیار ہے
ذلك الا ان يقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فيئذ يسعها الخرج من غير رضی الزوج لان طلب العلم فيما
ان اس صورت میں کہ کوئی واقعہ پیش آوے اور فائدہ پہنچ کر نہ بناوے پس اب بے مرضی فائدہ کے جانے کی گنجائش ہے ایسے کہ علم کی تلاش
يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سأل الزوج من العالم واخبر بذلك لا يعرأ
مخالفت کے وقت ہر مسلم اور مسلمہ عورت پر فرض ہے سو فرض فائدہ کے حق پر قدم ہے اور اگر فائدہ کے عالم سے پوچھ کر تیار یا تو پھر باہر جانے کی گنجائش نہیں ہے
الخروج وان لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتعلم مسألة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ
اور اگر اسکو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا پر دل چاہتا ہے کہ مجلس علم میں جاوے تاکہ مسائل وضوء اور نماز کے سیکھے اب اگر فائدہ کو
المسائل يذكرها عند هافله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احب ان اذن لاشي عليه كما يسعها
مسائل یاد میں اور اسکو تیار رہا تو اسکو منع کرنے کا اختیار ہے اور اگر نہ دیکھو مسائل نہیں آتے تو اسے کہہ کہ کبھی کبھی اجازت دیا کہ اور اگر فائدہ نہ ہو تو اسے کہہ کہ الزام نہیں ہے اور فائدہ
الخروج ما لم يقع لها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلغىها كل ملك في السماء وكل شيء نصرت عليه الا الانسان
جائز ہے جب تک کہ کوئی واقعہ پیش نہ آوے اور اگر بی بی فائدہ کے گھر میں سے بے اجازت پہلی جاوے تو اسے تمام فرضتے آسمان کے اور تمام چیز سے من آتے ہیں سوا انسان کے

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمذلة ترك الصلوة ترك الغسل

اور تیسرے کے کہنا ماننے پر جسوقت فاؤنڈ جماع کی رغبت کرے اور وہ عورت پاک بھی ہو اور جو چہ تھے نماز نہ پڑھنے پر اور خاتہ اور حین سے غسل

عن الجنابة والحیض لمراته ان اسراح ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو مجور

دکھنا بھی قائم مقام ترک صلوٰۃ کے ہے اگر خاوند دوسرا نکاح کیا جائے اور نہیں کرتا اگر دو نو نہیں عدالت کرے تو علم ہے کہ اگر نکاح نہ کرے تو

لترکه ادخال لغم علیها لایسا عندکونها امرأة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لایکافیها شکر وان لا يعدل

کیونکہ بی لاکو غم سے بچا یا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اسکا تقویٰ بڑی نعمت ہے اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ خوف ہو کہ عدالت نہ کرے گا

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى ان جعله ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء متنى فثلث

ترجما نہیں کہ دوسرا نکاح کرے ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ اسکو حلال کر دیا ہے اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتیں دو اور تین میں

وروي الا انه تعالى عقيبه ذلك قال فان خفتم الا تعدوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر يحب عليه

اور چار چار پانچ سے زائد کے بعد فرمایا ہے پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نہ کرو تو بس ایک ہی بیشک جسکے پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اس پر واجب ہے کہ تین

ان يقسم ويعدل بينهما سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها

برابر قسم اور عدالت کرے برابر ہے کہ بھلی جنگی ہو یا بیمار پھر ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک دن رات یا تین دن تین رات یا کسی کے پاس سے زیادہ

ولا يقیم عند احد من ذلك الا باذن من الثيب البكر المراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة المسلمة

نہ ٹھہر کرے ہاں انکی اجازت سے مضائقہ نہیں اور رانڈ اور کواری اور قریب بلبوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باڈول اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة المريضة سواء كانت الجديدة بكرة او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة

اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار برابر ہیں اگرچہ نئی بکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کے پاس تین دن یا سات دن رہے

ايام يقیم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن كما روي انه عليه السلام قال من كانت له امراتان فمال الى

ترقیہ کے پاس بھی آتا ہی رہے اور بعض کی طرف زیادہ میلان نہ کرے ایسے کہ نبی علیہ السلام فرمایا ہے جسکے پاس دو عورتیں ہوں پھر ایک کی طرف

احدا كما جاء يوم القيمة واحدا شقيقه ساقطة يعنى ان احد جنبیه يكون محرم حاسا قطا بحيث يراه اهل العرسا

رغبت کرے ترقیامت کے دن ایسی حالت میں آویگا کہ اسکی ایک جانب گری ہوئی ہوگی یعنی اسکی کوٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہوگی کہ اہل عرس سے ٹھیکے

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الاقضاء اشكال لعذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء

تاکہ برسوائی اور زیادہ عذاب ہو کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہے لیکن یاد رکھنے کی بات ہے کہ قسم اور عدالت ہی خیر دینے میں

والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتنى على النشاط فلا يقدر على التسوية

اور سونے میں واجب ہے محبت میں اور جماع میں واجب نہیں ایسے کہ محبت اختیار میں نہیں ہوتی اور جماع نشاط والی بر وقت ہر تین برابری کی قدرت نہیں ہے

فيهما كما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل لشر يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما املك

اسوائے کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتے پھر کہتے یا انکی محبت سے یہ ہو سکتا ہے جسکا مجھے اختیار ہے سو مجھ کو ملامت مت کرنا

ولا املك قبيل لانه الحب لان عائشة كانت احب لبيته اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه

جس میں تو مختار ہے اور میں مختار نہیں کہتے ہیں کہ اس سے محبت مراد ہے ایسے کہ عائشہ آپ کو سب ازواج سے زیادہ ترجیح دیتیں اور تمام ازواج کو یہ حال معلوم تھا لیکن نبی

عليه السلام كان يقسم ويعدل في لعطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام

علیہ السلام نے میں اور رات کے رہنے میں قسم اور عدالت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مرض الموت میں بھی ایسے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو

كان يطاف به مشوكا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن كان يقول ليل فلان فلان فلان فلان فلان فلان

مرض کے اندر ہر روز اٹھائے پھر اگر آتے پھر شب کو ہر ایک کے بیان رہا کرتے اور پوچھا کرتے کل کمان کی باری ہے کل کمان کی باری ہے اس سے ازواج سمجھ گئیں

مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به مشوكا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن كان يقول ليل فلان فلان فلان فلان فلان

مرض کے اندر ہر روز اٹھائے پھر اگر آتے پھر شب کو ہر ایک کے بیان رہا کرتے اور پوچھا کرتے کل کمان کی باری ہے کل کمان کی باری ہے اس سے ازواج سمجھ گئیں

انه يريد يوم عائشة فاذا ناله ان يكون حيث شاء فقال هل ضيقت بذلك فقل نعم قال عليه السلام

انك لو كنت في بيت عائشة فكان في بيتها حتى ماتت عندها وما يجب على الزوج من حقها ان يؤدى اليها مهرها كما كان

عائشة كغيرها من نساء النبي صلى الله عليه وسلم او لغيره من نساء المؤمنين فانها لا تجوز في حقها ما تجوز في حق غيرها

فادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على حائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى واتوا النساء حين

قدرت اداكى ركنها هو اذ اكرتت اداكى نيين برتوا اداكى نيت ركنه جب قدرت باوسه ايسله كراستقوا لوزنا ما هو ادرسه و الودعرتن كو مهر انكو

نخله اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهرهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن

نوشى هو يفتى الله تعالى انك لو كنت في بيت عائشة فكان في بيتها حتى ماتت عندها وما يجب على الزوج من حقها ان يؤدى اليها مهرها كما كان

عائشة كغيرها من نساء النبي صلى الله عليه وسلم او لغيره من نساء المؤمنين فانها لا تجوز في حقها ما تجوز في حق غيرها

فادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على حائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى واتوا النساء حين

قدرت اداكى ركنها هو اذ اكرتت اداكى نيين برتوا اداكى نيت ركنه جب قدرت باوسه ايسله كراستقوا لوزنا ما هو ادرسه و الودعرتن كو مهر انكو

نخله اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهرهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن

نوشى هو يفتى الله تعالى انك لو كنت في بيت عائشة فكان في بيتها حتى ماتت عندها وما يجب على الزوج من حقها ان يؤدى اليها مهرها كما كان

عائشة كغيرها من نساء النبي صلى الله عليه وسلم او لغيره من نساء المؤمنين فانها لا تجوز في حقها ما تجوز في حق غيرها

فادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على حائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى واتوا النساء حين

قدرت اداكى ركنها هو اذ اكرتت اداكى نيين برتوا اداكى نيت ركنه جب قدرت باوسه ايسله كراستقوا لوزنا ما هو ادرسه و الودعرتن كو مهر انكو

نخله اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهرهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن

نوشى هو يفتى الله تعالى انك لو كنت في بيت عائشة فكان في بيتها حتى ماتت عندها وما يجب على الزوج من حقها ان يؤدى اليها مهرها كما كان

عائشة كغيرها من نساء النبي صلى الله عليه وسلم او لغيره من نساء المؤمنين فانها لا تجوز في حقها ما تجوز في حق غيرها

فادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على حائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى واتوا النساء حين

خاتمة

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله الهادي المكنان + غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب
 ذي الطول لا اله الا هو العزيز الشمان + هو الذي خلق الانسان علمه البيان + انطق كل شيء وانطقه وشرفه ^{فصيح} اللسان + امر
 بالمعروف والايان العدل والاحسان + ونهاه عن الفحشاء والمنكر ^{الطغيان} العصيان + والصلوة والسلام الايمان ^{بعل} من رسالته الهدى والفرقان
 الحق ليظهره على الاكديان + وجعله نوراً يهدي به الله من ابغض ^{ضوء} سبيل السلام والامان + وهو مولانا وسيدنا وسيد العالمين
 محمد بن المصطفى المبعوث الى كافة الناس لجان + من يطعمه فقد اطاع الله الختان + ومن يشاققه فقد استحق لتصلية
 جهنم والنيران + وعلى اله ^{الذير} هم سفينة النجاة من الهلاك والخسار + وعلى اصحابه الذين هم نجوم الهدى والفرقان + ^{فمن} اما بعد
 لكم ايها الاخوة طوبى لكم بها الخلان بطبع هذا الكتاب المستطاب + المفيد المعين للموعاظ والطلاب + المخزن للدرر النصائح المصنوعة
 لدفع القبائح بالمستند بالنصوص القرآنية + والاخبار النبوية والمعتمد على المسائل لمعتبرة الفقهية وعلى احوال صلحاء البرية
 الموسوم بمجالس ابرار المترجم بالدرجة الهندية الموسومة بخزينة الاسرار ولذا كتب في توصيفه سند العلماء
 وسيد الفضلاء مولانا المحدث **عبد العزيز الدهلوي** دفيضة الجلال والخفة كتاب مجالس ابرار مسالك الاخيار في علم الوعظ والنصيحة يتضمن
 فوائد كثيرة من باب اسرار الشرائع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب البدع والعاتات الشيعة لاعلم لتابعها لمصنفه الا ما يكشف
 عنه هذا التصنيف من تدينه وتورعه وتفنته في العلوم الشرعية ولغمة وقيل لا تنظر اليه من قال اسمع الما قال فانما يعرف الرجال بالحق
 لا الحق بالرجال والله اعلم بالصواب اليه حسن العاقبة والمال + انتهى بعبارة الشريفة وقد بالغ في تصحيحه ووجهاً بتتبعه + العالم العلامة
 الهمام الفاضل المقام الطرطام ذي العز والوقار مولانا الحاج **محمد عبد الغفار الكهنوي** عمه فيضه الجلال والخفة
 وابنه المتوقد الذكي لعظن السعيد والفهم السديد المولوي **محمد رشيد** الله المجيد والاعلم المميز المولوي **محمد عبد العزيز** مدظله وذلك الطبع
 في المطبع **الاحمدى** الواقع في لكانفور دام اهله بالفرح والسرور والاشيخ الاعظم **محمد** وحى الاكرم المعزز عند القلوب الشريفة المعالج
محمد يعقوب سلمه الله علام الغيوب باهتمام العاصي الراعي غفران الله **محمد عبد الصمد** عفا الله عنه ما اثر
 من الخطأ والعمد في المعاش من جبت تسعة وثلاثمائة والف من الهجرة النبوية + على صاحبها الصلوة والتحية وهذا الطبع باستان
 رئيس التجار هو انيس ابرار المعظم **المجدد** والفظين **الاحمد** المولوي **عبد الاحد** صانه الله الصمد عن شر كل حاسد
 اذا حسد مالك مطبع المجتباتي والمرجو من كرم المستفيدين بهذا الكتاب ان لا ينسوني والمصححون مالك المطبع **الاحمدى**
 في دعائم المستجاب انه ميسر لكل صعاب وموفق للصواب واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
 على افضل المرسلين سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين الى يوم الدين + حرره سليمان بن محمد الكهنوي

اعلان اس كتاب كسرتم بولوى سبجان خبش صاحب با ايرل شمشى كرمى بولوى عبد الاحد صاحب كتاب طبين بنينا في كواس كتابك طبين كى اجازت باضا بطه عطا فرماني اور
 سليمان بن بولوى صاحب بولوى سبجان خبش صاحب با ايرل شمشى كرمى بولوى عبد الاحد صاحب كتاب طبين بنينا في كواس كتابك طبين كى اجازت باضا بطه عطا فرماني اور

تبا